عمران سیریز
ڈبل ٹارگٹ
مظہر کلیم ایم اے
ارسلان پبلی کیشنز ملتان
ڈبل ٹارگٹ
مظہر کلیم ایم اے

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 165/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''ڈبل ٹارگٹ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک ایسے مشن پر کام کیا ہے جس میں انہیں مکمل طور پر اندھیرے میں رکھنے کے لئے انتہائی کامیاب اور پیچیدہ پلاننگ کی گئی تھی۔ ایسی پلاننگ کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی چکر ہی کھاتے رہ گئے تھے۔ اس ناول میں سسپنس اس قدر عروج پر ہے کہ یقیناً ناول کے آخری صفحے تک عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح آپ بھی تذبذب اور گومگو کی حالت میں رہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا کیونکہ حقیقتاً آپ کی آراء کا مجھے انتظار رہتا ہے۔ البتہ حسب روایت ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے تا کہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں۔

رحیم یار خان سے سلیم جاوید لکھتے ہیں۔ طویل عرصے سے آپ کے ناولوں کا خاموش مگر باقاعدہ اور مسلسل قاری ہوں۔ آج پہلی بار آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کے خیر و شر پر مبنی ناول بے حد پسند ہیں آپ کے اکثر ناولوں میں جوڈو، مارشل آرٹس اور

کراٹے کے جو داؤ ہوتے ہیں وہ تقریباً فرضی ہوتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ ان داؤ کے اصل نام لکھا کریں اور ان کی تفصیل دیا کریں۔ تاکہ پڑھنے والے پر حقیقت کا گمان ہو سکے۔ امید ہے آپ میری اس التجا پر ضرور توجہ دیں گے اور آئندہ ناولوں میں داؤ کے اصل نام اور ان کی تفصیل ضرور بتایا کریں گے۔

محترم سلیم جاوید صاحب۔ سب سے پہلے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک مارشل آرٹ، جوڈو اور کراٹے کے داؤ کی تفصیل کی بات ہے تو محترم فائٹ کے دوران اس کی باقاعدہ تفصیل لکھی جاتی ہے۔ مکمل فائٹ ہوتی ہے اور یہ فیصلہ کن حد تک جاری رہتی ہے۔ اگر آپ صرف داؤ کی تفصیل اور ان کی باریکیوں کی بات کر رہے ہیں تو ایسا کرنا ناممکن ہوگا اس سے ناول کی بلا وجہ ضخامت میں اضافہ ہوگا اور قاری بھی بور ہوگا اس لئے کام اتنا ہی ہونا چاہئے جتنا کہ سمجھ آ سکے۔ امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لودھراں سے شکیل انجم لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ یقین کریں کہ آپ کے ناولوں سے میری نالج میں اس قدر اضافہ ہوتا ہے جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ آپ نے کافی عرصہ سے کوئی سپیشل نمبر نہیں لکھا ہے۔ آپ کے لکھے سپیشل نمبر تمام مصنفین سے الگ اور بہترین ہوتے ہیں جو کوئی اور نہیں لکھ سکتا ہے۔ امید ہے میری درخواست پر آپ جلد سے جلد سپیشل نمبر لکھیں گے اور ہم جلد ہی اسے پڑھ سکیں گے۔

محترم شکیل انجم صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ جیسے پرخلوص اور محبت کرنے والے قارئین ہی میرا اثاثہ ہیں۔ آپ نے درخواست کی ہے کہ میں نے سپیشل نمبر لکھنا چھوڑ دیئے ہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آپ کی فرمائش کے تحت مسلسل لکھ رہا ہوں لیکن سپیشل نمبر لکھنے کی رفتار واقعی سست ہوتی ہے۔ عام ڈگر سے ہٹ کر لکھنے کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو جاتی ہے لیکن بہرحال جلد ہی آپ کو عام ناولوں کی طرح سپیشل نمبر بھی پڑھنے کو مل جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

''لاہور سے شیخ محمد افتخار لکھتے ہیں کہ آپ کے لکھے ہوئے اب تک کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں مجھے خاص طور پر آپ کے اسرائیل پر لکھے ہوئے ناول بے حد پسند ہیں اور کافی وقت سے آپ نے اسرائیل کے خلاف کوئی ناول نہیں لکھا۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ ایسے ناول پھر سے تحریر کریں جو اسرائیل کے خلاف ہوں۔ میں اور مجھ جیسے بے شمار قارئین آپ کے ایسے لکھے ہوئے ناول کے شدت سے منتظر ہیں۔

محترم شیخ محمد افتخار صاحب۔ آپ نے خط لکھا اور آپ کو میرے لکھے ہوئے ناول پسند ہیں اس کے لئے بے حد شکریہ۔ آپ نے جو فرمائش کی ہے یہ میں نے ''ڈبل ٹارگٹ'' میں پوری کر دی

ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول خصوصی طور پر اسرائیل کے خلاف ہے جس کے لئے عمران اور اس کے ساتھی برسرپیکار ہوتے ہیں۔ اب آپ کو اور آپ جیسے قارئین کو جو اسرائیل پر لکھے گئے ناول پسند کرتے ہیں انہیں شدت سے انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ناول پڑھیں اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

اسرائیلی ایجنسی جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں رعب اور دبدبہ اپنے پورے جلال کے ساتھ نمایاں تھا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ کا تنا ہوا چہرہ یکلخت اس طرح ڈھیلا پڑ گیا جیسے غبارے سے ہوا نکل جائے۔

''اوہ یس۔کیا بات ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

''جناب پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں''...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں جناب۔چیف آف جی پی فائیو جناب"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر کرنل ڈیوڈ۔ایک انتہائی حساس معاملے پر یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے۔آپ ایک گھنٹے میں پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں۔یہ میٹنگ ٹاپ سیکرٹ ہے۔آپ سمجھ گئے ہیں نا"...... پرائم منسٹر نے وقار بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔اوکے سر۔میں ابھی پہنچ جاتا ہوں سر"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل ڈیوڈ نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔یہ نئے پرائم منسٹر تھے جو حال ہی میں منتخب ہوئے تھے اور ان کی یہ پہلی سرکاری میٹنگ کال تھی۔نئے پرائم منسٹر کے بارے میں کرنل ڈیوڈ کو معلوم تھا کہ یہ انتہائی جہاندیدہ اور تجربہ کار آدمی ہیں اور وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ وہ ڈسپلن کے بھی پابند ہیں اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنے والوں اور لیٹ آنے والوں کی انتہائی سرزنش کرتے ہیں۔اس لئے وہ وقت پر پہنچ کر پرائم منسٹر صاحب کے سامنے اپنی اہمیت منوا کر انہیں اس بات کے لئے قائل کرنا چاہتا تھا کہ وہ نہ صرف وقت کا پابند ہے بلکہ ان کی طرح ڈسپلن پر بھی سختی سے کاربند رہنے کا عادی ہے۔

چنانچہ وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر وہ دفتر سے نکلا اور چند لمحوں کے بعد وہ اپنی

سرکاری کار میں بیٹھا پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔باوردی ڈرائیور کار چلا رہا تھا اور کرنل ڈیوڈ عقبی سیٹ پر بیٹھا اس طرح باہر چلتے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ سب اس کی رعایا ہوں۔کچھ ہی دیر میں وہ میٹنگ ہال میں داخل ہو رہا تھا۔میٹنگ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔وہاں تین چار آدمی پہلے سے موجود تھے جن میں سے ایک نئی اسرائیلی ایجنسی کیٹ کی سربراہ مس جینڈی بھی تھی۔

یہ مس جینڈی پہلے جی پی فائیو میں شامل تھی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ایک کیس میں کرنل ڈیوڈ اور مس جینڈی کی ناکامی کے بعد اس وقت کے پرائم منسٹر نے جو مس جینڈی کے بے حد حامی تھے۔مس جینڈی اور اس کے والد انٹیلی جنس کے چیف لارڈ سٹوفن کے کہنے پر اسرائیل کی ایک نئی اور خفیہ ایجنسی قائم کی جس کا نام کیٹ ایجنسی رکھا گیا تھا۔

یہ ایجنسی براہ راست صدر مملکت کے تحت کام کرتی تھی اور خصوصی دفاعی معاملات کو ڈیل کرتی تھی۔اس کی چیف جینڈی کو بلیک کیٹ کا نام دیا گیا تھا۔اس لئے مس جینڈی اب باقاعدہ بلیک کیٹ کہلاتی تھی اور کرنل ڈیوڈ نے کئی بار سنا تھا کہ کیٹ ایجنسی نے بعض ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ ملٹری انٹیلی جنس بھی سر انجام نہیں دے سکتی تھی۔

کرنل ڈیوڈ کے لئے یہ امر باعث اطمینان تھا کہ کیٹ ایجنسی کا

دائرہ کار صرف دفاع کی حد تک رکھا گیا تھا۔اس لئے یہ جی پی فائیو کے دائرہ کار میں مداخلت نہ کر سکتی تھی۔بلیک کیٹ کے علاوہ وہاں بلیک کیٹ کا والد اور انٹیلی جنس چیف لارڈ سٹوفن اور ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بھی موجود تھے۔

وہ سب ایک بڑی سی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ہر ایک کے سامنے میز کے عہدہ اور نام کی تختی موجود تھی اور کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر اس وقت واقعی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔جب اس کی کرسی سب سے پہلے اور وزیراعظم کی کرسی کے ساتھ تھی۔جبکہ دوسری طرف بلیک کیٹ پہلی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے ساتھ اس کا والد انٹیلی جنس کا چیف تھا۔جبکہ کرنل ڈیوڈ کی کرسی کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بیٹھا ہوا تھا۔وزیراعظم کی کرسی خالی تھی۔

کرنل ڈیوڈ نے کرسی کھسکائی اور پھر بڑی شان سے اس پر بیٹھ گیا۔سامنے بیٹھی ہوئی بلیک کیٹ اس کے اس انداز پر مسکرا دی لیکن وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور نومنتخب وزیراعظم جو کہ ادھیڑ عمر تھے اندر داخل ہوئے اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ سمیت سب احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔کرنل ڈیوڈ نے انہیں باقاعدہ سیلوٹ کیا جبکہ باقی افراد نے صرف سلام کیا۔

''تشریف رکھیں''...... وزیراعظم نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔وزیراعظم کے پیچھے ان کا سیکرٹری تھا جس کے ہاتھوں

میں خاکی رنگ کی فائلیں تھیں۔اس نے بڑے ادب سے فائلیں وزیراعظم کے سامنے رکھیں اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہوا تو اس پر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''آپ سب جانتے ہیں کہ میں حال ہی میں منتخب ہوا ہوں اور باضابطہ طور پر یہ میری اور آپ کی پہلی سرکاری میٹنگ ہے۔میں نے آپ سب حضرات کی پرسنل فائلوں کو اچھی طرح پڑھ لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ سب اپنا تعارف خود کرائیں''۔ وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو''......اس سے پہلے کہ کوئی اور کچھ کہتا کرنل ڈیوڈ اپنی اہمیت منوانے کے لئے ان سے پہلے بول پڑا اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر باری باری بلیک کیٹ اس کے والد اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اپنا تعارف کرایا۔

''ویل ڈن۔آپ سب کو میں نے ایک اہم سبب کے باعث کال کر کے بلایا ہے۔آپ سب حضرات گریٹ اسرائیل کے انتہائی اہم عہدوں پر فائز ہیں اور اپنے اپنے شعبوں کے چیف بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو مسئلہ اس وقت اسرائیل کو درپیش ہے اس پر آپ سب انتہائی ذمہ دارانہ انداز میں رائے دیں گے تاکہ اس بارے میں کوئی مناسب فیصلہ کیا جا سکے۔البتہ یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ

مسئلہ اسرائیل کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے''...... وزیراعظم نے کہا اور پھر انہوں نے ایک نظر سب کے چہروں کو دیکھا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائلوں میں سے ایک فائل کھول لی۔ چند لمحوں تک اس میں لگے ہوئے کاغذ پلٹتے اور انہیں غور سے پڑھتے رہے پھر انہوں نے ایک طویل سانس لی اور فائل بند کر دی اور سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

پرائم منسٹر کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔کمرے میں ایسی خاموشی طاری تھی کہ سوئی بھی گرتی تو اس کی آواز سنائی دے جاتی۔انتہائی عجیب ماحول تھا اور پراسرار سا سسپنس چھایا ہوا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وزیراعظم جان بوجھ کر مسلسل اسی سسپنس کو بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔

''جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اسلامی ممالک اسرائیل کے ازلی دشمن ہیں اور اب تک لاکھ کوششوں اور سپر پاورز ملکوں کے شدید دباؤ کے باوجود کسی اسلامی ملک نے اسرائیل کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا ہے۔دنیا کے تقریباً تمام اسلامی ممالک اسرائیل کے دشمن ہیں خاص طور پر پاکیشیا جسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے۔پوری اسلامی امت پاکیشیا کو اپنا محافظ سمجھتے ہوئے اسی پر بھروسہ کرتی ہے اور پاکیشیا بھی ان اسلامی ممالک کا کھل کر ہر مشکل اور آڑے وقت میں ساتھ دیتا ہے خاص طور پر پاکیشیا ان اسلامی ممالک کو جنگی اسلحہ کی فراہمی اور فوجی طاقت کو بڑھانے میں

پیش پیش رہتا ہے اور دنیا بھر کے اسلامی ممالک کی فوج پاکیشیائی فوج سے ٹریننگ حاصل کرتی ہے۔آپ سب یہ بھی جانتے ہیں کہ پاکیشیا کے پاس بہترین لڑاکا فوج اور انتہائی محفوظ ترین دفاعی نظام اور انتہائی اعلیٰ کوالٹی کے دفاعی ہتھیار موجود ہیں۔یہ بات درست ہے کہ اسرائیل کسی بھی لحاظ سے اس سے پیچھے یا کم نہیں ہے لیکن وہ جو ایک معیار ہوتا ہے۔اس میں بہرحال پاکیشیا ہم سے آگے ہے۔میں نے پرائم منسٹر منتخب ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں اسرائیل کو پوری دنیا میں ایک ناقابل تسخیر ملک بنا دوں گا۔اس کے لئے میں نے دفاعی لیبارٹریوں کے انچارج سائنس دانوں کی ایک میٹنگ کال کی اور طویل بحث و مباحثہ اور مختلف منصوبوں کے جائزے کے بعد آخر کار مجھے ایک منصوبہ پسند آ گیا ہے۔یہ منصوبہ اسرائیل کے ایک سائنس دان سر پیٹریٹ کال نے تیار کیا ہے۔اس منصوبے کا بنیادی خاکہ یہ ہے کہ اس کی مدد سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ ایشیا کی سب سے بڑی پاور شوگران کا کو محض ایک بٹن پریس کر کے مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔اس منصوبے کا نام ٹوٹل واش یا ٹی ڈبلیو ہے۔اسرائیل کی سب سے بڑی اور سب سے اونچی پہاڑی ڈاماری کی چوٹی پر ایک بہت بڑی فعال اور مکمل خود کار لیبارٹری تیار کی گئی ہے۔جو خاص طور پر پاکیشیا کو ٹوٹل واش کرنے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔یہ منصوبہ مخصوص قسم کے ریز بلاسٹر میزائل پر مبنی ہے۔لیبارٹری کے اوپر بنے میزائل اسٹیشن سے ریز

بلاسٹر میزائل فائر کیا جائے گا جو نہ صرف ٹھیک اپنا ٹارگٹ ہٹ کرے گا بلکہ اس میزائل سے نکلنے والی فائر ریز یعنی ہر طرف آگ لگا دینے والی ریز کا اثر پورے پاکیشیا میں پھیل جائے گا اور یہ ریز انتہائی حدت آمیز ہو گی جو ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا دے گی۔اس ریز سے ہر طرف آگ ہی آگ بھڑک اٹھے گی جسے اس وقت تک بجھایا نہیں جا سکے گا جب تک اس ریز کا اثر خود بخود ختم نہیں ہو جاتا اور اس ریز کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ یہ جہاں بھی آگ لگاتی ہے وہاں کئی ہفتوں تک آگ مسلسل جلتی اور بھڑکتی رہتی ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر چیز چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان جل کر راکھ بن جاتی ہے۔اس آگ میں فولاد سمیت پتھریلی چٹانیں تک پگھل جاتی ہیں۔اس ریز کو فائر ریز کہا جاتا ہے۔پاکیشیا میں جب بلاسٹر میزائل سے فائر ریز پھیلائی جائیں گی تو اس کی رینج اس قدر وسیع ہو گی کہ پورے پاکیشیا میں ہر طرف آگ ہی آگ بھڑکا دے گی اور یہ آگ تب ہی ختم ہو گی جب پاکیشیا کا ایک ایک علاقہ اس علاقے کا ایک ایک حصہ اور ایک ایک مقام جل کر بھسم نہ ہو جائے۔یہ عظیم ٹیکنالوجی صرف اسرائیل کے پاس موجود ہے اور اسرائیل نے بلاسٹر میزائل تیار کرنا بھی شروع کر دیئے ہیں جنہیں اس جدید فائر ریز سے آراستہ کر کے فائر ریز بلاسٹر میزائل میں ڈھال دیا جائے گا۔اس طرح اسرائیل جس وقت بھی چاہے گا اور جس ملک میں بھی چاہے گا محض ایک

میزائل سے انتہائی خوفناک تباہی اور بربادی پھیلا کر دنیا سے اس ملک کا نام و نشان تک مٹا سکتا ہے۔اس وقت اسرائیل کے تمام وسائل اس اہم ترین منصوبے پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔فائر ریز بنانے کا کام اور اس ریز کو میزائل میں فکسڈ کر کے اسے قابل استعمال بنانے کا کام اسرائیل کے دو اہم پوائنٹس پر ہو رہے ہیں اور ہم کافی حد تک ان میں کامیاب ہو چکے ہیں بلاسٹر میزائل کی فیکٹری ہم نے حلات میں لگائی ہے اور فائر ریز پر کام ڈاماری خود کار لیبارٹری میں ہو رہا ہے جہاں سے اسے لانچر سے ٹارگٹ اور فائر بھی کیا جا سکتا ہے۔ہم نے اس کے تجربات بھی کر لئے ہیں اور میزائلوں کو اس حد تک ایڈجسٹ کر لیا ہے کہ ہم ڈاماری سے براہ راست میزائل ڈائریکٹ پاکیشیا پر فائر کر سکیں۔اس منصوبے پر ابھی چند کام ہونا باقی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا تو زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے اندر میزائل نہ صرف تیار ہو جائیں گے بلکہ انہیں لانچنگ پوائنٹ پر ڈائریکٹ پاکیشیا پر فائر کرنے کے لئے ایڈجسٹ بھی کر لیا جائے گا۔ہمارا یہ منصوبہ مکمل طور پر کامیاب ہو گیا تو اسرائیل نہ صرف ناقابل تسخیر ملک بن جائے گا بلکہ ہماری برسوں کی پاکیشیا کو تباہ کرنے کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور ایک بار ہم نے پاکیشیا کو تباہ و برباد کر دیا تو پھر پوری دنیا کے اسلامی ممالک نہ صرف اسرائیل کو تسلیم کر لیں گے بلکہ ان اسلامی ممالک کے ساتھ ساتھ سپر پاورز بھی ہمارے قدموں تلے ہوں گی

ہم جس وقت چاہیں گے کسی بھی ملک پر آسانی سے قبضہ کر سکیں گے اور اسرائیل گریٹ اسرائیل بن جائے گا''...... وزیراعظم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن جناب وزیراعظم صاحب۔ یہ واقعی بہت بڑا اور انتہائی شاندار منصوبہ ہے جناب''...... بلیک کیٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ باقی سب بھی پرائم منسٹر کے اس منصوبے کی تعریف کرنے لگے لیکن کرنل ڈیوڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''آپ نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا کرنل ڈیوڈ۔ کیا آپ کو میرا یہ منصوبہ پسند نہیں آیا ہے''...... پرائم منسٹر نے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''منصوبہ شاندار ہے جناب۔ اسرائیل کے ہر یہودی کی طرح میں بھی پاکیشیا کے وجود سے نفرت کرتا ہوں اور اسے ہر صورت ختم کرنے کا خواب دیکھتا ہوں۔ مگر......'' کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مگر۔ مگر کیا''...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

''کچھ نہیں جناب وزیراعظم۔ مجھے آپ کے اس منصوبے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ پاکیشیا پر میزائل فائر کرنے سے پہلے اس کے تجربات کہاں کئے گئے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''فی الحال تو ہم نے یہ تجربات بحرالکاہل کے دور افتادہ جزیروں

پر ہی کئے ہیں جو یہاں سے پاکیشیا جتنی دوری پر واقع ہیں لیکن ہم بہت جلد ایک محدود تجربہ پاکیشیا پر بھی کریں گے۔ اس کے لئے ہم نے پاکیشیا کے ایک پہاڑی مقام کو منتخب کیا ہے تاکہ اس تجربے سے ہم صحیح رینج اور صحیح ٹارگٹ حاصل کر سکیں اور ہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ بلاسٹر میزائل طویل چکر کاٹ کر ٹارگٹ پر ہٹ کرتا ہے۔ اس میزائل کو نہ تو کسی سیٹلائٹ سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی اینٹی میزائل سے راستے میں روکا جا سکتا ہے۔ اس میزائل کی تیاری اس انداز میں کی گئی ہے کہ کسی کو اس بات کا علم تک نہ ہو سکے کہ اس میزائل کو دنیا کے کس خطے یا حصے سے فائر کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس میزائل کی فائرنگ رینج کا بھی پتہ لگانے کے لئے اب تک کوئی سائنسی آلہ تیار نہیں ہوا ہے''...... وزیراعظم نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

''یہ سب ٹھیک ہے سر لیکن میرا آپ کو مخلصانہ مشورہ ہے جناب کہ آپ اس میزائل کا تجربہ پاکیشیا پر نہ کریں''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ اور کیوں''...... وزیراعظم نے بری طرح چونک کر کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ اگر میزائل پاکیشیا کے کسی بھی حصے پر فائر کیا گیا تو اس سے پاکیشیا چوکنا ہو جائے گا اور پھر اس کی تمام ایجنسیاں اس عجیب واقعے اور نامعلوم مقام سے آنے والے میزائل کی کھوج

میں لگ جائیں گی کہ میزائل کہاں سے فائر کیا گیا ہے۔ یہاں اسرائیل میں بھی ان کے ایجنٹ موجود ہیں۔ اس لئے انہیں جب علم ہو گیا کہ اسرائیل کسی ایسے منصوبے پر کام کر رہا ہے۔ تو پھر وہ اس منصوبے کو تباہ کرنے کے لئے پوری قوت سے حرکت میں آ جائیں گے۔

آپ نئے نئے وزیراعظم منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آپ کو پہلے کے واقعات کا علم نہیں ہے۔ ایک بار پہلے بھی ایسا ہی تجربہ پاکیشیا کے سرحدی شہر پر کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی۔ یہ منصوبہ اسرائیل نے کافرستان کے ساتھ مل کر مکمل کرنے کی کوشش کی تھی۔ طاقتور اور انتہائی تباہ کن میزائل اسرائیل کے ایک دور دراز پہاڑی علاقے پر بنائی گئی ایک خصوصی اور خفیہ لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا تھا۔ اس کا دفاع مکمل طور پر فوج اور ملٹری سیکرٹ سروس کے پاس تھا اور اس پہاڑی علاقے تک کسی کے پہنچنے کا تصور تک نہ تھا۔ مگر عین آخری لمحات میں پوری لیبارٹری کو انتہائی طاقتور بموں سے اڑا دیا گیا وہ سائنس دان بھی ہلاک ہو گئے اور وہ مشین بھی تباہ ہو گئی۔ اس طرح یہ منصوبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور یہ ساری بربادی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مرہون منت تھی''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم بات ہے۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ مجھے بتائیں اس منصوبے کا نام کیا تھا اور اس پر

کیا ہوا تھا۔ اس منصوبے کی فائل میں خود دیکھنا چاہتا ہوں''۔ وزیراعظم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ اس منصوبے کا سائنسی نام تو کچھ اور تھا البتہ اسے عام طور پر سائلنٹ اٹیک کے نام سے پکارا جاتا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''سائلنٹ اٹیک''...... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

''یس سر''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ لیبارٹری انتہائی خفیہ تھی اور وہ دشوار گزار پہاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی اور جب کوئی شخص پہاڑی علاقے تک پہنچ ہی نہ سکتا تھا اور ملٹری انٹیلی جنس اور فوج نے بھی اس پہاڑی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ تو پھر یہ لیبارٹری کیسے تباہ ہو گئی۔ کیا آسمان سے فرشتے اترے تھے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے''...... بلیک کیٹ نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں آپ کے سوال کا جواب نہیں دوں گا مس بلیک کیٹ۔ اگر آپ نے یہ سوال پوچھنا ہے تو اپنے والد محترم سے پوچھیں اس کا جواب آپ کے والد صاحب زیادہ بہتر طور پر دے سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی اس سائلنٹ اٹیک منصوبے کے شریک کار تھے اور خصوصی اسرائیلی فورس کے ساتھ اسرائیل کے اس پہاڑی علاقے میں موجود تھے اور اس لیبارٹری کی حفاظت پر اسرائیلی فورس اور فوج

کے ساتھ شامل تھے''...... کرنل ڈیوڈ نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''لارڈ سٹوفن۔ کیا کرنل ڈیوڈ درست کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہوا تھا۔ مگر کیسے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے''...... وزیراعظم نے چونک کر بلیک کیٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے والد سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں پرائم منسٹر صاحب۔ کرنل ڈیوڈ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ یہ سب ایسا ہی ہوا تھا ہم نے اس کی مکمل تحقیقات کی تھیں اور ان تحقیقات کے نتیجے میں جو بات ہمارے سامنے آئی تھی۔ اس نے ہم سب کو انتہائی حیران کر دیا تھا۔ یہ سارا منصوبہ اصل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تباہ کیا تھا۔ انہوں نے اس کے لئے انتہائی عجیب طریقہ استعمال کی تھی۔ ایسا طریقہ کہ جس کا کبھی کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں وہ فائل لا کر آپ کو دے دوں گا آپ اس کا مطالعہ کر لیجئے گا۔ اس فائل سے آپ کو پاکیشیا سیکرٹ کی کارکردگی کا بھی پتہ چل جائے گا اور اس طریقے کا بھی جس کے استعمال سے انہوں نے ہمارا منصوبہ سبوتاژ کیا تھا اور اس کا مجھے آج تک افسوس ہے''...... لارڈ سٹوفن نے کہا۔

''آپ مختصر طور پر بتائیں کہ انہوں نے لیبارٹری تباہ کیسے کی تھی''...... وزیراعظم نے پوچھا۔

''عمران نے اسرائیلی فورس کے ایک کرنل کی جگہ لے لی تھی اور ہمارے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں

بہت سی تبدیلیاں کی تھیں۔ ہیلی کاپٹر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اُڑایا جا سکتا تھا اور اسے کسی بھی مقام پر گرایا جا سکتا تھا۔ کرنل کے روپ میں عمران نے اسرائیلی فوج کے ایک اسلحے کے ڈپو سے بموں کا بڑا ذخیرہ حاصل کیا تھا جن میں بم اور ڈائنا مائٹ بھی موجود تھے اس نے بم اور ان ڈائنا مائٹس اس ہیلی کاپٹر میں چھپا دیئے تھے اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ہیلی کاپٹر اڑایا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو ٹھیک لیبارٹری پر کریش کر دیا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود بم اور ڈائنا مائٹس پھٹ پڑے اور انہوں نے پوری کی پوری لیبارٹری کو پہاڑی سمیت تباہ کر دیا تھا۔ اسرائیلی فورس اور اسرائیلی جی پی فائیو نے جب اس سلسلے میں تحقیقات کیں تو پتہ چلا کہ یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ جس کے بارے میں پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ وہ اس منصوبے کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیل آ رہے ہیں۔ اور انہیں روکنے کی ذمہ داری اسرائیلی جی پی فائیو پر تھی۔ جس کے چیف کرنل ڈیوڈ ہیں۔ لیکن جی پی فائیو انہیں روکنے میں بری طرح ناکام رہی''...... لارڈ سٹوفن نے آخر میں ساری بات کرنل ڈیوڈ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''میں جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کو جانتا ہوں۔ ان میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور ان کی کارکردگی بھی بے حد اعلیٰ ہے۔ لیکن میں نے اسرائیل کی تمام ایجنسیوں اور خاص طور پر جی پی فائیو کا ریکارڈ بھی چیک کیا ہے جن کے مقابلے پر پاکیشیا سیکرٹ

سروس متعدد بار آ چکی ہے لیکن دوسری ایجنسیوں کی طرح آپ کی جی پی فائیو بھی ہمیشہ ناکام ہی رہی ہے کرنل ڈیوڈ۔ کیا میں آپ سے اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں‘‘...... وزیراعظم نے کہا۔

’’جناب پرائم منسٹر صاحب۔ یہ ایک اتفاق ہی تھا۔ اس مشن میں مس جینڈی بھی میرے ساتھ شامل تھیں اور اس مشن کی یہ انچارج بھی تھیں اور اس مشن کی تمام تر منصوبہ بندی سابقہ وزیر اعظم صاحب نے نہ صرف خود کی تھی بلکہ اس کی مکمل نگرانی بھی انہوں نے ہی کی تھی لیکن مس جینڈی اور جناب وزیراعظم کی تمام تر کوششوں کے بعد نتیجہ ناکامی کی صورت میں ہی نکلا تھا۔ جس کے بعد مس جینڈی کو جی پی فائیو سے علیحدہ کر کے نئی کیٹ ایجنسی بنائی گئی ہے اور یہ اب اسی ایجنسی کی بلیک کیٹ ہیں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے بلیک کیٹ کو بھی اپنی ناکامی میں شامل کرتے ہوئے کہا۔

’’اس کے پیچھے صرف اور صرف کرنل ڈیوڈ کی ناکام پالیسیاں اور ناکام پلاننگ کا ہاتھ تھا جناب۔ میں ان کے حکم کے تحت کام کرتی تھی اور اپنے طور پر مجھے کوئی بھی کام کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے جیسا کہا میں نے ویسا ہی کیا تھا اور ان کی پلاننگ پر عمل کر کے ہی مجھے ناکامی سے دوچار ہونا پڑا تھا لیکن جناب اب آپ فکر نہ کریں۔ آپ یہ مشن میری ایجنسی کے حوالے کر دیں اور پھر دیکھیں کہ یہ مشن کیسے کامیاب نہیں ہوتا۔ اب میں کرنل ڈیوڈ کی ماتحت نہیں ہوں۔ میرے پاس اختیارات ہیں اور

میں اپنی ایجنسی کی چیف ہوں۔ اس لئے اب میں دعویٰ کر سکتی ہوں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن کے آڑے آئی تو ان کی لاشیں ہی واپس جا سکیں گی‘‘...... بلیک کیٹ نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ بہرحال اس میٹنگ کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ایک اہم بات سامنے آ گئی۔ اب یہ تجربہ پاکیشیا کے کسی علاقے کی بجائے کسی دور دراز جزیرے پر ہی کیا جائے گا۔ اس طرح یہ ہر لحاظ سے محفوظ رہے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکے گی۔ دوسری بات یہ کہ ڈاماری لیبارٹری مکمل طور پر خودکار ہے۔ اس میں فائر ریز کے خالق سائنس دان اکیلے کام کریں گے اور یہ لیبارٹری اس طرح بنائی گئی ہے کہ چاہے اس پر ایٹم بم ہی کیوں نہ برسائے جائیں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور یہ مکمل طور پر ناقابل تسخیر ہے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے کہ اگر کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم بھی ہو جائے تب بھی وہ لیبارٹری کو کسی طرح بھی تسخیر نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں اس لیبارٹری کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... وزیراعظم نے کہا۔

’’دانشمندی اسی میں ہے جناب کہ اس منصوبے کا کسی کو علم نہ ہو سکے اور یہ مشن مکمل ہونے بلکہ پاکیشیا کی تباہی تک ٹاپ سیکرٹ ہی رہے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کرنل ڈیوڈ۔ آپ سب کو یہاں اکٹھا

کرنے کا میرا ایک اور مقصد بھی ہے کہ ہوسکتا ہے یہ منصوبہ کسی بھی طرح لیک آؤٹ ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ یقیناً پاکیشیا اور شوگران کے ایجنٹ تو اس کے خاتمے اور تباہی کے درپے ہوں گے سو ہوں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹ بھی ہر حالت میں فائر ریز فارمولے اور ان کے خالق سائنس دانوں کو اغوا کرنے کے لئے میدان میں اتر آئیں گے گو ڈاماری لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے پھر بھی ان ایجنٹوں کو روکنا بہرحال ضروری ہے اور یہ کام آپ نے کرنا ہے کوئی ایجنٹ کوئی سیکرٹ سروس کسی طرح بھی ڈاماری پہاڑی کے قریب بھی نہ پہنچ سکے ان سب کو ڈاماری پہاڑی سے دور رکھنا اور انہیں ان کے انجام تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے اور یہ سب کچھ اب آپ نے ہی کرنا ہے سمجھ گئے آپ سب"...... اس بار وزیراعظم صاحب نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جی ہاں جناب۔ اس کے لئے میرے پاس ایک آئیڈیا ہے"...... بلیک کیٹ نے کہا۔

"کیسا آئیڈیا۔ کھل کر بات کریں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ اسرائیل کی حفاظت کے لئے اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیں۔ ایک حصے کی ذمہ داری میرے پاس ہو۔ دوسری ملٹری انٹیلی جنس کے پاس تیسری جی پی فائیو کے پاس اور چوتھے حصے کی حفاظت کوئی اور ایجنسی کرے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو تو میں خود سنبھال لوں گی۔ شوگران کو ملٹری انٹیلی جنس آسانی سے

سنبھال سکتی ہے۔ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹوں کو جی پی فائیو اور دوسری ایجنسی سنبھال سکتی ہیں۔ اس طرح ہم پوری ہوشیاری سے اپنے اپنے ٹاسک پر ایک دوسرے سے الگ رہ کر اطمینان سے اور بغیر کسی کے دباؤ کے کام بھی کر سکیں گے"...... بلیک کیٹ نے کہا۔

"آپ کی تجویز اچھی ہے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے مسٹر لارڈ سٹوفن"...... وزیراعظم نے انٹیلی جنس کے چیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری ایک اور تجویز ہے جناب وزیراعظم صاحب"...... لارڈ سٹوفن نے کہا۔

"کیا۔ کھل کر بات کریں"...... وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"جیسا کہ آپ نے بتایا ہے کہ یہ منصوبہ دو حصوں میں تقسیم ہے جناب۔ ایک فائر ریز جس پر ڈاماری پہاڑی پر موجود لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اور دوسرا بلاسٹر میزائل جس کی فیکٹری حلات کے ریگستان میں قائم کی گئی ہے۔ یہ دونوں پوائنٹ آپ دو مختلف ایجنسیوں کی حفاظتی تحویل میں دے دیں اور وہ ایجنسیاں مکمل طور پر اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہوں اور اپنی مرضی سے اس کی حفاظت کی پلاننگ کریں۔

تیسری اور چوتھی ایجنسی جنرل چیکنگ پر رہے کسی بھی ملک کے ایجنٹ ظاہر ہے نہ تو براہ راست اور فوراً ڈاماری تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ حلات تک۔ اس لئے اگر کسی بھی ملک کے ایجنٹوں کے

گروپ ان منصوبوں کے خلاف حرکت میں آئے تو اس کی اطلاع
ملتے ہی وہ جنرل چیکنگ والی ایجنسیاں پوری قوت سے انہیں روکنے
اور ان کے خاتمے کے لئے کام شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ وہ
حلات اور ڈاماری میں موجود دونوں ایجنسیوں کو بھی الرٹ کر دے۔
اگر وہ گروپ جنرل چیکنگ والی ایجنسیوں سے کسی طرح بچ کر ان
دونوں میں سے کسی مقام پر پہنچ بھی جائے گا تو وہاں موجود ایجنسی
جو پہلے سے ہوشیار ہو گی اسے آسانی سے کور کر لے گی اس طرح
دنیا کا کوئی بھی ایجنٹ اسرائیل میں کھلے عام اپنا کام نہ کر سکے گا
اور نہ ہی کسی طور پر حلات اور ڈاماری تک پہنچ سکے گا''...... لارڈ
سٹوفن نے کہا۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن لارڈ سٹوفن۔ یہ انتہائی شاندار اور
بہترین تجویز ہے۔ آپ کے بارے میں سنا تھا کہ آپ واقعی ذہین
ہیں اور میں آپ کی ذہانت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے
واقعی قابل عمل اور فول پروف تجویز پیش کی ہے۔ اس لئے یہ تجویز
میں منظور کرتا ہوں۔ اب ایجنسیوں کی تعیناتی باقی رہ گئی ہے۔ اس
کا بھی فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ کرنل ڈیوڈ آپ کیا کہتے ہیں''۔
وزیراعظم نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں وزیر اعظم صاحب۔ لارڈ سٹوفن صاحب کی تجویز
واقعی شاندار ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ مجھے
جہاں تعینات کرنا چاہیں کر دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

اس بار میری طرف سے آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی اور میں اس
مشن کے لئے اپنی جان بھی لڑا دوں گا۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا
دنیا کا کوئی بھی ایجنٹ آیا تو میں اس کے تار و پود بکھیر کر رکھ دوں
گا۔ اس بار ان سب کو ہمارے ہاتھوں عبرتناک شکست کا ہی سامنا
کرنا پڑے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''ویری گڈ۔ اب آپ بتائیں۔ مس جینڈی۔ آپ کیا کہتی
ہیں''...... وزیراعظم نے بلیک کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرے خیال میں بھی یہ تجویز قابل عمل ہے اور مجھے بھی اس
پر کوئی اعتراض نہیں ہے''...... بلیک کیٹ نے اطمینان بھرے انداز
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں''...... اچانک
اب تک خاموش بیٹھے ہوئے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا تو
سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''اوہ یس مسٹر ہیلی کرٹ۔ بولیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔
آپ تو اب تک اس سارے معاملے میں بالکل ہی خاموش رہے
ہیں''...... وزیراعظم نے کہا۔

''جناب یہ بات بالکل درست ہے کہ جناب لارڈ سٹوفن
صاحب کی تجویز واقعی انتہائی بہترین اور قابل عمل بھی ہے۔ جناب
کرنل ڈیوڈ ہی وہ واحد انسان ہیں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اچھی
طرح واقف ہیں اور میری ایجنسی اسلامی ممالک کے ایجنٹوں کے

خلاف کام کرتی رہی ہے اور ہم نے غزہ میں بھی اپنا کنٹرول سنبھال رکھا ہے۔

روسیاہ اور ایکریمیا کے ایجنٹوں کو سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس دونوں ہی سنبھال سکتے ہیں۔ ویسے ہمیں سب سے زیادہ خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہی سب سے زیادہ فعال ہے۔ جناب لارڈ سٹوفن صاحب کی انٹیلی جنس انتہائی آسانی سے حلات کے ریگستان میں واقع بلاسٹر میزائل کی فیکٹری کی حفاظت کرسکتی ہے کیونکہ وہاں بڑے شہر صرف ایک دو ہی ہیں اور چونکہ وہ دور دراز کا علاقہ ہے وہاں اجنبی افراد ایک لمحے میں پہچانے جا سکتے ہیں۔ اس لئے انٹیلی جنس وہاں آسانی سے کسی بھی آنے والے کو چیک بھی کر سکتی ہے اور روک بھی سکتی ہے۔

کیٹ ایجنسی کے آدمیوں نے پہاڑی علاقوں میں دشمن ایجنٹوں کو روکنے اور ختم کرنے کی خصوصی ٹریننگ لی ہوئی ہے اور کیٹ ایجنسی نے ایسے مشنز میں نمایاں کامیابی بھی حاصل کی ہے جن کا تعلق پہاڑی علاقوں سے ہے۔ اس لئے کیٹ ایجنسی کی حفاظت میں ڈاماری دے دیں۔ ملٹری انٹیلی جنس سرحدوں کی چیکنگ کرے گی تا کہ کسی ایسی جگہ سے ایجنٹوں کا کوئی گروپ خفیہ طور پر داخل نہ ہو سکے جہاں سے عام پبلک نہ آتی ہو اور باقی دارالحکومت کا کنٹرول جی پی فائیو کے پاس رہنے دیں۔ حلات اور ڈاماریں دونوں مقامات پر جانے کے لئے پاکیشیا، شوگران، ایکریمیا

اور روسیاہی سب ایجنٹوں کو ہر صورت میں دارالحکومت سے گزرنا پڑے گا۔ وہاں جی پی فائیو انتہائی کامیابی سے ان کا راستہ روک سکتی ہے اور اگر واقعی وہ کسی طرح ان دونوں مقامات یا کسی ایک مقام کی طرف جانے لگیں تو جی پی فائیو باقی ایجنسیوں کو بروقت الرٹ کرسکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پلاننگ ہر لحاظ سے مکمل طور پر فول پروف رہے گی''...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ بالکل ٹھیک ہے جناب۔ یہ واقعی بہترین انتہائی قابل عمل تجویز ہے میں آپ کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر باری باری سب نے اس پر رضا مندی کا اظہار کر دیا۔

''او کے۔ اگر آپ سب میری اس تجویز سے متفق ہیں تو پھر یہ تجویز فائنل ہو گئی اور آپ نے اب اسی تجویز کے تحت کام کرنا ہے۔ جلد ہی اس تجویز کے بارے میں سرکاری طور پر احکامات آپ کے ہیڈ آفسز میں پہنچ جائیں گے۔ مزید تفصیلات آپ آپس میں طے کر سکتے ہیں۔

یہ سمجھ لیں کہ فی الحال یہ سب پیش بندی کے طور پر کیا جا رہا ہے لیکن اگر واقعی کوئی گروپ حرکت میں آتا ہے اور پھر جس کی طرف سے بھی ناکامی کی رپورٹ آئی تو اس کو انتہائی عبرتناک سزا دی جائے گی کیونکہ میری نظروں میں وہ میرا نہیں بلکہ اسرائیل کا مجرم ہو گا اور اسرائیل کا مجرم قومی مجرم ہوتا ہے اور ہم نے یہ سب

گریٹ اسرائیل کے مستقبل کے لئے کرنا ہے اور اسرائیل گریٹ اسرائیل، پاکیشیا کو ٹوٹل واش کر کے ہی قائم ہو سکتا ہے اس بات کو سب اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں۔ اگر ہمارا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا تو اسرائیل کئی صدیوں تک کسی کے سامنے سر اٹھانے کے بھی قابل نہ رہے گا''...... وزیراعظم نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اس بار اسرائیل کو اپنا مقصد حاصل کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جس نے بھی ہمارے اس مقصد کو روکنے کی کوشش کی ہم اسے کچل کر رکھ دیں گے''...... بلیک کیٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''سر۔ کیا آپ ہمیں یہ بتائیں گے کہ تجربہ کس شہر یا چھاؤنی پر کیا جائے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیوں۔ آپ یہ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں''...... وزیراعظم نے ایک بار پھر چونک کر پوچھا۔

''جناب۔ اگر یہ منصوبہ لیک آؤٹ ہو سکتا ہے تو اس تجربہ کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جہاں بھی آپ تجربہ کرنا چاہیں وہاں ہم پہلے چیکنگ کر لیں کہ وہاں کوئی دشمن ایجنٹ تو موجود نہیں ہے تمام چیکنگ کے بعد ہی تجربہ کیا جائے تو وہی ہمارے مفاد میں بہتر ہو گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یہ بتائیں کہ کیا آپ تمام دشمن ایجنٹوں کو اس حد تک جانتے ہیں اور ان سے اس قدر واقف ہیں کہ آپ انہیں دیکھتے ہی پہچان

جائیں گے''...... وزیراعظم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''اوہ۔ نو سر میرے کہنے کا یہ مقصد نہ تھا۔ جی پی فائیو کا ایک خاص طریقہ کار ہے۔ اس سے ہم دشمن ایجنٹوں کی موجودگی کی بو سونگھ لیتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''او کے۔ جب کوئی نیا مقام یا چھاؤنی طے ہوئی تو آپ کو پیشگی اطلاع دے دی جائے گی''...... وزیراعظم نے کہا۔

''او کے سر''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ اس سلسلے میں آپ سب مجھے ڈائریکٹ رپورٹ کریں گے تاکہ آپ ہر علاقے میں اور ہر ادارے کے خلاف کھل کر کام کر سکیں اور جہاں آپ کو کسی قسم کی رکاوٹ پیش آئے وہاں میری اجازت سے آپ کارروائی عمل میں لا سکیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''تب پھر اس کے لئے آپ کو ہمیں ریڈ کارڈز جاری کر دینے چاہئیں جناب تاکہ ہم ہر ایک کے خلاف بلاامتیاز اور بغیر کسی جھجک کے کام کر سکیں''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کل آپ چاروں کو ریڈ کارڈز بھی جاری کر دیئے جائیں گے''...... پرائم منسٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''مس جینڈی آپ بیٹھیں۔ مجھے آپ سے الگ طور پر کچھ باتیں کرنی ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا تو بلیک کیٹ نے اثبات میں

سر ہلایا اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر حیرانی لہرا رہی تھی کہ پرائم منسٹر نے ساری باتیں کلیئر کر دی تھیں تمام ڈسکس پوری کر لی تھی پھر انہیں اس طرح بلیک کیٹ کو وہاں روکنے کی کیا ضرورت تھی لیکن وہ بھلا پرائم منسٹر کے سامنے کیا کہہ سکتا تھا اس لئے دوسرے افراد کے اٹھتے ہی وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ان سب کے ساتھ وہاں سے مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران کا زیادہ وقت فلیٹ پر ہی گزرتا تھا۔ کتابوں اور رسالوں کی اس کے پاس کمی نہ تھی اس لئے عمران ہر وقت کتابی کیڑا بنا رہتا تھا اور عمران جب بھی فلیٹ میں ہوتا تو سلیمان بے چارے کی شامت ہی آجاتی تھی۔ ایک تو سلیمان کو اسے مسلسل چائے اور کافی بنا کر دینی پڑتی تھی اور دوسرا عمران اس پر اس طرح سے نکتہ چینی کرتا رہتا تھا جیسے وہ بے کار رہ رہ کر چڑچڑا ہو گیا ہو۔ وہ ہر وقت سلیمان سے غصے اور چڑچڑے پن سے ہی پیش آتا تھا جیسے چڑچڑا پن اور غصہ اس کا وطیرہ بن گیا ہو۔

اس نے سلیمان کے ہر کام میں جیسے کیڑے نکالنے شروع کر دیئے تھے جس سے سلیمان کی جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔ یہ سلیمان کی واقعی ہمت تھی کہ وہ عمران کے اس چڑچڑے پن کو نہ

صرف برداشت کر رہا تھا بلکہ وہ عمران کا ہر طرح سے خیال بھی رکھ
رہا تھا کہ شاید آہستہ آہستہ عمران اپنی سابقہ خوش مزاجی کی طرف
لوٹ آئے لیکن عمران کا چڑچڑا پن تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ
لے رہا تھا بلکہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

عمران اس وقت سٹنگ روم میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ اس
کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''سلیمان''...... عمران نے کرخت آواز میں سلیمان کو پکارا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے فوراً ہی سٹنگ روم میں داخل
ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ابھی تک تمہاری بیڈ ٹی نہیں آئی''...... عمران نے کہا۔

''بیڈ ٹی تو آپ نے بیڈ پر پی لی تھی صاحب۔ یہ تو سٹنگ روم
ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تو سٹنگ روم ٹی لے آتے۔ کیا کرتے رہے ہو تم اب تک۔
تمہاری عادتیں بہت زیادہ بگڑ چکی ہیں۔ تمہارا اب کوئی کام کرنے کو
دل نہیں چاہتا ہے''...... عمران نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ نے بیڈ ٹی کے ساتھ سٹنگ
روم ٹی بھی پینی شروع کر دی ہے ورنہ میں وہ بھی بنا لاتا آپ کے
لئے''...... سلیمان نے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تمہاری عادتیں بگڑ چکی ہیں اور
میری تمہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ جس ملازم کو یہی نہ پتہ ہو کہ اس

کے مالک کو کب کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے ملازم کو کیا
کہیں گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سلیمان''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سلیمان نہیں وبال جان جو صرف مفت کی تنخواہیں وصول کرنا
جانتا ہے اور بس''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں مفت کی تنخواہیں نہیں لیتا جناب۔ آپ کی خدمت کرتا
ہوں۔ دن بھر کام کرتا ہوں اور آپ کے لئے وہ سب کچھ کرتا
ہوں جو مجھے کرنا چاہئے''...... اس بار سلیمان نے قدرے تلخ لہجے
میں کہا۔

''کیا کرتے ہو میرے لئے۔ جب دیکھو کچن میں گھسے رہتے
ہو اور اپنے لئے نجانے کون کون سے الم غلم ناشتے اور کھانے بناتے
رہتے ہو۔ میرے لئے وہی سوکھا سڑا ناشتہ، باسی لنچ اور ڈنر بھی دو
روز پرانا ہی مہیا کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی کرتا ہوں آپ کے لئے کرتا ہوں صاحب۔ اب محلے
دار ناشتے، لنچ اور ڈنر کے لئے جو بچا کھچا دیں وہی لا کر آپ کے
سامنے رکھ دیتا ہوں اس کے سوا میں کر بھی کیا سکتا ہوں''۔ سلیمان
نے کہا۔

''مجھے ان سب باتوں کا نہیں پتہ۔ بس تم جاؤ اور میرے لئے
سٹنگ روم ٹی لاؤ''...... عمران نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''سوری۔ آپ کو اب مزید چائے نہیں مل سکتی''...... سلیمان نے

کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیوں نہیں مل سکتی۔ کوئی خاص وجہ''......عمران نے کہا۔

''اماں بی کا حکم ہے کہ آپ کو صبح ایک کپ سے زیادہ چائے نہ دی جائے''......سلیمان نے اس بار خشک لہجے میں کہا تو عمران اچھل پڑا۔

''اماں بی۔ یہ اماں بی نے تمہیں کب یہ بات کہی ہے۔ میں صبح سے جاگ رہا ہوں اماں بی نے نہ تو کوئی کال کی ہے اور نہ ہی کسی ڈاک سے خط آیا ہے جس میں انہوں نے میرے لئے تمہیں یہ حکم دیا ہو''......عمران نے کہا۔

''آپ صبح دس بجے اٹھتے ہیں صاحب جبکہ میں صبح پانچ بجے سے جاگ رہا ہوں۔ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد میں سیدھا کوٹھی چلا گیا تھا۔ میں نے بیگم صاحبہ کو بتایا کہ آپ بہت چڑچڑے اور بدمزاج ہو گئے ہیں تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ دن میں کتنی چائے پیتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ تیس چالیس پیالیاں تو پی ہی جاتے ہیں تو وہ بے حد برہم ہو گئیں اور انہوں نے کہا کہ اتنی چائے پینے کے بعد ہی آپ کے دماغ پر خشکی چڑھ گئی ہے جو بدمزاجی اور چڑچڑے پن کی وجہ بنتی ہے۔ اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ آپ کی چائے بالکل بند کر دی جائے''......سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خدا کی پناہ۔ تم نے اماں بی سے اتنا بڑا جھوٹ بول دیا کہ

میں تیس چالیس پیالیاں چائے پیتا ہوں۔ اس جھوٹ پر تمہاری قبر میں کیڑے ہی پڑیں گے۔ کب پلاتے ہو تم مجھے تیس چالیس پیالیاں چائے۔ چوتھی پیالی کے بعد پانچویں بار چائے مانگو تو تمہارا منہ بن جاتا ہے پانچویں کے بعد چھٹی پیالی مانگو تو تم انکار کر دیتے ہو نہ صرف انکار کر دیتے ہو بلکہ چائے کی پتی، چینی، گیس کے بل کی زیادتی اور دودھ نہ ہونے کا رونا رونے لگتے ہو۔ بولو۔ کیوں بولا تم نے اماں بی سے جھوٹ''......عمران نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ بتائیں کہ آپ کی نظر میں صفر کی کیا اہمیت ہے''۔ سلیمان نے الٹا عمران سے پوچھا۔

''صفر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''بس تو پھر سمجھ لیں کہ میں نے اس نہ اہمیت رکھنے والے صفر کا ہی تین چار پیالوں کے ساتھ اضافہ کیا ہے۔ اب ظاہر ہے تین چار کے آگے صفر لگاؤ تو تیس چالیس ہی بنتے ہیں۔ آپ صفر کو نہ دیں اہمیت لیکن بڑی بیگم صاحبہ تو دیتی ہیں صفر کو اہمیت''......سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تم کوٹھی میں کرنے کیا گئے تھے اور اماں بی سے ملے ہی کیوں کہ انہیں غیر اہمیت والے صفر کے بارے میں تمہیں بتانا پڑا''۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''کئی روز سے میری طبیعت بوجھل بوجھل سی تھی۔ بات بے

بات پر مجھے غصہ آ جاتا تھا اور مجھے عجیب عجیب سے وہم آتے رہتے تھے۔ بڑے کہتے ہیں کہ ایسی کیفیت میں اگر بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں سلام کر لیا جائے تو یہ ساری کیفیت دور ہو جاتی ہے۔ اسی لئے میں صبح صبح اماں بی سے ملنے چلا گیا تھا اور آپ یقین کریں کہ جب سے میں اماں بی کو سلام کر کے آیا ہوں میرے ساری پریشانی، غصہ اور وہماتی کیفیت ختم ہو کر رہ گئی ہے اور میں پہلے جیسا ہشاش بشاش ہو گیا ہوں''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ ظاہر ہے اماں بی سے میری شکایت لگا کر تو تم نے ہشاش بشاش ہونا ہی تھا۔ تم جو مرضی کر لو لیکن تم مجھے نہیں جانتے۔ میں تمہیں اور تمہاری ہشاش بشاش طبیعت کو ذبح کر کے زمین میں دفنا دوں گا۔ جاؤ سٹنگ روم ٹی لے آؤ۔ اب تمہاری کام چوری بالکل نہیں چلے گی۔ چلو جاؤ''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ آپ کہتے ہیں تو میں چائے لے آتا ہوں۔ میں آپ کا ملازم ہی تو ہوں اور ہر ملازم پر مالک کے حکم کی تعمیل فرض ہے۔ مجھے چائے لانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ سے زیادہ میں اماں بی کے حکم کا احترام کرتا ہوں۔ آپ مجھ پر چائے کے لئے غصہ کر رہے ہیں اس لئے چائے لانے سے پہلے میں ایک بار اماں بی کو فون کر لیتا ہوں۔ اگر انہوں نے اجازت

دے دی تو ٹھیک ہے ورنہ سوائے سوری کہنے کے اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ کروں فون''...... سلیمان کا انداز دھمکی دینے والا تھا۔ وہ میز کی طرف بڑھ آیا جہاں ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔

''رک جاؤ۔ تم میری اجازت کے بغیر فون نہیں کر سکتے۔ جاؤ۔ جا کر چائے لاؤ''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگر آپ فون نہیں کرنے دیں گے تو پھر میں بھی آپ کے لئے چائے نہیں بناؤں گا چاہے آپ مجھے نوکری سے ہی کیوں نہ مس ڈس کر دیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''مس ڈس نہیں۔ ڈس مس ہوتا ہے نانسنس''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہوتا ہو گا۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا''...... سلیمان نے کہا۔

''تو تم چائے نہیں لاؤ گے''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سوری جناب۔ میں بزرگوں کے حکم کی خلاف ورزی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بہتر ہے آپ مجھے اماں بی سے فون پر بات کرنے دیں''...... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

''اور اگر نہ کرنے دوں تو''...... عمران نے کہا۔

''تو میں خود چلا جاؤں گا ان کے پاس۔ ویسے اماں بی نے آپ کو چائے کی بجائے زیادہ سے زیادہ دودھ پینے کا حکم دیا ہے۔ کہیں تو گلاس بھر کر لے آؤں دودھ''...... سلیمان نے کہا۔

''دودھ تم خود ہی پیو کسی فیڈر میں ڈال کر۔ میرے لئے چائے لاؤ۔ جاؤ جلدی ورنہ میں سچ مچ تمہیں گولی مار دوں گا۔ جاؤ''۔ عمران نے بری طرح سے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ نے تو مجھے صرف گولی مارنی ہے لیکن اگر اماں بی کو پتہ چلا کہ میں نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو انہوں نے مجھے توپ سے ہی اُڑا دینا ہے۔ گولی سے لاش تو بچ جاتی ہے لیکن توپ کے گولے سے تو لاش کا بھی پتہ نہیں چلے گا''...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم جاتے ہو یا نہیں''...... عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''پندرہ منٹ اور انتظار کر لیں پھر اماں بی خود ہی آ کر آپ کو اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر دیں گی''...... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران اچھل پڑا۔

''اماں بی۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک گھنٹہ پورا ہونے میں ابھی پندرہ منٹ باقی ہیں۔ اگر میں نے اماں بی کو فون نہ کیا تو وہ خود یہاں آ جائیں گی۔ انہوں نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمران چائے مانگنے سے باز نہیں آئے گا، تم انکار کرو گے تب بھی وہ تم پر رعب جما کر چائے مانگے گا اور مجھے فون بھی نہ کرنے دے گا۔ اس لئے انہوں نے ہر ایک گھنٹے

بعد مجھے فون کرنے کا بھی حکم دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا ہر گھنٹے بعد میرا انہیں فون نہ آیا تو وہ خود یہاں پہنچ جائیں گی اور وہ بھی نئی جوتیاں پہن کر اور صاحب آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اماں بی یہاں آ گئیں تو وہ اپنی ان جوتیوں کو آپ کے سر پر مار کر ہی ان کی مضبوطی کی چیکنگ کریں گی''...... سلیمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ایسی بات ہے تو پھر تم جلدی سے انہیں فون کرو اور ان سے کہو کہ میں نے تم سے ایک بار بھی چائے نہیں مانگی ہے بلکہ صبح سے دو تین گلاس دودھ پی چکا ہوں''...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ سوری۔ جھوٹ بولنے والا دوزخ میں جاتا ہے۔ میں آپ کی خاطر اتنا بڑا جھوٹ بول کر دوزخ میں نہیں جانا چاہتا''...... سلیمان نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو پیارے سلیمان۔ دوزخ میں جائیں تمہارے دشمن۔ تم تو بے حد نیک، ایماندار اور فرمانبردار انسان ہو تم تو سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ اس دنیا میں تم نے میری جتنی خدمت کی ہے اس سے زیادہ جنت کی حوریں تمہاری خدمت کریں گی۔ آخر تم آغا سلیمان پاشا ہو کوئی ایرے غیرے نتھو خیرے تو نہیں۔ میں نے تمہاری اتنی تعریف کر دی ہے اب تو اماں بی کو فون کر دو۔ انہیں یہاں آنے سے روک دو ورنہ واقعی آج وہ

مجھے گنجا ہی کر کے رکھ دیں گی اور تم تو جانتے ہو کہ گنجے کی اس دنیا میں کوئی قدر نہیں ہے۔ گنجے کو دیکھ کر چمارن بھی برے برے منہ بناتی ہے۔ ایسا ہوا تو میں کنوارا ہی رہ جاؤں گا''...... عمران نے سلیمان کو بڑے خوشامدانہ لہجے میں پچکارتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے کی ساری سختی اور چڑچڑا پن یکسر غائب ہو گیا تھا۔

''تو پھر کروں فون اماں بی کو''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ جلدی کرو۔ میں ملا کر دیتا ہوں نمبر''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں خود ملا لوں گا نمبر آپ رہنے دیں''...... سلیمان نے کہا اور اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ارے۔ کیا ہوا۔ رسیور کیوں رکھ دیا تم نے۔ فون کیوں نہیں کر رہے اماں بی کو''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں نے پندرہ منٹ پہلے ہی انہیں فون کر دیا تھا۔ اب اگر میں نے انہیں دوبارہ فون کیا تو انہوں نے یہی سمجھنا ہے کہ آپ نے ہی مجھے فون کرنے پر مجبور کیا ہے۔ پھر انہوں نے نہ بھی آنا ہو، تو فوراً یہاں آ جائیں گی اور وہ یہاں آ گئیں تو سمجھیں آ گئی آپ کی کمبختی۔ کہتے ہیں تو کر دیتا ہوں انہیں فون''...... سلیمان نے کہا اور ایک بار پھر فون کی طرف ہاتھ

بڑھایا۔

''ارے ارے۔ ایسی بات ہے تو نہ کرو انہیں فون۔ رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ''...... عمران نے اٹھ کر فوراً فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وعدہ کریں کہ آپ مجھ سے چائے نہیں مانگیں گے''...... سلیمان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''نہیں مانگوں گا بالکل بھی نہیں مانگوں گا یہ الگ بات ہے کہ تم خود ہی چائے بنا کر لا دیا کرو گے اس طرح مجھے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ میری مرضی ہو گی کہ میں آپ کا خیال کروں یا نہ کروں۔ میری مرضی ہوا کرے گی تو آپ کو چائے مل جایا کرے گی ورنہ نہیں''...... سلیمان نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بھیک میں مانگوں گا تب بھی نہیں ملے گی چائے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''آپ کا چڑچڑا پن اور غصہ اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو پھر شاید واقعی ایسی ہی نوبت آ جاتی ہے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فرمائیں''...... سلیمان نے رک کر اس کی طرف مڑتے ہوئے

کہا۔

''میں درخواست تو کر سکتا ہوں نا تم سے''...... عمران نے کہا۔

''درخواست لکھ کر دی جاتی ہے اور اس پر کسی بڑے افسر کی سفارش کے دستخط بھی ہونے چاہئیں اور آپ تو شاید کسی بڑے افسر کو جانتے ہی نہ ہوں گے اس لئے اماں بی یا پھر بڑے صاحب کے دستخط ہی کرا لیں میں ان سے ہی کام چلا لوں گا۔ زبانی درخواست پر مجھے غور کرنا نہیں آتا''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ سلیمان جواب دے کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ اخبار اٹھا لیا۔ اس نے تو واقعی سلیمان کو زچ کرنے کے لئے چڑچڑے پن اور غصیلے پن کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا لیکن سلیمان بھی اس کا ہی باورچی تھا۔ اس لئے اس نے تنگ آ کر اماں بی والا ترپ کا پتہ شو کر دیا۔ عمران کو یقین تھا کہ اب اس نے سلیمان کو مزید تنگ کیا تو اس نے واقعی اماں بی کی خدمت میں حاضری دے دینی ہے اور سلیمان، اماں بی کا لاڈلا تھا انہوں نے سلیمان کی بات سن کر فوراً فلیٹ میں پہنچ جانا ہے اور پھر آتے ہی عمران کی کمبختی آ جانی ہے اور پھر عمران کو چائے پینے کی بجائے اماں بی کی ہارڈ جوتیاں ہی سر پر کھانا پڑنی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں سلیمان چائے کی پیالی لے کر اندر آ گیا اور اس نے پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

''یہ آج کے لئے آپ کی آخری چائے ہے۔ اس کے بعد آپ کو واقعی اماں بی کی اجازت سے ہی چائے ملے گی اور میں انہیں باقاعدہ چائے کا پورا پورا حساب دوں گا''...... سلیمان نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے بڑے بھائی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس کی پہلی چسکی لی ہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''دیکھنا سلیمان۔ کون ہے دروازے پر۔ اگر کوئی رقم دینے والا ہو تو کہہ دینا کہ صاحب موجود ہیں اور اگر کوئی لینے والا ہو تو کہنا کہ وہ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اور ان کی جلد واپسی جلد ممکن ہی نہیں ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''یہ آپ کی خام خیالی ہے کہ دینے والا ہمارے دروازے کا رخ کرے گا۔ البتہ لینے والوں کی قطار ہر وقت لگی رہتی ہے اور آپ اپنے دماغ کے ساتھ کانوں کا بھی علاج کرائیں کیونکہ یہ ڈور بیل نہیں فون کی گھنٹی بجی ہے جو آپ کے قریب ہی پڑا ہوا ہے۔ اس لئے آپ فون کا رسیور اٹھا کر خود ہی جواب دے دیں مجھ سے جھوٹ بولنے کی توقع مت رکھیں''...... باورچی خانے سے سلیمان کی جواباً آواز سنائی دی۔ اس دوران فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے یہ کسی قرض خواہ کا ہی فون ہے جو ٹلنے کا نام ہی نہیں لے رہا اور مسلسل ٹرٹرائے چلا جا رہا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''اگر آپ قرض خواہ ہیں تو کان کھول کر سن لیں کہ علی عمران بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ اس کی جلد واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اگر آپ اس کا انتظار کرنا چاہتے ہیں تو دس بیس سال انتظار کریں اور اگر آپ کے پاس انتظار کرنے کا حوصلہ نہیں ہے تو پھر آپ عمران کے باورچی سلیمان سے بات کر لیں جو کروڑ پتی بلکہ ارب پتی باورچی ہے۔ آپ اس سے آسانی سے اپنا قرضہ وصول کر سکتے ہیں اور اگر آپ قرضہ واپس کرنا چاہتے ہیں تو پھر عمران سرتاپا حاضر ہے''...... عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی پوری رفتار سے چل پڑی۔

''عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔ آپ جتنی رقم چاہیں آپ کو پہنچا دی جائے گی''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ارے ارے۔ میرے بھائی مجھے سرکاری قسم کا قرضہ بالکل بھی نہیں چاہئے۔ ساری عمر اتارتے رہو تو بھی بجائے کم ہونے کے بڑھتا ہی رہتا ہے۔ ایسا سود در سود کے چکر میں آدمی پڑتا ہے کہ گھن چکر بن کر رہ جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں آغا سلیمان پاشا کے سامنے ہی دم نیچی کر لوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ دم

ہے ہی نہیں۔ اس لئے اونچ نیچ کا سلسلہ ہی نہیں بن سکتا''۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ اسرائیل سے ابوحلم کی کال آئی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ابوحلم۔ تمہارا مطلب ہے سنہری عقاب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیوں کال کیا ہے اس نے۔ کیا اس نے کوئی خاص اطلاع دی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسرائیل میں ایک مسلم تنظیم سنہری عقاب موجود تھی جو تحریک آزادی کے لئے خفیہ اور منظّم انداز میں کام کر رہی تھی۔ عمران نے اس تنظیم سے اسرائیلی مشنز کے دوران ایک دو بار کام بھی لیا تھا۔ اس تنظیم کا سربراہ ابوحلم تھا۔ عمران کی اس سے کئی بار ملاقات بھی ہو چکی تھی اور چونکہ ابوحلم ایک انتہائی نفیس، ذہین اور باصلاحیت انسان تھا اس لئے عمران نے اسے اسرائیل میں مستقل طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ مقرر کر دیا تھا۔ ابوحلم کو کافی عرصے سے اسرائیل میں فارن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا لیکن اس نے آج پہلی بار ایکسٹو کو کال کیا تھا۔ اس لئے عمران اس کا نام سن کر چونک پڑا تھا۔

''اس نے ایک عجیب سی اطلاع دی ہے''...... بلیک زیرو نے

جواب دیا۔

''کیا اطلاع ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے کہا ہے کہ اسے رپورٹ ملی ہے کہ اسرائیل کی ایک چھاؤنی جو تارت شہر میں واقع ہے۔ وہاں اچانک ایک میزائل گرا اور اس میزائل کے گرتے ہی ہر طرف تیز اور چمکدار روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی کا دورانیہ چند سیکنڈ ہی تھا لیکن جیسے ہی روشنی ختم ہوئی وہاں اچانک ہر طرف آگ بھڑک اٹھی۔ یہ آگ اس قدر خوفناک تھی کہ اس کے شعلے آسمان تک بلند ہو رہے تھے اور اس آگ کی زد میں آنے والی ہر چیز راکھ بن رہی تھی۔ وہاں بکتر بند گاڑیاں تھیں۔ ٹینک تھے۔ بڑے بڑے فولادی کنٹینر تھے اور اسلحے کا ایک چھوٹا سا ڈپو بھی موجود تھا۔ آگ نے سب کچھ مکمل طور پر تباہ کر دیا اور یہی نہیں اس مخصوص علاقے میں بڑی بڑی چٹانیں اور بھاری پتھر تک یوں جل کر راکھ بن گئے ہیں جیسے وہ خشک لکڑیاں ہوں۔ اس سارے علاقے میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا دائرہ بن گیا ہے جو گہرا بھی ہے اور اس کی گہرائی پچاس فٹ تک کی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ کتنے افراد ہلاک ہوئے ہیں اس واقعہ میں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''کم از کم دو سو فوجی جل کر راکھ ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''حیرت ہے۔ اسرائیل میں اتنا بڑا واقعہ رونما ہو گیا۔ اتنی جانیں گئیں وہ بھی اسرائیلی فوجیوں کی، لیکن اخبارات اور میڈیا میں تو ایسے کسی واقعے کی رپورٹ نہیں آئی۔ حالانکہ یہ ایسا واقعہ ہے کہ اخبارات تو اس پر ضمیمے چھاپ دیتے ہیں اور میڈیا بریکنگ نیوز بناتا ہے''...... عمران کے لہجے میں بھی حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے بھی یہ بات ابوحلم سے پوچھی تھی''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''پھر کیا جواب دیا ہے اس نے اس سوال کا''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''اس کے کہنے کے مطابق اس نے اس بارے میں جو تحقیقات کرائی ہیں اس سے پتہ چلا ہے کہ اس خبر کو خصوصی طور پر ذرائع ابلاغ میں جانے سے روک دیا گیا تھا۔ بہرحال میں نے اسے مزید تحقیقات کا کہہ دیا ہے تاکہ اس حیرت انگیز واقعے کی حقیقت کا پتہ چلایا جا سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ فوج کو خاص طور پر میزائل سے نشانہ بنانے والی بات سے تو یہ پتہ چلتا ہے وہاں کوئی خصوصی تجربہ کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اب سنجیدگی اور گہری سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔ فوجی اسرائیل میں ہلاک ہوئے تھے اور

نقصان اسرائیل کا ہی ہوا تھا لیکن جس انداز میں اس خبر کو چھپایا جا رہا تھا اس سے عمران کو یہ پریشانی لاحق ہونا شروع ہوگئی تھی کہ اسرائیل اس واقعہ کی ذمہ داری فلسطین پر تھوپ سکتا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر اسرائیل میں موجود فلسطینوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ سکتا ہے اور خاص طور پر اسرائیلی سرحدی پٹی پر موجود غزہ میں تباہی اور بربادی کا بازار گرم کرسکتا ہے۔ یہودی اپنے پر کئے گئے اپنے ہی ظلم کا بدلہ بے گناہ اور معصوم فلسطینوں سے ہی لیتا تھا اور اس کے لئے وہ کچھ بھی کرسکتا تھا۔ اس لئے عمران جلد سے جلد اس اصل واقعے کے بارے میں پتہ چلانا چاہتا تھا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس خوفناک واقعے کے بعد اسرائیل کا کیا ردعمل سامنے آتا ہے اور وہ اس واقعے کا موردِ الزام کسے ٹھہراتا ہے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور بھرے ہوئے جسم اور بھاری تن و توش کا مالک ایک نوجوان بدو کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر بدو نے جو سامنے میز پر پھیلائے ہوئے ایک نقشے پر جھکا ہوا تھا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر چونک کر سر اٹھایا۔

"آپ نے مجھے یاد کیا تھا ابا حضور۔ خیریت"...... حاتب بن حلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آؤ بیٹھو۔ ایک اہم مشن درپیش ہے"...... ابوحلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ابوحلم اسرائیل میں فلسطینی تحریک آزادی سنہری عقاب کا سربراہ تھا اور تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بطور فارن ایجنٹ بھی کام کر رہا تھا۔ حاتب اس کا بیٹا تھا اور سنہری عقاب تنظیم میں صرف اس کا بیٹا حاتب بن حلم ہی یہ بات جانتا تھا کہ اس کا باپ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے ورنہ اسرائیل میں ابوحلم کا نام سنہری عقاب کے طور پر ہی لیا جاتا تھا اور اسرائیل میں سنہری عقاب کی تنظیم بے حد فعال اور باوسائل تھی۔

''کیسا مشن۔ اوہ۔ کہیں وہ ریکارڈنگ ٹیپ والا معاملہ تو نہیں ہے۔ اگر یہ بات ہے تو میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ اس ریکارڈنگ ٹیپ کی نقل ہونے کا اسرائیلی حکام کو علم ہو گیا ہے اور سپیشل سیکرٹری تو پرائم منسٹر کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے''...... حاتب بن حلم نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیسے۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں یہ سب''...... ابوحلم نے چونک کر پوچھا۔

''ابھی مجھے ابوحسن نے اطلاع دی ہے اور اس سپیشل سیکرٹری نے انہیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس نے یہ ٹیپ پاکیشیائی ایجنٹوں کو فروخت کی ہے''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''اس نے یہ بیان کس بنیاد پر دے دیا ہے۔ کیا وہ ابوحسن کو جانتا تھا''...... ابوحلم اور زیادہ چونک پڑا۔

''نہیں۔ ابوحسن اس سے خود براہ راست نہیں ملا تھا۔ اس نے ایک درمیانی ایجنٹ کے ذریعے سودا کیا گیا اور پھر ریکارڈنگ ٹیپ مل جانے کے بعد ابوحسن نے اس درمیانے آدمی کو گولی مار دی تھی تاکہ بات لیک آؤٹ نہ ہو سکے لیکن اس درمیانے آدمی کی لاش اس نے کسی گٹڑ میں ڈالنے کی بجائے ایک چوک پر پھینکوا دی۔

جہاں سے پولیس کو اس کی جیب سے ایک کاغذ مل گیا۔ اس کاغذ پر اس ایجنٹ نے سپیشل سیکرٹری کا نام اور فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ یہ بات انتہائی اہم تھی کیونکہ یہ درمیانی آدمی بظاہر ایک عام سا آدمی تھا۔ اس کا تعلق پرائم منسٹر کے سپیشل سیکرٹری کے ساتھ کیسے ہو سکتا تھا۔ چنانچہ سپیشل سیکرٹری سے اس آدمی کے بارے میں خصوصی طور پر پوچھ گچھ کی گئی تو آخر وہ بول پڑا۔ شاید اس آدمی نے اسے یہ بات بتائی ہو گی کہ یہ ریکارڈنگ ٹیپ پاکیشیائی ایجنٹ کو دی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ابوحسن کو اس حیثیت سے جانتا ہو''...... حاتب بن حلم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے''...... ابوحلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... حاتب بن حلم نے جواب دیا۔

''چلو جو ہوا سو ہوا۔ بہرحال ٹیپ سے جو مقصد حاصل ہونا تھا وہ تو ہو گیا اور ابوحسن انتہائی محتاط انداز میں کام کرنے کا عادی ہے۔ اس لئے اس تک کسی صورت بھی یہ لوگ نہ پہنچ سکیں گے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم لازماً اس مشن پر کام کرنے کے لئے یہاں آئے گی اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس منصوبے کی تمام بنیادی باتیں معلوم کر لوں''...... ابوحلم نے کہا۔

''بنیادی باتیں۔ کیا مطلب۔ کیسی بنیادی باتیں''...... حاتب بن

حلم نے چونک کر پوچھا۔

''ان باتوں کو چھوڑو اور میری بات دھیان سے سنو۔ اس ٹیپ کی ریکارڈنگ سے ہمیں یہ تو پتہ چل ہی گیا ہے کہ ڈاماری پہاڑی پر واقع لیبارٹری کی حفاظت کیٹ ایجنسی کر رہی ہے''...... ابوحلم نے کہا۔

''جی ہاں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''اور جب سے کیٹ ایجنسی قائم ہوئی ہے۔ اس پر نظر رکھنے کا ٹاسک میں نے تمہیں دے رکھا ہے''...... ابوحلم نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ بے فکر رہیں میں اس ایجنسی پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہوں''...... حاتب بن حلم نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو بتاؤ کہ کیا تم نے اس ایجنسی کا کوئی ایسا آدمی ٹریس کیا ہے جو کیٹ ایجنسی کے ڈاماری لیبارٹری کے سلسلے میں کیئے گئے حفاظتی انتظامات کی ہمیں تفصیلات مہیا کر سکے۔ میں نے یہی معلوم کرنے کے لئے تمہیں بلایا تھا''...... ابوحلم نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس بلیک کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کے ایک آدمی کو میں نے خریدا ہوا ہے۔ بلیک کیٹ تو اپنے گروپ کے ساتھ یہاں نہیں ہو گی۔ لیکن اگر اس نے ہیڈ کوارٹر بیٹھ کر کوئی پلاننگ کی ہو گی تو اس پلاننگ کی تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں''...... حاتب بن حلم نے

کہا۔

''ویل ڈن۔ کیا نام ہے اس آدمی کا''...... ابوحلم نے پوچھا۔

''ایڈلس کارلے۔ اس کا نام ایڈلس کارلے ہے''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''کیا اس سے فون پر بات ہو سکتی ہے''...... ابوحلم نے کہا۔

''ہاں میں ابھی بات کرتا ہوں۔ وہ اس وقت یقیناً ٹارگ کلب میں ہوگا''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''صرف اس کی موجودگی چیک کر لو۔ فون پر کوئی بات نہ کرنا۔ سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس بے حد چوکنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انہوں نے مخصوص آدمیوں کی نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو یا ان کے فون وغیرہ ٹیپ کرنے کا بندوبست کر رکھا ہو''...... ابوحلم نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... حاتب بن حلم نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ٹارگ کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''مسٹر ایڈلس کارلے سے بات کرائیں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''آپ کون بات کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میں ان کا ایک دوست ہوں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''باس ابھی تک یہاں نہیں آئے۔ البتہ ان کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ اپنا نمبر بتا دیں جب وہ آئیں گے تو آپ کو فون کر دیا جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں خود تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون کر لوں گا۔ شکریہ''...... حاتب بن حلم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ایسے بات نہیں بنے گی۔ وہاں ہمیں خود ہی جانا پڑے گا''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو۔ تم اس سے بات کرنا۔ میں نگرانی وغیرہ چیک کروں گا''...... ابو حلم نے کہا۔

''اوکے''...... حاتب بن حلم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسے جاؤ گے۔ پہلے تم میک اپ کر لو۔ کیونکہ تمہارا اس سے رابطہ تو کوڈ کے ذریعے ہی ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے بات چیت کے بعد تمہاری بھی نگرانی شروع ہو جائے''...... ابو حلم نے کہا اور حاتب بن حلم سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ پندرہ منٹ بعد جب وہ باہر آیا تو اس کا حلیہ مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ کاروں میں سوار ہو کر اپنے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ٹارگ کلب کی طرف بڑھنے لگے۔ آگے حاتب بن حلم کی کار تھی۔ جبکہ اس کے عقب میں دوسری کار میں ابو حلم تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد دونوں کاریں ٹارگ

کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھیں۔ کاریں پارکنگ میں روکنے کے بعد وہ دونوں نیچے اترے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے کلب کی عمارت کی طرف بڑھتے گئے۔ یہ ایک اوپن کلب تھا۔ اس لئے یہاں ممبر شپ کا کوئی چکر نہ تھا۔

کلب کا وسیع ہال مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر شخص سامنے شراب رکھے اسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ ابو حلم جانتا تھا کہ کلب کے نیچے تہہ خانے میں بہت بڑے پیمانے پر جوا بھی کھیلا جاتا ہے اور یہاں ایسے کمرے بھی ہیں جو گھنٹوں کے لئے بک کئے جاتے ہیں۔ بہرحال اندر داخل ہوتے ہی ابو حلم خاموشی سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ حاتب بن حلم کو اس نے ایک میز پر بیٹھے ہوئے مرد اور عورت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی مرد ایڈلس کارلے ہو گا۔

حاتب بن حلم اس کی میز کے قریب جا کر رکا اور اس نے جھک کر جیسے ہی ایڈلس کارلے سے کچھ کہا۔ اس نے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی عورت سے کچھ کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کلب سے باہر جا رہے تھے۔ ابو حلم چند لمحوں تک وہاں بیٹھا اس بات کو چیک کرتا رہا کہ ان کے پیچھے تو کوئی نہیں جاتا اسے سب سے زیادہ خطرہ اس عورت کی طرف سے تھا جو اس ایڈلس کارلے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی لیکن وہ عورت ایڈلس کارلے کے اٹھتے ہی شراب کا جام اٹھا کر ایک اور میز پر جا بیٹھی

جہاں ایک غنڈہ ٹائپ آدمی بیٹھا ہوا تھا اور وہ دونوں ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔ جب ابوحلم کی تسلی ہو گئی کہ کوئی ان دونوں کے پیچھے نہیں گیا تو وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کی عمارت سے باہر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ حاتب بن حلم ایڈلس کارلے کو لے کر کسی سپیشل روم میں گیا ہو گا۔ یہ سپیشل روم عمارت سے ذرا ہٹ کر ایک طرف ایک بڑے بلاک کی صورت میں بنے ہوئے تھے۔ ابوحلم تیزی سے اس بلاک کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہ اندر جانے کی بجائے وہیں ایک طرف ایک گھنے درخت کے نیچے موجود بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے ایک اخبار نکالا اور اسے کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ابوحلم ہمیشہ اپنی کوٹ کی اندرونی جیب میں اخبار رکھتا تھا۔ تاکہ کسی بھی وقت اگر اسے کہیں انتظار کرنا پڑے تو وہ اس اخبار سے مدد حاصل کر سکے۔ اس طرح دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ یہ شخص مطالعے کا شوقین ہے اور فارغ وقت میں کھلی جگہ پر بیٹھ کر مطالعے میں مصروف ہے اور اس کا انداز بھی ایسا ہوتا تھا جیسے وہ ہمہ تن مطالعے میں ہی مصروف ہو اور اس کا دنیا مافیہا سے ذرا برابر بھی کوئی تعلق نہ ہو لیکن یہ سب کچھ دکھاوا تھا۔ ورنہ ابوحلم کن انکھیوں سے باقاعدہ ہر طرف کا جائزہ لے رہا تھا۔

حاتب بن حلم اور ایڈلس کارلے تقریباً آدھے گھنٹے بعد سپیشل بلاک سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم

اٹھاتے کلب کے سامنے کے رخ کی طرف چلے گئے لیکن ابوحلم اسی طرح بیٹھا ہر طرف کا جائزہ لیتا رہا لیکن کوئی بھی ان دونوں کے پیچھے نہ تھا کچھ دیر بعد اس نے اخبار سمیٹ کر اسے دوبارہ کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے سامنے کے رخ سے ہوتا ہوا سیدھا پارکنگ کی طرف بڑھتا گیا۔ حاتب بن حلم کی کار اس وقت پارکنگ سے نکل رہی تھی۔

”ہیڈ آفس“...... حاتب بن حلم نے بڑبڑاتے ہوئے اس وقت کہا جب ابوحلم چلتا ہوا اس کے قریب سے گزرا تھا۔ ابوحلم اسی طرح چلتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار بھی کلب کمپاؤنڈ سے نکل کر ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ گئی۔

”ہاں حاتب۔ کیا رہا۔ کچھ پتہ چلا“...... ابوحلم نے اپنے مخصوص کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ حاتب بن حلم پہلے ہی وہاں پہنچ کر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

”جی ہاں۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ بلیک کیٹ بیس آدمیوں کے گروپ کے ساتھ ڈاماری پہاڑی کی حفاظت کے لئے گئی ہے۔ اس کا ارادہ ڈاماری پہاڑی سے ملحقہ کوٹوری پہاڑی میں کیمپ لگانے کا تھا۔ وہ دو تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر، میزائل لانچرز اور کئی آٹو میٹک ایئر کرافٹ گنوں کے علاوہ انتہائی جدید اسلحہ اور سائنسی آلات بھی ساتھ لے گئی ہے۔ بس اتنا ہی بتا سکا ہے وہ“...... حاتب بن حلم نے کہا اور ابوحلم نے سر ہلایا اور میز کی دراز سے ایک بار پھر

نقشہ نکال کر میز پر پھیلایا اور اس پر جھک گیا۔ اس نے سرخ پنسل سے اس تفصیلی نقشے پر موجود کوٹوری پہاڑی کو تلاش کر کے اس کے گرد نشان لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاماری پہاڑی کے گرد بھی نشان لگا ہوا تھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ہوسکتا ہے پہلے اس حلات فیکٹری کو نشانا بنانا چاہے اور ہم ساری توجہ ڈاماری کی طرف مبذول کئے ہوئے ہیں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''نہیں۔ اصل اہمیت اس ڈاماری پہاری پر واقع لیبارٹری کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ چیف پہلے اسے تباہ کرنے کی کوشش کرے گا''...... ابوحلم نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ابوحلم نے چونک کر ایک نظر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا

''ابوحلم بول رہا ہوں''...... ابوحلم نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس سر''...... ابوحلم کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

''ابوحلم۔ تمہاری بھیجی ہوئی ٹیپ بنیادی کلیو ثابت ہوا ہے۔ تم نے اس ٹیپ کو حاصل کر کے واقعی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے ڈاماری پہاڑی پر موجود لیبارٹری کو تباہ کیا جائے گا۔ بلاسٹر میزائل کی فیکٹری کو بعد میں تم اپنے طور پر ختم کر دینا۔ سیکرٹ سروس کی ٹیم عمران کی قیادت میں بھجوائی جا رہی ہے

اب عمران تم سے براہ راست رابطہ کرے گا اور تم نے اب اس کی ماتحتی میں کام کرنا ہو گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ابوحلم کا چہرہ ایکسٹو کے تحسین آمیز جملوں کی وجہ سے فرط مسرت سے کھل اٹھا۔

''آپ کا بہت بہت شکریہ جناب۔ ویسے میں نے اس سلسلے میں ابتدائی طور پر تھوڑی سی معلومات اور بھی حاصل کر لی ہیں۔ ڈاماری پہاڑی کی حفاظت کی ذمہ داری کیٹ ایجنسی کو دی گئی ہے اور کیٹ ایجنسی کی چیف بلیک کیٹ بیس افراد کا گروپ لے کر وہاں پہنچ گئی ہے۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر ڈاماری پہاڑی سے ملحقہ کوٹوری پہاڑی پر قائم کیا ہے اور وہ اپنے ساتھ دو تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر، میزائل لانچروں، بکتر بند گاڑیوں اور کئی آٹو میٹک ایئر کرافٹ گنوں کے علاوہ انتہائی جدید اسلحہ اور سائنسی آلات بھی لے گئی ہے''...... ابوحلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہ ساری تفصیلات عمران کو بتا دینا۔ میں نے اس مشن کا انچارج اسے ہی بنایا ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... بوحلم نے کہا۔

''وہ جلد ہی تم سے رابطہ کر لے گا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ابوحلم نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''لو بیٹا جی تیار ہو جاؤ۔ میری چھٹی حسن پھڑکنا شروع ہو گئی

ہے“...... ابوحلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چھٹی حس۔ کیا مطلب“...... حاتب بن حلم نے کہا۔

”ہاں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس مشن کی تکمیل کے لئے خوب جان لڑانی پڑے گی“...... ابوحلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا خیال کچھ اور ہے“...... حاتب بن حلم نے کہا۔

”وہ کیا“...... ابوحلم نے پوچھا۔

”یہ کہ چیف ایکسٹو جب بھی عمران صاحب کو کسی مشن کا لیڈر بناتے ہیں تو وہ اکیلے ہی اس مشن کے لئے اپنی جان لڑا دیتے ہیں جبکہ باقی سارے ممبر تو بس ان کے پیچھے بھاگتے اور ان کے احکامات ماننے تک ہی محدود رہ جاتے ہیں“...... حاتب بن حلم نے کہا تو ابوحلم بھی مسکرا دیا۔

”اگر کارکردگی کی بات کی جائے تو پھر میں تو یہی کہوں گا کہ عمران صاحب کی حیثیت واقعی سورج جیسی ہے اور ان کے مقابلے میں سیکرٹ سروس کے ممبران محض چراغ ہیں اور سورج کو چراغ دکھانے والا محاورہ ایسے موقع کے لئے بنایا گیا ہے“...... ابوحلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی ایسے چراغ جو صرف ٹمٹماتے ہیں“...... حاتب بن حلم نے ہنستے ہوئے کہا اور ابوحلم بھی ہنس پڑا۔ اسی لمحے ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ابوحلم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ابوحلم بول رہا ہوں“...... ابوحلم نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مطلب یہ کہ اب تم کافی بڑے ہو گئے ہو جو بولنا بھی سیکھ گئے ہو“...... دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور ابوحلم بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کے سامنے بھلا میں کچھ بولنے کی ہمت بھی کیسے کر سکتا ہوں“...... ابوحلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“...... دوسری طرف سے عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک جنس ہوتی ہے عورت۔ جو صرف بولنا ہی جانتی ہے اور جب بھی وہ بولنے پر آتی ہے تو نان اسٹاپ بولتی ہی چلی جاتی ہے اور کسی کی نہیں سنتی۔ آپ تو اس جنس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ آپ جب بھی بولتے ہیں تو عورتوں کے منہ پر بھی تالے لگ جاتے ہیں“...... ابوحلم نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تم مجھے عورت کہہ رہے ہو“...... عمران نے ہنس کر کہا۔

”ان سے بھی اونچے درجے پر ہیں آپ“...... ابوحلم نے کہا۔

”دنیا میں دو ہی جنسیں ہیں ایک مرد کی اور ایک عورت کی اونچی چیز تو ان دونوں کے درمیان ہوتی ہے۔ خواجہ۔ ارے۔ کہیں تم نے مجھے وہی تو نہیں سمجھ لیا“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو ابوحلم اور حاتب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ارے۔ توبہ توبہ کریں عمران صاحب۔ میں بھلا آپ کے

بارے میں ایسی واہیات بات سوچ بھی کیسے سکتا ہوں''...... ابوحلم نے کہا۔

''تو پھر اس سے بھی اونچی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ وضاحت کرو اس کی فوراً''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے مجھے کن باتوں میں پھنسا دیا۔ میں تو صرف اتنا کہنا چاہتا تھا کہ باتوں میں آپ سے جیتنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے چاہے وہ عورت ہو یا مرد''...... ابوحلم نے کہا۔

''اچھا پھر ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ چیف نے تمہیں کوئی ہدایت دی ہے یا نہیں''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے چیف کا فون آیا تھا انہوں نے مجھے ہدایات دے دی ہیں''۔ ابوحلم نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

''ویری گڈ۔ تو پھر تم ایسا کرو کہ اپنے بیٹے حاتب بن حلم کو ساتھ لے کر داماگ کی سرحد پر واقع اسرائیلی شہر رکوتا پہنچ جاؤ۔ تم نے رکوتا شہر میں واقع جیف کلب کے منیجر سے جا کر ملنا ہے اور اسے پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتانا ہے۔ وہ تمہیں ہم تک پہنچا دے گا لیکن خیال رکھنا کرنل ڈیوڈ کے آدمی تمہارے پیچھے پیچھے وہاں نہ پہنچ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ اس بات کا کسی بھی ایجنسی اور خاص طور پر جی پی فائیو کو کسی طرح بھی علم نہ ہو سکے گا''...... ابو حلم نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اس بات کو بھی ذہن نشین کر لو کہ تمہیں رکوتا آج سے ٹھیک دو روز بعد پہنچنا ہے۔ اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ابوحلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے اس بار داماگ کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا ہے''...... حاتب بن حلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے''...... ابوحلم نے جواب دیا۔

''کیا عمران صاحب کے خیال میں یہ راستہ سیف ہے اور کیا اس راستے سے وہ آسانی سے اپنے ساتھیوں سمیت اسرائیل پہنچ جائیں گے''۔ حاتب بن حلم نے کہا۔

''ہاں۔ عمران صاحب نے کچھ سوچ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہو گا۔ اب تم ان باتوں کو چھوڑو اور جا کر تیاری کرو۔ ہمیں ہر صورت کل یہاں سے روانہ ہونا ہے''...... ابوحلم نے کہا۔

''کل صبح۔ وہ کیوں عمران صاحب نے دو روز بعد کا کہا ہے نا''...... حاتب بن حلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں پہلے ہی وہاں پہنچ کر اس شہر کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتا ہوں''...... ابوحلم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور حاتب بن حلم بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک فائل کھلی ہوئی تھی جسے وہ انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ وہ فائل پڑھنے میں اتنا مصروف تھا کہ اسے کمرے کے دروازے پر ہونے والی دستک کی بھی آواز سنائی نہ دی۔ پھر جب باہر سے دروازے پر قدرے زور سے ہاتھ مارا گیا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔ اس نے فائل سے سر اٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

''یس۔ کم اِن''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ آفس میں داخل ہونے والی ایک خوبصورت لڑکی تھی۔

''اوہ ریڈ روزی تم۔ آؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو وہ لڑکی مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور سر کے اشارے سے کرنل ڈیوڈ کو سلام کر کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھ گئی۔

''کافی تھکی ہوئی دکھائی دے رہی ہو۔ کام کا کیا ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے لڑکی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ بلیک کیٹ کے جی پی فائیو سے علیحدہ ہونے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے سپیشل ملٹری انٹیلی جنس سے ریڈ روزی کا تبادلہ جی پی فائیو میں کرا لیا تھا۔ اس کا نام تو روزی تھا لیکن وہ چونکہ لیڈی سیکرٹ ایجنٹ تھی اس لئے اس نے اپنے نام کے ساتھ ریڈ لگا لیا تھا اور اب سب اسے ریڈ روزی کے نام سے ہی جانتے اور پہچانتے تھے۔ ریڈ روزی انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین اور تربیت یافتہ بھی تھی اور اس کی سب سے بڑی خوبی جو کرنل ڈیوڈ کو پسند آئی تھی وہ اس کی فرنانبرداری تھی اور وہ ہر قسم کی سچویشن کو اپنی ذہانت اور کارکردگی سے ہینڈل کرنے کا فن جانتی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کی توقعات پر پورا اتر کر اس نے بہت جلد جی پی فائیو میں اپنا مقام بنا لیا تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ دوسرے آفیسرز کی بجائے ہر معاملے میں ریڈ روزی کو ہی زیادہ فوقیت دیتا تھا۔

''یس باس۔ کیا آپ کے خیال میں ریڈ روزی کبھی ناکام لوٹ سکتی ہے''...... ریڈ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ ریڈ روزی نے ناکام ہونا سیکھا ہی نہیں ہے۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔ بولو۔ جلدی بولو''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر اور بے تاب سے لہجے میں پوچھا۔

''رپورٹ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم علی عمران کی

قیادت میں ڈاماری پہاڑی پر واقع لیبارٹری کی تباہی کے مشن پر روانہ ہو چکی ہے اور اس بار وہ لوگ داماگ کی سرحد کراس کر کے اسرائیل میں داخل ہوں گے اور رکوتا شہر کے جیف کلب کے مینجر کو ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں گی"...... ریڈ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کا چہرہ ریڈ روزی کی رپورٹ سن کر جگمگا اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ کیا یہ رپورٹ مصدقہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ریڈ روزی آپ کو غیر مصدقہ رپورٹ کیسے دے سکتی ہے"...... ریڈ روزی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن ریڈ روزی۔ ریئلی ویل ڈن تم نے کمال کر دیا۔ یہ بتاؤ کہ اس قدر واضح رپورٹ تمہیں کہاں سے مل گئی"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اگر ہمت اور محنت کے ساتھ ساتھ سلیقے سے کام کیا جائے تو پھر ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔ پھر بتاؤ کیسے کیا تم نے یہ مسئلہ حل"۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں پوچھا۔

"آپ نے مجھے ایک ابو ہاشم کے بارے میں بتایا تھا"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"ابو ہاشم۔ وہ ابو ہاشم جس کے بارے میں مجھے شبہ تھا کہ اس

کا تعلق یہاں اسرائیل میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹ ابوحلم کے گروپ سے ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"یس باس"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر کیا کیا تم نے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے اس پر فوری طور پر کام شروع کر دیا تھا باس اور اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس گروپ کا ایک اہم آدمی حاتب بن حلم ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ پولیس کی طرح انتہائی مشکوک ذہن کا انسان ہے۔ اس لئے میں اس سے براہ راست نہ ملی البتہ میں نے اس کے ایک ملازم کو خرید لیا۔ اس ملازم کے نام طاؤس ہے اور طاؤس ابھی حال ہی میں اس کے پاس آیا ہے۔ وہ فطری طور پر انتہائی عیاش ٹائپ کا آدمی ہے۔

بہرحال میں اسے ایک گھنٹے کے اندر ہی ڈھب پر لے آئی اور پھر باس آپ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ میں نے اس طاؤس کے ذریعے اس حاتب بن حلم کی کوٹ کے کالر کے اندر سپر ڈکٹا فون بٹن پہنچا دیا۔ یہ وہ کوٹ تھا جو آج اس حاتب بن حلم نے پہننا تھا۔ کیونکہ طاؤس ہی اس کے لباس وغیرہ کا خیال رکھتا ہے۔ اس سپر ڈکٹا فون کا رسیور میرے پاس تھا۔ میں نے سپر ڈکٹا فون کو ایکٹیو کر دیا تھا۔ جب میں نے رسیور پر اس ڈکٹا فون سے ان کی باتیں سنیں تو انتہائی حیرت انگیز انکشافات ہوئے۔ اس سے ابوحلم

کی بات چیت بھی سامنے آئی۔ البتہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہ چل سکا کیونکہ میں نے اس حاتب بن حلم کی براہ راست نگرانی نہیں کی۔ کیونکہ اگر وہ نگرانی چیک کر لیتا تو پھر سارا سیٹ اپ ہی خراب ہو جاتا۔ سپر ڈکٹا فون کی رینج چونکہ بے حد وسیع ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس سے کافی فاصلے پر رہی۔ حاتب بن حلم اس ابو حلم سے ملا پھر اس حاتب بن حلم نے کیٹ ایجنسی کے ایک آدمی ایڈلس کارلے سے جا کر ملاقات کی اس سے اس نے بلیک کیٹ اور اس کے گروپ کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ پھر اس نے یہ معلومات ابوحلم کو بتا دیں۔

اس دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا فون آ گیا۔ اس نے کسی ٹیپ کی بابت بتایا جو اس ابو حلم نے اسے بھجوائی تھی۔ اس نے اس کی کارکردگی کی تعریف کی اور اسے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم علی عمران کی سربراہی میں ڈاماری پہاڑی پر واقع لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے بھیجی جا رہی ہے اور اب اس سے رابطہ علی عمران خود کرے گا۔ اس کے بعد علی عمران کا فون آیا وہ مسخرہ سا آدمی لگتا تھا۔ اس نے پہلے تو اس ابوحلم سے گھٹیا سا مذاق کیا۔ اس کے بعد انہیں کہا کہ وہ دو روز بعد داماگ کی سرحد پر واقع اسرائیل شہر رکوتا پہنچ جائیں جہاں جیف کلب کے منیجر سے ملنے کے بعد وہ اسے پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتائیں گے تو انہیں ان تک پہنچا دیا جائے گا۔

اس نے ابوحلم کو حاتب بن حلم کو بھی ساتھ لے آنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد حاتب بن حلم واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ اس نے شاید لباس تبدیل کر دیا تھا کیونکہ اس کے بعد سپر ڈکٹا فون خاموش ہی رہا میرے لئے یہ وقفہ کافی تھا اس لئے میں آپ کو رپورٹ دینے یہاں آ گئی''...... ریڈ روزی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری ویل ڈن ریڈ روزی۔ تم نے واقعی بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہیں جی پی فائیو میں ٹرانسفر کرا لیا ہے۔ تم جیسی ذہین اور تیز رفتار لیڈی ایجنٹ میرے پاس ہی ہونی چاہئے تھی۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ ویل ڈن۔ ویری ویل ڈن''...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ویل ڈن ویل ڈن کہتے ہوئے ریڈ روزی کی مسلسل تعریف کرنی شروع کر دی۔

''تھینک یو باس''...... ریڈ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کہاں ہے اس حاتب بن حلم کی رہائش گاہ مجھے بتاؤ۔ میں ابھی اسے گرفتار کر کے سب سے پہلے تو اس ابوحلم گروپ کا خاتمہ کرتا ہوں۔ اس گروپ نے اسرائیل کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن آج تک اس کا پتہ بھی نہ چل رہا تھا۔ اس ابو ہاشم کی بھی طویل عرصے تک نگرانی ہوتی رہی تھی۔ لیکن ہمیں تو آج تک یہ کلیو نہ مل سکا جبکہ تم نے پہلی ہی بار اس قدر تفصیلی

معلومات حاصل کر لیں۔ ویل ڈن‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’باس۔ ہمیں اس حاتب بن حلم کی بجائے رکوتا کے اس ہوٹل منیجر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس حاتب بن حلم نے تو یہیں رہنا ہے ہم کسی بھی وقت اسے اٹھا سکتے ہیں لیکن اگر ہم درست پلاننگ کریں تو ہم اس منیجر کے ذریعے اس پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کر سکتے ہیں‘‘...... ریڈ روزی نے کہا۔

’’اوہ۔ وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ منیجر میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ میں اس منیجر کی ہڈیوں کو پیس کر بھی اصل بات اگلوا لوں گا۔ تم مجھے فی الحال اس حاتب بن حلم کی رہائش گاہ بتاؤ‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا تھا۔ ریڈ روزی نے رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور پھر دو نمبر پریس کر دیئے۔

’’یس سر‘‘...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’میجر فرانک ایک پتہ نوٹ کر لو۔ فوراً‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریڈ روزی کا بتایا ہوا پتہ نوٹ کرا دیا۔

’’یس چیف۔ نوٹ کر لیا ہے‘‘...... میجر فرانک نے کہا۔

’’اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ جاؤ اور اس پتے پر فل ریڈ کرو۔ یہاں ایک آدمی جس کا نام حاتب بن حلم ہے رہتا ہے۔ تم نے

اسے زندہ گرفتار کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر لے آنا ہے۔ دھیان رکھنا وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اسے مرنا نہیں چاہئے۔ میں اسے ہر صورت میں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ سمجھ گئے تم‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

’’یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... دوسری طرف سے میجر فرانک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے انٹر کام کا رسیور رکھا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

’’یس باس‘‘...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

’’رکوتا میں موجود جیف کلب کے منیجر سے میری بات کراؤ‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

’’کسی حیثیت سے جناب۔ ذاتی یا سرکاری حیثیت سے‘‘۔ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

’’نانسنس۔ اب میں دو ٹکے کے منیجر سے ذاتی حیثیت سے بات کروں گا۔ نانسنس‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ رسیور رکھتا۔ ریڈ روزی نے جلدی سے اٹھ کر باقاعدہ اس کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا۔

’’سنو۔ ابھی مت ملاؤ یہ نمبر‘‘...... ریڈ روزی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ آپ کون ہیں"...... دوسری طرف سے پی اے نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا جبکہ کرنل ڈیوڈ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ریڈ روزی کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ریڈ روزی اس کے ساتھ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتی ہے۔ اس کی آنکھیں یکلخت شعلے برسانے لگیں۔

"میں ریڈ روزی بول رہی ہوں"...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا اور اسی لمحے کرنل ڈیوڈ جیسے پھٹ پڑا۔

"تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت ریڈ روزی کہ تم اس طرح میرے ہاتھوں سے کرنل ڈیوڈ کے ہاتھوں سے رسیور چھینو اور میرے ہی پی اے کو میرے حکم کی تعمیل سے منع کرو۔ نانسنس"...... غصے کی شدت سے کرنل ڈیوڈ کے منہ سے کف سی نکلنے لگ گئی تھی۔

"باس۔ آپ میری ساری محنت ضائع کر دینے پر تل گئے ہیں۔ مینجر سے جیسے ہی آپ نے بات کی۔ وہ فوراً ہی غائب ہو جائے گا اور اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہم کہاں ڈھونڈیں گے آپ نے پہلے ہی حاتب بن حلم پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ جیسے ہی اس ابوحلم کو اس کی گرفتاری کا علم ہو گا وہ فوراً اس کی اطلاع پاکیشیا پہنچا دے گا اور خود بھی روپوش ہو جائے گا اور پھر سمجھ لیں کہ ہمارا سارا کھیل ساری پلاننگ ختم ہو جاتی ہے"...... ریڈ روزی نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو تم کیا چاہتی ہو کہ میں صرف ان کی شکلیں دیکھتا

رہوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں انہیں کوئی چھوٹ نہیں دے سکتا میں ان کو زندہ دفن کر کے رکھ دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ جی پی فائیو کے چیف ہیں جو اسرائیل کی سب سے بڑی اور فعال سروس ہے۔ آپ عام پولیس آفیسر نہیں ہیں۔ آپ کو اس انداز میں کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ کا انداز ایسا ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سرے سے کسی بات کا علم ہی نہ ہو اور انہیں اس انداز میں گھیر لیا جائے کہ وہ کسی طرح بھی بچ کر نہ نکل سکیں"...... ریڈ روزی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا اس کے ذہن پر ابھی تک شدید غصے کی کیفیت طاری تھی۔

"میجر فرانک بول رہا ہوں جناب۔ جو پتہ آپ نے دیا تھا وہاں صرف ایک آدمی کی تشدد زدہ لاش موجود ہے۔ باقی وہاں کچھ بھی نہیں"...... دوسری طرف سے میجر فرانک کی آواز سنائی دی۔

"لاش۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ ہم جب اس کوٹھی کے

اندر داخل ہوئے تو وہاں خاموشی طاری تھی جیسے کوٹھی خالی ہو اور واقعی کوٹھی خالی پڑی تھی۔ ایک لاش البتہ ایک کمرے میں پڑی تھی۔ جس کے چہرے پر ایسے نشانات ہیں جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ اس کے دل پر گولی ماری گئی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں نہ ہی کوئی آدمی ہے اور نہ ہی کوئی خاص سامان۔ صرف فرنیچر وغیرہ موجود ہے۔

میں نے ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار سے پوچھ گچھ کی ہے تو اس نے بتایا ہے کہ ایک کار ہمارے آنے سے آدھے گھنٹے پہلے وہاں سے نکل کر گئی ہے۔ لیکن وہ ان پڑھ آدمی ہے۔ اس لئے کار کا نمبر اس سے معلوم نہیں ہو سکا۔ میں نے جب اندر لے جا کر اسے وہ لاش دکھائی تو اس نے بتایا کہ یہ یہاں رہنے والے صاحب کا نیا نوکر تھا۔ اس کا نام طاؤس ہے۔ اس پر انتہائی بہیمانہ تشدد کیا گیا ہے اور پھر اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے“...... میجر فرانک نے اس بار تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور ریڈ روزی جو لاؤڈر پر یہ ساری باتیں سن رہی تھی نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں سر پکڑ لیا اور اس نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب وہ کرنل ڈیوڈ کی طرف تیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

”تم نے اچھی طرح سے رہائش گاہ چیک کی“...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”یس باس۔ میں نے ایک ایک انچ کا جائزہ لیا ہے۔ اس کے

لئے میں خصوصی سائنسی آلات بھی ساتھ لایا تھا“۔ میجر فرانک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم واپس آ جاؤ“...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

”جس کا مجھے ڈر تھا وہی ہوا ہے نا باس“...... ریڈ روزی نے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھ کر تند لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ شاید تم ٹھیک کہتی ہو ریڈ روزی لیکن میں کسی مجرم کو مہلت دینے کا قائل نہیں ہوں“...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ اس کو یقیناً شک پڑ گیا ہو گا اور پھر اس نے طاؤس سے سب کچھ اگلوا لیا ہو گا اور اب وہ سارا سیٹ اپ ہی بدل دیں گے۔ اب میرے خیال میں اس مینجر سے بھی کچھ حاصل نہ ہو سکے گا“...... ریڈ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میرے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اسے شک پڑا ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”بہرحال اب تو ہم جہاں سے چلے تھے وہیں دوبارہ پہنچ گئے ہیں“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”نہیں۔ میں تم سے زیادہ اس علی عمران کی فطرت جانتا ہوں۔ وہ جو پلاننگ کر لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ اس لئے وہ لازماً رکوتا کی طرف سے ہی اسرائیل کی سرحد پار کرے گا۔ اس لئے اب

ہمیں فوری طور پر رکوتا پہنچنا ہو گا اب وہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہم اس پر اور اس کے ساتھیوں پر قابو پا سکتے ہیں۔ ایک بار وہ ہمارے سامنے آ جائیں تو اس بار وہ زندہ نہ بچ سکیں گے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ واقعی اب یہی طریقہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح شاید ہم ان کا کوئی کھوج نکال لیں"...... ریڈ روزی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم میرے ساتھ جاؤ گی اور سنو اب تم میری نمبر ٹو ہو لیکن ایک بات کا آئندہ خیال رکھنا۔ گھر اور دفتر میں فرق ہوتا ہے۔ آئندہ تم نے اس طرح میرے ہاتھ سے رسیور جھپٹنے کی جرأت کی یا میرے حکم کے خلاف کوئی بات کی تو میں تمہارا یہ خوبصورت جسم گولیوں سے چھلنی کر دوں گا تم صرف مجھے مشورہ دے سکتی ہو۔ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن اپنی انسلٹ نہیں۔ تم اپنی حد میں رہو گی تو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ ورنہ تمہار انجام میرے ہاتھوں بے حد برا ہو گا۔ سمجھ گئی تم"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آئی ایم سوری باس۔ میں ایسے حالات میں آپ کے ساتھ کام نہیں کر سکتی ہوں۔ آپ مجھے واپس سپیشل ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دیں اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو میں خود چیف آف ملٹری انٹیلی جنس سے بات کر لیتی ہوں تاکہ وہ

مجھے فوری طور پر واپس بلا لے"...... ریڈ روزی پہلی بار اس طرح اکڑ گئی تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے اس نے انتہائی فرمانبرداری سے کرنل ڈیوڈ کے ہر حکم کی تعمیل آنکھیں بند کر کے کی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ریڈ روزی کے اس جواب پر کرنل ڈیوڈ اسے اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ جیسے اس کے سامنے ریڈ روزی کی بجائے کوئی اور عورت بیٹھی ہوئی ہو۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ تم یہ کہہ رہی ہو۔ تم ریڈ روزی۔ تم"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس اس کی ایک خاص وجہ بھی ہے"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"کون سی وجہ"...... کرنل ڈیوڈ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھاتا نہیں دیکھ سکتی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ہر میدان میں کامیاب رہیں لیکن آپ جس طرح کچھ سوچے سمجھے بغیر جلد بازی اور بے صبری سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح کامیابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ واپس چلی جاؤں"...... ریڈ روزی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم کہہ رہی ہو کہ میں جلد باز ہوں۔ نانسنس ہوں۔ یہی کہنے کا مطلب ہے نا تمہارا"...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ میں بس آپ کے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔ آپ مجھے واپس بھجوانے کے انتظامات کر دیں''...... ریڈ روزی نے منہ بنا کر کہا۔

''تم۔ تم کرنل ڈیوڈ کے سامنے ایسے انداز میں بات کر رہی ہو نانسنس۔ اب کچھ بھی ہو تم میری مرضی کے بغیر واپس نہیں جا سکتی ہو۔ میں دیکھتا ہوں۔ تم کیسے واپس جاتی ہو۔ میں ابھی تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگواتا ہوں۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ تم نے اب تک میرا ایک ہی روپ دیکھا ہوا ہے لیکن اب میں تمہیں اپنا اصل روپ دکھاؤں گا''...... کرنل ڈیوڈ پر تو جیسے پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے جو آپ کی مرضی آئے کرتے رہیں۔ مجھے روک سکتے ہیں تو روک لیں میں جا رہی ہوں''...... ریڈ روزی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی اور کرنل ڈیوڈ صرف اسے جاتے ہی دیکھتا رہ گیا۔

''ہونہہ۔ یہ نانسنس تو ضرورت سے زیادہ ہی سر پر چڑھ گئی ہے۔ میں کسی کو سر پر چڑھانا جانتا ہوں تو اسے سر سے اتارنا بھی آتا ہے مجھے۔ نانسنس۔ نجانے خود کو کیا سمجھ بیٹھی ہے کہ اس کے بغیر جی پی فائیو چل ہی نہیں سکتی۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصے سے قدرے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس نے ایک وقت کئی نمبر پریس کر دیئے۔

''اینڈرل''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''فوراً ریڈ روزی کو گرفتار کر کے میرے سامنے لے آؤ۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر فوراً میرے سامنے لاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''ہونہہ۔ مجھے احمق کہہ رہی ہے۔ نانسنس۔ میں اب اسے بتاؤں گا کہ کرنل ڈیوڈ کسے کہتے ہیں۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور کرنل ڈیوڈ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ اینڈرل، ریڈ روزی کو گرفتار کر کے لایا ہو گا۔ لیکن دروازے پر موجود ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''ارے۔ کرنل کارل۔ تم یہاں۔ لیکن تم کہاں سے اچانک ٹپک پڑے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ابھی ابھی آیا ہوں اور یہاں آتے ہی میں نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر میرا بے اختیار سر پیٹنے کو دل چاہا تھا''...... کرنل کارل نے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کیا دیکھ لیا تم نے''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ تمہارا اینڈرل، ریڈ روزی کو ہینڈز اپ کرائے کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ تمہارا آرڈر ہے۔ میں

نے اسے منع کر دیا اور پھر ریڈ روزی سے واقعات پوچھے تو اس نے
جو کچھ بتایا ہے۔ اس پر واقعی میرا تمہاری عقل پر ماتم کرنے کو ہی
دل چاہ رہا ہے“...... کرنل کارل نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھتے
ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”ہونہہ۔ تم نہیں جانتے کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا
ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کیا ہے اس نے تمہارے ساتھ“...... کرنل کارل نے اسے
گھورتے ہوئے کہا۔

”اس نے میرے ہاتھوں سے فون کا رسیور چھین لیا اور پی اے
کو میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے لئے کہا۔ پھر اس نے
مجھے جلد باز، احمق، نانسنس اور نجانے کیا کیا کہا ہے۔ مجھے اس پر
شدید غصہ ہے۔ میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا“......
کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میری بات دھیان سے سنو کرنل ڈیوڈ۔ کیا تم جانتے ہو کہ
جینڈی تم سے کیوں علیحدہ ہوگئی تھی۔ اس نے تمہارے متعلق کیا
رپورٹ دی تھی“...... کرنل کارل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرے متعلق رپورٹ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ ویسے وہ خود میرے
ساتھ نہ چل سکی تھی اس لئے علیحدہ ہوگئی لیکن یہ رپورٹ والی بات
تم نے پہلی بار کی ہے۔ کیا رپورٹ دی ہے اس نے بتاؤ مجھے“۔
کرنل ڈیوڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اس نے تمہارے بارے میں ایک تحریری رپورٹ دی تھی اور
تمہیں اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ جینڈی کی اس رپورٹ پر
وزیراعظم تمہیں تمہارے عہدے سے برطرف کرنا چاہتے تھے۔ لیکن
مجھے اس کا علم ہوگیا اور میں نے صدر صاحب سے بات کی۔
جنہوں نے وزیر اعظم کو اس اقدام سے روک دیا۔ ورنہ وزیراعظم
صاحب اصولی طور پر فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ تمہیں برطرف کر کے
جینڈی کو جی پی فائیو کا چیف بنا دیں۔ صدر مملکت کے منع کرنے
کے بعد ہی انہوں نے علیحدہ ایجنسی قائم کر کے جینڈی کو اس کا
سربراہ بنا دیا۔ بہرحال اس رپورٹ میں جینڈی نے یہی درج کیا تھا
کہ تم انتہائی مشتعل مزاج، سوچ سمجھ سے نابلد اور جلد باز فطرت
کے مالک ہو اور ایسا آدمی جی پی فائیو کا چیف نہیں ہونا چاہئے۔
بہرحال وہ بات ختم ہوگئی لیکن اب ریڈ روزی نے مجھے جو کچھ بتایا
ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جینڈی کی رپورٹ درست
تھی۔ تم ریڈ روزی کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتے ہو زیادہ سے زیادہ یہی
ہوتا کہ اسے واپس ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دیا جاتا کیونکہ ملٹری
انٹیلی جنس کا چیف کئی بار صدر مملکت سے اس بارے میں درخواست
کر چکا ہے کہ اس کی ذہین ترین لیڈی ایجنٹ کو واپس بھجوایا جائے
لیکن صدر مملکت نے میرے کہنے پر یہ درخواست ہر بار مسترد کر
دی۔ اب جب ریڈ روزی خود صدر سے بات کرتی تو پھر میں بھی
اسے نہ روک سکتا اور ظاہر ہے ریڈ روزی جو کچھ صدر کو بتاتی اس

سے جینڈی کی رپورٹ درست ثابت ہو جاتی اور تم جانتے ہو اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔ تمہیں حقیقتاً جی پی فائیو کے عہدے سے سبکدوش ہونا پڑتا تھا“...... کرنل کارل نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ مجھے تو ان باتوں کا تصور تک نہ تھا لیکن......“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیکن ویکن کچھ نہیں کرنل ڈیوڈ۔ میری بات دھیان سے سنو۔ ریڈ روزی تم سے معافی مانگنے پر تیار ہے لیکن ایک شرط ہے کہ تم ریڈ روزی کی ذہانت کی قدر کرو گے۔ یہ تمہاری جی پی فائیو کے لئے ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس کے یہاں آ جانے کی وجہ سے ملٹری سیکرٹ سروس کی کارکردگی پہلے کی نسبت آدھی سے بھی کم رہ گئی ہے۔ اس لڑکی میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ تم ان صلاحیتوں کو اپنے حق میں استعمال کرو۔ بہرحال وہ اب تمہاری اتھارٹی کو تسلیم کرے گی اور جو تم کہو گے ویسے ہی کرے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا پڑے گا اس کے مشوروں پر عمل کرو گے تو تمہاری ایجنسی جی پی فائیو کا گراف بہت بلندی پر چلا جائے گا“...... کرنل کارل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر وہ مجھ سے معافی مانگ لے تو میں بھی اسے معاف کر دوں گا“...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرنل کارل اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے

بعد وہ واپس آیا تو ریڈ روزی اس کے ساتھ تھی۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ کافی غصے میں دکھائی دے رہی تھی۔

”آئی ایم سوری باس۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے آپ باس ہیں۔ اس لئے آپ کے ہر حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے“...... ریڈ روزی نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو ریڈ روزی۔ مجھے یقین ہے کہ تم آئندہ خیال رکھو گی بہرحال میرا وعدہ کہ آئندہ میں ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ کر کے ہی کوئی اقدام کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی آئندہ محتاط رہو گی“...... کرنل ڈیوڈ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”گڈ۔ ویری گڈ“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ ریڈ روزی کے معافی مانگنے پر اس کی انا کو جیسے تسکین سی مل گئی تھی اور وہ اب بے حد ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا۔

”اب مجھے اجازت میں تو ویسے ہی تم سے ملنے آ گیا تھا۔ بہرحال اچھا ہوا کہ میں بروقت پہنچ گیا ورنہ تم نے تو ساری گیم ہی الٹ کر رکھ دی تھی“...... کرنل کارل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے بیٹھو۔ تم نے کچھ پیا بھی نہیں“...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ مجھے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ جہاں مجھے فوراً پہنچنا ہے۔ پھر سہی۔ دعوت ادھار رہی“...... کرنل کارل نے

مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ کرنل کارل صدر مملکت کا پرسنل سیکرٹری تھا اور کرنل ڈیوڈ کا بچپن کا دوست اور کلاس فیلو بھی تھا اس لئے ان دونوں کے درمیان اب بھی بے حد گہری دوستی تھی۔

''مجھے واقعی جلد غصہ آ جاتا ہے ریڈ روزی۔ بہرحال اب بتاؤ کہ موجودہ صورتحال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بار میں بلیک کیٹ پر اپنی برتری ثابت کر دوں۔ عمران کے معاملے میں اسے میں کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت ہمارے ہاتھوں ہی ہو اور اس کا کریڈٹ صرف جی پی فائیو کو ہی ملے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ میں اب نئے سرے سے کام شروع کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں پھر کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ اس بار میں ایسی گیم کھیلوں گی کہ ان کا بچ نکلنا مشکل ہو جائے گا''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''اوہ لیکن۔ اب ہمیں کوئی کلیو حاصل کرنے اور وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ ہم اپنا ہیڈ کوارٹر رکوتا میں قائم کر لیں۔ عمران بہرحال رکوتا تو آئے گا ہی سہی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ وہ ہمیں ڈاج دے جائے۔ ہم رکوتا پہنچیں اور وہ یہاں دارالحکومت سے سیدھا ڈاماری چلا جائے کیونکہ اب کم از کم اسے یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمیں اس کے رکوتا آنے کی خبر ہو گئی ہے''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''ہاں لیکن اب تم کس طرح کوئی کلیو حاصل کرو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں زیادہ سے زیادہ کل تک دوبارہ کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لوں گی''...... ریڈ روزی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ بس یہ بات ذہن میں رکھنا کہ عمران جس آدمی کا نام ہے۔ یہ دنیا کا سب سے چالاک، سب سے شاطر اور سب سے ہوشیار آدمی ہے۔ یہ جو کہتا ہے ہمیشہ اس کے الٹ ہی کرتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں اس کے بارے میں سب کچھ جانتی ہوں۔ میں نے اس کی فائل پڑھی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسے کیسے سنبھالنا ہے یہ میں جانتی ہوں''...... ریڈ روزی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ کرنل ڈیوڈ ریڈ روزی کے جانے کے کافی دیر بعد تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس۔ جارج فورڈ بیکری‘‘...... ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

’’کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اولڈ جارج سے بات کراؤ‘‘۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ ہولڈ آن کریں‘‘...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’اولڈ جارج بول رہا ہوں جناب‘‘......چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

’’یہ بتاؤ کہ کیا پاکیشیا سے کوئی رپورٹ ملی ہے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا کیونکہ اولڈ جارج اس کا ماتحت تھا اور اس کی ذمہ داری پاکیشیا میں اسرائیلی ایجنٹوں کو ڈیل کرنا تھا بظاہر اس نے ایک بڑی بیکری بنائی ہوئی تھی۔

’’نو باس۔ ابھی تک کوئی واضح رپورٹ تو نہیں مل سکی۔ البتہ ایک ایجنٹ نے ایک مبہم سی رپورٹ دی ہے کہ علی عمران سیر وتفریح کی غرض سے داماگ گیا ہے۔ اکیلا۔ اس کے کاغذات پر مقصد سفر سیاحت درج تھا‘‘...... اولڈ جارج نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

’’اوہ۔ کب گیا ہے وہ اور کیا اصل شکل وصورت میں گیا ہے یا میک اپ میں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

’’باس۔ اس ایجنٹ کے مطابق وہ آج صبح کی فلائٹ سے گیا ہے اور وہ میک اپ میں نہیں ہے بلکہ اصل شکل اور اصل کاغذات کے ساتھ گیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

’’گڈ۔ یہ انتہائی اہم اطلاع ہے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جلدی سے کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس۔ بلیک ہوٹل‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’ہارڈ مین سے بات کراؤ۔ میں اسرائیل سے چیف کرنل ڈی بول رہا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’یس۔ ہولڈ آن کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ خاموش ہو گیا۔ ہارڈ مین داماگ کے دارالحکومت میں بلیک ہوٹل کا مالک تھا اور جی پی فائیو کا فارن ایجنٹ تھا اور کرنل ڈیوڈ اس سے کرنل ڈی کے نام سے بات کرتا تھا اور ہارڈ مین ڈی ون تھا۔

’’ہیلو۔ ڈی ون اٹنڈنگ یو‘‘...... چند لمحوں کے بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’کرنل ڈی بول رہا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’سنو۔ آج صبح کی فلائٹ سے پاکیشیا سیکرٹ

سروس کا علی عمران اصل کاغذات کے ساتھ داماگ پہنچا ہے۔ اس نے پہلے یہاں اسرائیل میں موجود اپنے ایجنٹوں کو دو روز بعد وہاں پہنچنے کا کہا تھا اور اس سلسلے میں اس نے انہیں سرحدی اسرائیلی قصبے رکوتا کے جیف کلب کے مینجر سے ملنے کے لئے کہا تھا لیکن پھر اسے شاید اطلاع مل گئی کہ ہمیں اس بارے میں معلومات مل گئی ہیں۔ اس لئے وہ اکیلا وہاں پہنچا ہے۔ تم فوراً ایئر پورٹ سے معلومات کر کے اسے تلاش کرو اور اگر وہ اسرائیلی سرحد رکوتا کی طرف سے کراس کرنے کی کوشش کرے تو مجھے فوراً اطلاع دینا اور سنو وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے تم نے صرف نگرانی کرنی ہے اور وہ بھی انتہائی ہوشیاری سے۔ اسے معمولی سا بھی شک نہ ہو کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے ورنہ اسے تمہیں ڈاج دینے میں دیر نہ لگے گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر۔ میں سائنسی آلات ساتھ لے جاتا ہوں جن کی مدد سے میں دور سے ہی اس کی نگرانی کروں گا اس طرح مجھے اس کے قریب جانے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی''...... دوسری طرف سے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ بہرحال جو بھی ہو اسے تمہیں ڈاج دینے یا تمہارے ہاتھوں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملنا چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ اب دیکھتا ہوں یہ عمران کس طرح سے میرے ہاتھوں سے بچ کر نکلتا ہے۔ اس بار اس کی موت میرے ہاتھوں ہو گی اور میں اسے عبرتناک موت ماروں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی اور پھر وہ دوبارہ اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ یہ وہی فائل تھی جسے وہ ریڈ روزی کے آنے سے پہلے پڑھ رہا تھا۔

خاور، نعمانی اور چوہان، تنویر کے ساتھ اسرائیلی دارالحکومت کے ایک بڑے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ ان سب نے اسرائیلی میک اپ کر رکھے تھے۔

وہ چاروں آج صبح ہی یہاں پہنچے تھے۔ ایئر پورٹ پر پہنچنے کے بعد وہ سب اپنے کاغذات سمیت سیدھے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں پہنچے جہاں ان کے کمرے پہلے سے ریزرو تھے۔ اس وقت وہ پاکیشیائی سیاحوں کے روپ میں تھے اور انہوں نے ایئر پورٹ سے نکلتے ہی اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے لیکن چونکہ وہ باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت آئے تھے اس لئے انہیں اس نگرانی سے ذہنی طور پر کوئی الجھن نہ ہوئی تھی۔ ہوٹل میں پہنچنے کے بعد چند گھنٹوں تک تو وہ اس طرح اپنے اپنے کمروں میں آرام کرتے رہے جیسے سفر سے تھک گئے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اٹھ کر مقامی میک اپ کیا۔ لباس تبدیل کئے اور ضروری

کاغذات جو پہلے ہی ان کے پاس تھے اور کرنسی جیبوں میں ڈال کر وہ سب ایک ایک کر کے ایمرجنسی وے کی سیڑھیوں کے ذریعے اتر کر اس بڑے ہوٹل میں پہنچ گئے اور یہاں انہوں نے نئے سرے سے ایک ایک کر کے کمرے بک کرائے اور ہر شخص نے یہاں پہنچنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ وہ نگرانی کرنے والوں کو جھٹک چکے ہیں۔

ویسے بھی نگرانی کرنے والے ان کے طویل آرام کی وجہ سے کچھ مطمئن سے ہو گئے تھے۔ اس لئے انہیں وہاں سے نکل آنے میں کوئی مشکل نہ ہوئی تھی۔ ان کا وہ سامان اور کاغذات جن کی مدد سے وہ اسرائیل میں داخل ہوئے تھے۔ ابھی تک ان کے کمروں میں موجود تھا اور انہیں معلوم تھا کہ جب شام تک وہ کمروں سے باہر نہ نکلیں گے تو لازماً نگرانی کرنے والے چونکیں گے اور پھر جب انہیں ان کی اس طرح گمشدگی کا پتہ چلے گا تو پھر پورے دارالحکومت میں ان کی بھرپور انداز میں تلاش شروع ہو جائے گی لیکن انہیں معلوم تھا کہ شام ہونے سے پہلے ہی وہ پلاننگ کے تحت دارالحکومت سے باہر نکل چکے ہوں گے۔

چیف نے اس بار اس گروپ کا انچارج تنویر کو بنایا تھا اور تنویر کی خوشی دیدنی تھی کہ چیف نے اس بار اسے عمران کی سربراہی میں اسرائیل نہیں بھیجا تھا اور اسے ایک الگ گروپ کا انچارج بنا دیا تھا۔ اب وہ اپنی مرضی اور اپنے طریقے کے مطابق کام کر سکتا تھا۔

تنویر نے اس بار ڈی ایکشن کرنے کی بجائے پلاننگ کے تحت کام کرنے کا ارادہ کیا تھا اور وہ پلاننگ کے تحت ایک بڑی جیپ کا بندوبست کرنے گیا ہوا تھا۔ عمران گو کہ اس گروپ کے ساتھ نہیں تھا لیکن چیف نے تنویر کو سختی سے ہدایات دی تھیں کہ عمران اپنے دوسرے گروپ کے ساتھ جیسے ہی اسرائیل پہنچے گا تو اسے عمران سے نہ صرف رابطہ رکھنا ہو گا بلکہ عمران کی ہدایات پر عمل بھی کرنا ہو گا۔ تنویر کو چونکہ الگ گروپ کا لیڈر بن کر کام کرنے کا موقع مل رہا تھا اس لئے اس نے بخوشی چیف کی بات مان لی تھی۔

یہ ساری پلاننگ ظاہر ہے عمران کی ہی تھی۔ اس نے اس بار خصوصی پلاننگ کی تھی۔ اس پلاننگ کے تحت تنویر کی سرکردگی میں سیکرٹ سروس کی ٹیم براہ راست ڈاماری پہاڑی پر پہنچے گی اور اس کا مشن کیٹ ایجنسی کا خاتمہ یا پھر حالات دیکھ کر کیٹ ایجنسی میں شمولیت حاصل کرنی تھی جبکہ عمران باقی ٹیم کو لے کر داماگ کے راستے اسرائیل کے پہاڑی علاقوں میں داخل ہو گا اور وہاں موجود کسی اہم ترین پہاڑی بدو قبیلے میں شامل ہو کر وہ اس بدو قبیلے کے ساتھ ڈاماری پہنچے گا اور اس کے بعد دونوں ٹیمیں مل کر ڈاماری مشن مکمل کریں گے۔ نعمانی، خاور اور چوہان تنویر کی عدم موجودگی میں بیٹھے اس مشن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے گائیکر کی مدد سے انہوں نے اس بات کی تسلی پہلے ہی کر لی تھی کہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔

''تمہارا کیا خیال ہے تنویر جو ایک ڈیشنگ ایجنٹ ہے کسی پلاننگ کے تحت کام کر سکے گا''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ایسا نہیں لگ رہا ہے۔ تنویر کے لئے یہ انتہائی مشکل کام ہے کہ وہ کیٹ ایجنسی میں بطور ورکر شامل ہو۔ اس نے یہی کوشش کرنی ہے کہ عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی سب کا خاتمہ بالخیر کر دے''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ وہ ایسی ہی فطرت کا مالک ہے۔ وہ ناک کی سیدھ میں کام کرنے کا عادی ہے اور میرا خیال ہے یہی صورت زیادہ بہتر بھی ہے۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ ختم ہو جائے گا''...... چوہان نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہوا تو حالات اور زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے کیٹ ایجنسی کے خاتمے کے ساتھ ہی حکومت اسرائیل الرٹ ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ اسرائیل کی پوری فوج ہی اس پہاڑی کی حفاظت کے لئے بھیج دے۔ ایسی صورت میں وہاں مشن مکمل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا''...... خاور نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال تنویر آئے گا تو تب پتہ چلے گا کہ وہ کیا چاہتا ہے''...... نعمانی نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''آ گئے تم۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے''...... نعمانی نے

پوچھا۔

''اچھی بات ہے''...... تنویر نے کہا۔

''بہرحال۔ جیپ کا کیا بنا۔ ملی یا نہیں''...... خاور نے پوچھا۔

''مل گئی ہے۔ نیچے موجود ہے۔ میں نے اسلحے کا بھی بندوبست کر لیا ہے اور تمام خصوص اجازت نامے بھی حاصل کر لئے ہیں۔ ان اجازت ناموں کی رو سے ہمارا تعلق محکمہ معدنیات سے ہے اور ہم ان پہاڑی علاقوں کے سروے کے لئے جا رہے ہیں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارکردگی دکھائی ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو اٹھو۔ ہمیں ابھی سے کام شروع کرنا ہے''...... تنویر نے کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے اپنا خاص ٹائپ کا سامان جیبوں میں بھرا اور کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے۔ تنویر نے کاؤنٹر پر کہہ دیا کہ وہ ایک ہفتے کے لئے سرکاری سروے پر جا رہے ہیں۔ اس لئے ایک ہفتے تک ان کے کمرے بند رہیں گے۔ چونکہ کرایہ وہ ایک ماہ کا ایڈوانس دے چکے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ہوٹل انتظامیہ کو اس پر کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔

انہوں نے بہرحال تنویر کی دی ہوئی اطلاع نوٹ کر لی اور وہ چاروں ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں موجود اس جیب میں بیٹھ

گئے۔ تنویر ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ خاور اس کی ساتھ والی سیٹ پر اور نعمانی، چوہان عقبی سیٹوں پر تھے۔ جیپ ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکلی اور تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد وہ دارالحکومت کی آخری چوکی سے چیکنگ کے بعد دارالحکومت سے باہر نکل آئے۔ وہ جس پہاڑی کی طرف جا رہے تھے اس سلسلے کا آغاز جس میں ڈاماری پہاڑی تھی۔ دارالحکومت سے تقریباً تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر شروع ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے تقریبا تین سو کلیومیٹر تک تاحد نگاہ پھیلے ہوئے میدانی علاقے کا سفر کرنا تھا۔

''اگر ہماری چیکنگ کی گئی تو انہیں لازماً معلوم ہو جائے گا کہ چار افراد دارالحکومت سے باہر گئے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''میرے پاس جو کاغذات ہیں انہیں وہ کسی طرح بھی نقلی قرار نہیں دے سکتے اور چہروں پر میک اپ بھی سپیشل ہیں اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان نے سر تو ہلا دیا لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بہرحال موجود تھے تقریباً دو گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ ایک اور شہر کی حدود میں داخل ہوئے اور نعمانی کے کہنے پر تنویر نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے جیپ روک دی۔ وہ اب یہاں سے کھانا کھا کر اور چائے پی کر آگے جانا چاہتے تھے کیونکہ اس کے بعد آگے راستے میں چھوٹے قصبے ہی تھے جہاں کھانا اچھا

نہ مل سکتا تھا۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور پھر چائے وغیرہ پینے کے بعد تنویر نے بل ادا کیا اور پھر وہ اٹھ کر باہر آ گئے لیکن وہ جیسے ہی باہر آئے یہ دیکھ کر ٹھٹھک گئے کہ ان کی جیپ کے ساتھ دو پولیس آفیسر کھڑے تھے۔

''رکو نہیں۔ چلتے رہو۔ ورنہ انہیں شک ہو جائے گا''...... تنویر نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

''کیا بات ہے جناب۔ خیریت''...... تنویر نے ایک پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا اس جیپ پر آپ سفر کر رہے ہیں''...... اس پولیس آفیسر نے چونک کر تنویر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

''ہاں۔ کیوں۔ کیا آپ کو ہمارے سفر پر کوئی اعتراض ہے''...... تنویر نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ کھڑے خاور نے جلدی سے تنویر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مخصوص انداز میں دبا دیا۔ وہ تنویر کو تنبیہہ کر رہا تھا کہ وہ احتیاط سے کام لے اور غصہ نہ کرے ۔ کیونکہ تنویر کی فطرت تھی کہ پولیس آفیسر کا سخت لہجہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہوگا اور وہ کام بگاڑ سکتا ہے۔

''ہاں۔ ہے اعتراض''...... اس پولیس آفیسر نے کہا۔

''کس بات کا اعتراض ہے''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہمیں دارالحکومت سے احکامات ملے ہیں کہ ہم آپ کی جیپ کو اور خصوصی طور پر آپ سب کو چیک کریں اور انہیں رپورٹ دیں۔ اس کے بعد ہی آپ کو مزید آگے سفر جاری رکھنے کی اجازت ملے گی''...... اس پولیس آفیسر نے کہا۔

''اوہ لیکن......'' تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہنا چاہا۔

''لیکن ویکن کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ کو ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر جانا ہوگا''...... اسی پولیس آفیسر نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم آپ سے پورا پورا تعاون کریں گے جناب۔ ہم انتہائی قانون پسند شہری ہیں اور آپ سے تعاون کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ جیسا چاہیں تسلی کر لیں''...... اس بار نعمانی نے آگے بڑھ کر کہا اور پولیس آفیسر کا تنا ہوا چہرہ قدرے ڈھیلا پڑ گیا۔

''تھینک یو۔ آپ ایسا کریں کہ جیپ لے کر ہماری جیپ کے پیچھے آ جائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو جلد از جلد فارغ کر دیا جائے''...... اس پولیس آفیسر نے قدرے نرم لہجے میں نے کہا اور اپنے ساتھی کو اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے ایک طرف کھڑی پولیس جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

''اوہ۔ ہماری جیپ میں اسلحہ ہے اور جیپ چیکنگ میں یہ اسلحہ سامنے آ جائے گا تب''...... تنویر نے جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلحہ بیگ میں ہو گا۔ پہاڑی سلسلے کے پاس درختوں کے جھنڈ موجود ہیں۔ ہم آگے جاتے ہوئے راستے میں خاموشی سے یہ بیگ کسی بھی محفوظ جگہ پر چھپا دیں گے۔ جہاں سے ہم واپسی پر اسے اٹھا سکتے ہیں ۔ یہ پہاڑی سلسلے تک کا فاصلہ بے حد زیادہ ہے۔ اگر ہم مشکوک ہو گئے تو پھر ہمیں آگے بڑھنے نہ دیا جائے گا اور سارا کھیل ختم ہو کر رہ جائے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم خاموشی سے ان کے ساتھ چلتے رہیں''...... چوہان نے کہا اور تنویر کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔

''ہاں۔ اسلحے سے بھرا تھیلا عقبی طرف سیٹوں کے نیچے پڑا ہے''...... تنویر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تم سب کی جیبوں میں جو اسلحہ ہے وہ بھی اس بیگ میں ڈال دو''...... خاور نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریوالور اور خنجر نکال کر عقبی طرف بیٹھے نعمانی کی طرف بڑھا دیا۔ جو سیٹ کے نیچے سے سیاہ رنگ کا بڑا سا تھیلا باہر نکال چکا تھا۔ تنویر نے جیپ آگے بڑھا دی تھی اور تھوڑی دیر بعد ان کا سارا اسلحہ بیگ میں منتقل ہو چکا تھا اور اب نعمانی کوئی مناسب جگہ دیکھ رہا تھا اور پھر اچانک انہیں وہ مناسب جگہ نظر آ گئی۔ وہاں کافی درخت تھے جو

ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور ایک چھوٹا سا جھنڈ سا بن گیا تھا۔ اس جھنڈ کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ آگے جا کر سڑک بائیں طرف کو مڑ رہی تھی۔ پولیس جیب جیسے ہی وہاں سے آگے بڑھ کر مڑی۔ تنویر نے یکلخت جیپ کو بریک لگائی تو نعمانی نے تھیلے سمیت نیچے چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا وہ درختوں کے جھنڈ کے اندر داخل ہو گیا۔ چندلمحوں کے بعد وہ واپس خالی ہاتھ آیا تو تنویر نے جیب آگے بڑھا دی۔ نعمانی جلدی سے جیپ پر چڑھ گیا۔ نعمانی جانتا تھا کہ تھیلے میں انتہائی طاقتور اور حساس بم بھی موجود ہیں اس لئے اگر وہ جیپ کے اندر سے تھیلا درختوں کے عقب میں پھینک دیتا تو یقیناً یہ بم انتہائی خوفناک دھماکوں سے پھٹ بھی سکتے تھے اور ان کا سارا اسلحہ ضائع ہو جاتا اور وہ آسانی سے ان کی پکڑ میں آ سکتے تھے۔ جیپ تیزی سے موڑ کاٹ کر آگے بڑھ گئی اور اب ان سب کے چہروں پر مکمل اطمینان موجود تھا تھوڑی دیر بعد وہ مقامی پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس کے ایک کمرے میں انہیں پہنچا دیا گیا اور کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور وہی پولیس آفیسر دو سپاہیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں میک اپ واشر تھا۔

''سب سے پہلے ہم آپ کا میک اپ چیک کریں گے۔ امید ہے آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے''...... اس پولیس آفیسر نے

کہا۔

''ضرور۔ ہم آپ کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں گے آفیسر۔ آپ پوری تسلی کر لیں''...... خاور نے کہا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے چہروں پر سپیشل میک اپ ہے جسے واش کرنا اس عام سے میک اپ واشر کے بس میں نہیں ہے اور وہی ہوا میک اپ واشر نے ان کے چہروں کے اصل ہونے کا اعلان کر دیا۔

''اوکے۔ آپ اپنے سارے کاغذات مجھے دے دیں۔ میں ان کی جانچ پڑتال کروں گا اور دارالحکومت سے ان کی تصدیق کراؤں گا''...... آفیسر نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا اور تنویر نے جیب سے ایک موٹا سا لفافہ نکال کر انتہائی اطمینان سے پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس آفیسر نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ دونوں سپاہی پہلے ہی باہر جا چکے تھے۔ کاغذات کے دارالحکومت سے چیکنگ کی بات سن کر نعمانی اور چوہان قدرے بے چین سے نظر آنے لگے تھے۔ لیکن تنویر نے انہیں مسکراتے ہوئے آئی کوڈ سے مخصوص اشارہ کیا تو ان کے چہروں پر بھی اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ وہ سب ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے اور ایسی کوئی بات نہ کر رہے تھے جن سے وہ مشکوک ہو سکتے ہوں۔ انہیں اس بات کا خطرہ تھا کہ اس کمرے میں یقیناً ڈکٹا فون ٹائپ آلات موجود ہوں گے۔ ان کی باتوں میں اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو وہ آسانی سے پکڑے جا سکتے تھے۔

''لگتا ہے ہمیں ابھی یہاں کافی وقت لگے گا کیونکہ جب تک یہ اپنی تسلی نہیں کر لیتے اس وقت تک ہمیں آگے نہیں جانے دیں گے اور اچھا ہے یہ ایک بار اچھی طرح سے تسلی کر لیں ورنہ ہمارے لئے آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا اور ہمیں خواہ مخواہ یہ لوگ تنگ کرتے رہیں گے''...... خاور نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ انہیں مکمل تسلی کر لینی چاہئے لیکن بہرحال یہ کافی سست رو ثابت ہو رہے ہیں''...... تنویر نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور وہی پولیس آفیسر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر معذرت کے تاثرات موجود تھے۔

''مجھے افسوس ہے دوستو اور میں آپ سب سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے مکمل تسلی کر لی ہے۔ آپ کے کاغذات اصل اور درست ہیں۔ چہرے بھی اصلی ہیں اور آپ کی جیپ میں بھی کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ اب آپ حضرات اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ آپ ہماری طرف سے کلیئر اور آزاد ہیں''...... اس پولیس آفیسر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور لفافہ تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

''آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ ہم آپ کی تسلی چاہتے تھے۔ آپ کی تسلی ہو گئی۔ یہی ہمارے لئے کافی ہے''...... خاور نے کہا جبکہ تنویر لفافے میں سے کاغذات نکال کر

ان کا جائزہ لے رہا تھا کہ وہ پورے بھی ہیں یا نہیں۔

''کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں آفیسر''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ پوچھو کیا پوچھنا ہے''...... آفیسر نے کہا۔

'' یہ ساری چیکنگ کس لئے ہو رہی ہے کیونکہ اس سے پہلے تو کبھی ایسی چیکنگ نہیں ہوتی تھی''...... تنویر نے کہا۔

''بات اصل میں یہ ہے کہ ہمیں جی پی فائیو کی طرف سے اطلاع دی گئی تھی۔ انہیں چار افراد کی تلاش ہے جنہیں دارالحکومت میں وہ خود شدت سے تلاش کر رہی ہے۔ان افراد کے قدوقامت آپ چاروں سے ملتے جلتے ہیں اس لئے جیسے ہی انہیں دارالحکومت کی آخری چوکی سے آپ کی جیپ کے بارے میں اطلاع ملی انہوں نے کال کر کے مجھے حکم دے دیا کہ میں تفصیلی چیکنگ کر کے انہیں رپورٹ دوں۔ آپ کی جیپ کا نمبر مجھے بتا دیا گیا تھا اس لئے مجبوراً مجھے آپ حضرات کو روکنا پڑا اور یہ سب کرنا پڑا لیکن میں مطمئن ہوں۔ کم از کم آپ وہ افراد نہیں ہیں جن کی جی پی فائیو کو تلاش ہے''...... پولیس آفیسر واقعی کافی شرمندہ نظر آ رہا تھا۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو واقعی آپ کو بھی ہمارے ساتھ ہی زحمت ہوئی اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ کی تسلی ہو گئی ہے اور ہم آزادی سے اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہیں''......تنویر نے کہا تو

پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پولیس آفیسر نے ایک بار پھر ان سے معذرت کی اور انہیں جانے دیا۔ وہ سب مقامی پولیس کے ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گئے اور پھر کچھ دیر بعد وہ اپنی جیپ میں بیٹھے واپس اسی راستے کی طرف جا رہے تھے جہاں سے وہ آئے تھے۔۔ اس موڑ تک انہوں نے اپنی نگرانی کو اچھی طرح چیک کیا لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ نگرانی نہیں کی جا رہی تو تنویر نے اسی طرح موڑ مڑ کر جیپ روکی اور نعمانی اتر کر درختوں کے جھنڈ سے اسلحے کا تھیلا اٹھا کر واپس جیپ میں آ گیا اور اس کے بیٹھتے ہی تنویر نے یکلخت جیپ کی رفتار بڑھا دی اور اسے تیزی سے دوڑاتا لے گیا۔

اب وہ سب پوری طرح مطمئن تھے کہ اب انہیں آگے کسی جگہ بھی نہ چیک کیا جائے اور وہ اپنا مشن اطمینان سے مکمل کر سکیں گے لیکن اس قصبے سے نکل کر وہ ایک کچے راسے سے ہوتے ہوئے تقریباً سو کلو میٹر ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ یکلخت انہیں اپنے سروں پر ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر جیپ کی سائیڈ پر انتہائی نیچی پرواز کرنے لگا۔ خاور نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ یہ پٹرولنگ پولیس والوں کا ہیلی کاپٹر تھا۔ ہیلی کاپٹر پر باقاعدہ پٹرولنگ پولیس لکھا ہوا تھا۔

''خبردار۔ اپنی جیپ روک دو۔ فوراً۔ ورنہ ہم جیپ پر میزائل فائر کر کے اسے تباہ کر دیں گے جس کے نتیجے میں تم سب مارے

جاؤ گے“...... ہیلی کاپٹر کے اوپن ڈور سے ایک بھاری چہرے والے آدمی نے میگا فون سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں میزائل گن تھی۔

”میزائل فائر نہ کرنا۔ ہم جیپ روک رہے ہیں“...... خاور نے چیخ کر جواب دیا اور پھر اس نے سر اندر کر لیا۔

”شاید انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے یا پھر کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ جو یہ اس طرح ہمارے پیچھے آ گئے ہیں“...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب ہمیں کچھ کرنا ہی ہو گا“...... نعمانی نے کہا۔

”کیا“...... خاور نے پوچھا۔

”اب ہمیں جیپ چھوڑ کر اس پٹرولنگ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہو گا۔ جلدی کرو۔ اسلحہ لے لو“......خاور نے تیز لہجے میں کہا اور جب تک تنویر نے جیپ روکی۔ تھیلے میں موجود تمام اسلحہ انتہائی برق رفتاری سے خاور، چوہان اور نعمانی کی جیبوں میں منتقل ہو گیا۔ ایک مشین پسٹل خاور نے تنویر کی جیب میں بھی ڈال دیا اور دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر جیپ سے باہر آ گئے۔ ہیلی کاپٹر اب بھی جیپ کے اوپر معلق تھا۔

”سنو۔ تم چاروں جیپ سے ہٹ کر دور کھڑے ہو جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ سروں پر رکھ لو۔ جلدی کرو۔ ورنہ فائر کھول دیا جائے گا۔ جلدی کرو“...... اسی آدمی نے چیخ کر کہا اور خاور کے اشارے

پر وہ سب تیزی سے ایک طرف ہٹتے گئے۔ تنویر کا چہرہ اس وقت آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اس کا بس چلتا تو اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر چھلانگ لگا دیتا لیکن اپنے ساتھیوں کی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ان سے کچھ فا[illegible] پر اتر گیا اور وہی بھاری چہرے والا نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں ابھی تک میزائل گن تھی اور وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

”سنو۔ تم چاروں میری طرف پشت کر لو اور سب اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر لو۔ جلدی کرو۔ ورنہ میں فائر کھول دوں گا اور تم سب کے پرخچے اڑ جائیں گے“...... اس نے قدرے قریب آ کر چیختے ہوئے کہا۔

”آخر اس کی وجہ۔ کیا ہم مجرم ہیں یا ڈاکو ہیں جو آپ ہمیں اس طرح سے گھیر رہے ہیں“...... اچانک تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ اپنا منہ بند رکھو ورنہ......“ اس آدمی نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے آ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی کوئی جواب دیتا۔ تنویر نے یکلخت بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر بجلی کی تیزی سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگا مگر اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کا انجن چونکہ بند نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے پائلٹ نے

جو اوپن ڈور میں سے اپنے ساتھی کو گرتا دیکھ چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا دیا۔ لیکن تنویر نے ہیلی کاپٹر کے اٹھتے ہی یکلخت کسی پرندے کی طرح اونچی چھلانگ لگائی۔ وہ ہیلی کاپٹر کے پیڈ پکڑنا چاہتا تھا لیکن اس کے فضا میں اٹھے ہوئے دونوں ہاتھ پیڈز سے صرف چند انچ نیچے رہ گئے اور وہ واپس منہ کے بل نیچے زمین پر گرا مگر نیچے گرتے ہی وہ قلابازی لگا کر ایک طرف ہو گیا۔ اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اوپر کو اٹھ کر چکر کاٹ کر واپس آگے جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے ایک بڑا سا شعلہ ٹکرایا اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرایا اور اس کے پرزے دور دور تک بکھر گئے۔ وہ آگ کے ایک بڑے شعلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ یہ کارنامہ چوہان نے دکھایا تھا۔ اس نے اس مرنے والے کے ہاتھ سے نکل کر گرنے والی میزائل گن اٹھا کر ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا اور یہ اس میزائل کا نتیجہ تھا کہ ہیلی کاپٹر خوفناک تباہی کا شکار ہو گیا تھا ورنہ نیچے کھلے میدان میں وہ آسانی سے ہیلی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ کا شکار بن سکتے تھے۔

''اس آدمی کی لاش کو بھی اٹھا کر آگ میں ڈال دو تاکہ بعد میں آنے والے یہی سمجھیں کہ ہیلی کاپٹر تباہ ہونے سے یہ مر گئے ہیں''...... تنویر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے زمین پر پڑی اس لاش کو ہاتھوں

سے پکڑ اٹھایا اور دوڑ کر بھڑکتی ہوئی آگ کے الاؤ میں پھینک دیا اور پھر وہ سب تیزی سے جیپ کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ کسی بھی لمحے سڑک پر کوئی کار وغیرہ آ سکتی تھی اور وہ اس سے پہلے وہاں سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔

چونکہ یہ سڑک ویران پہاڑی سلسلے کی طرف جاتی تھی اس لئے یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ کسی وقت کوئی بس نظر آتی تھی۔ ورنہ سڑک سنسان ہی تھی۔ تنویر نے اس بار جیپ کو پوری رفتار سے دوڑنا شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ وہاں سے کافی دور نکل آئے۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ لوگ ہمارے پیچھے کیوں آئے ہیں اور ایسی کون سی بات ہو گئی کہ انہیں ہم پر شبہ ہوا ہو گا''...... تنویر نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے۔ بہرحال اب ہمیں فوری طور پر اس جیپ سے چھٹکارا پانا ہے اور کوئی پناہ گاہ ڈھونڈنی ہے ورنہ اس پورے علاقے کو فورس کے ہیلی کاپٹروں اور جیپوں نے گھیر لینا ہے اور پھر ہمارے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہیں رہے گا''...... چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس جیپ کی وجہ سے ہم پکڑے جا سکتے ہیں۔ اس کے لئے اسے یہیں چھوڑ کر ہم کسی بس میں سفر کرتے ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ہم سے مشکوک ہو چکے ہیں اس لئے وہ یقیناً بس کے مسافروں کی بھی چیکنگ کریں گے''...... تنویر نے کہا۔

''تو پھر کیا کریں''...... چوہان نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں اپنے حلیئے اور میک اپ بھی بدلنے ہوں گے''...... تنویر نے کہا۔

''وہ دیکھو۔ ادھر دور دھواں نکلتا نظر آ رہا ہے۔ اس طرف یقیناً کوئی زرعی فارم ہو گا۔ جیپ روک دو اور اسے درختوں کے جھنڈ میں چھپا دو۔ اب ہم یہاں سے پیدل جائیں گے۔ اگر ہم نے جیپ میں سفر کیا تو جیپ کے ٹائروں کے نشانات پر وہ سیدھے ہمارے پیچھے وہاں پہنچ جائیں گے''...... خاور نے کہا اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سڑک سے اتار کر درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھا دی۔ جیپ روکتے ہی وہ نیچے آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب بھی اپنا سامان اٹھا کر جیپ سے اترے اور تیزی سے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف انہیں دھواں اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے پھر کھیت دیکھ کر وہ تیزی سے دوڑنا شروع ہو گئے۔

ٹیکسی ہوٹل الائیڈ کے گیٹ کے پاس رکی تو عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر اس نے سیٹ پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھایا اور دروازہ بند کر کے مڑا اور اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل الائیڈ کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ داماگ کا سب سے بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ اس لئے ہوٹل کا ہال لنچ کرنے والوں کی وجہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا۔ جس پر چار خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہر آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھیں۔ چونکہ کاؤنٹر پر کافی رش تھا اس لئے عمران ایک طرف بریف کیس رکھ کر اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔

''یس سر۔ فرمائیں''...... ایک لڑکی نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے''...... عمران نے کہا۔

"کیسا سوال"...... اس لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بتائیں کہ کیا یہاں ہوٹل میں ملازمت مقابلہ حسن جیتنے کے بعد ہی ملتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی اس کی بات سن کر چونک پڑی۔

"جی۔ کیا فرمایا آپ نے۔ مقابلہ حسن"...... لڑکی شاید عمران کے فقرے کا مطلب فوری طور پر سمجھ نہ سکی تھی۔

"جی ہاں۔ جس قدر آپ حسین اور سمارٹ ہیں۔ مجھے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ آپ گزشتہ کئی سالوں سے مقابلہ حسن جیت رہی ہوں گی۔ بلکہ آپ نے یقیناً مقابلہ حسن جیتنے کی باقاعدہ ہیٹ ٹرک تو کر ہی لی ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس بار لڑکی کا چہرہ اس طرح جگمگا اٹھا جیسے کھال کے نیچے ہزاروں وولٹیج کا کوئی بلب اچانک جل اٹھا ہو۔ وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"اوہ اوہ۔ تھینک یو۔ آپ کا تعریف کرنے کا انداز واقعی منفرد ہے۔ فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... لڑکی نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"خدمت اور آپ سے۔ سچ پوچھیں تو آپ جیسی حسین لڑکی کو دیکھ کر میرا تو جی چاہ رہا ہے کہ باقی ساری عمر آپ کی ہی خدمت کرتے گزار دوں"...... عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کی طرح کہا اور لڑکی کا چہرہ اور زیادہ جگمگا اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے قندیلیں سی جل اٹھی تھیں۔

"تھینک یو۔ رئیلی تھینک یو۔ آپ واقعی قدر شناس انسان ہیں۔ میں آپ کی اس تعریف کی بے حد مشکور ہوں"...... لڑکی سے شاید اور کوئی بات نہ بن سکی تھی۔

"آپ کی مثال کیسی ہیرے کی سی ہے اور ہیرے کو یقیناً ایک جوہری ہی پہچان سکتا ہے اور میں ویسا ہی ایک جوہری ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اب بس بھی کریں۔ آپ میری اتنی تعریفیں کیوں کر رہے ہیں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعریف اسی کی کی جاتی ہے جو تعریف کے قابل ہو"۔ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہرحال بتائیں۔ میں آپ کے لئے کیا کر سکتی ہوں"۔ لڑکی نے کہا۔

"کچھ زیادہ نہیں۔ صرف یہ بتا دیں کہ اسٹیلن کہاں مل سکے گا۔ مجھے اس سے فوری ملنا ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اسٹیلن۔ اوہ اوہ۔ مم مم۔ مگر......" لڑکی اسٹیلن کا نام سنتے ہی بری طرح گڑبڑا گئی۔

"فکر نہ کرو۔ درمیان میں آپ جیسی خوبصورت حسینہ کا نام نہ آئے گا"...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ لڑکی چند لمحے عمران کی جانب غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا

اور پھر اس نے جلدی سے ایک چٹ پر قلم سے کچھ لکھا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لیں جناب۔ آپ چونکہ قدر شناس ہیں اور میں آپ جیسے قدر شناس کی بس یہی خدمت کر سکتی ہوں اس سے زیادہ نہیں"۔ لڑکی نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ پر ایک نظر ڈالی اس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔

"شکریہ۔ آپ سے پھر تفصیلی ملاقات ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس نے لڑکی کے ہاتھ سے چٹ نہ لی تھی۔ لڑکی نے جلدی سے چٹ پر لکھے ہوئے نمبروں پر لکریں لگا کر اس انداز میں کاٹا کہ وہ نمبر پڑھے نہ جا سکیں پھر اس نے اس چٹ کے ٹکڑے کر کے ڈسٹ بن میں ڈال دیئے۔ یہاں چونکہ عمران سیل فون استعمال نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ ہوٹل کے باہر برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ فون بوتھ خالی تھا۔ اس نے جیب میں سے سکے نکالے اور فون پیس میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور لڑکی کا لکھا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"لیں"...... دوسری طرف سے اچانک ایک پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے۔ اتنی اونچی آواز میں کیوں بول رہے ہو بھائی۔ آہستہ بولو۔ کیا بات ہے۔ بہرے ہو جو اس طرح پاگلوں کی طرح

سے چیخ رہے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون۔ کون بول رہے ہو۔ کس میں یہ جرأت پیدا ہو گئی ہے کہ اسٹیلن کو اس کے خاص نمبر پر فون کر کے ایسی توہین آمیز بات کرے"...... دوسری طرف سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا گیا۔

"ہونہہ خاص نمبر۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکیاں تک تو تمہارا نمبر جانتی ہیں اور تم اسے خاص کہہ رہے ہو۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم اس نمبر کا بورڈ چوکوں پر ہر جگہ لگوا دو"...... عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم ہو کون۔ جلدی بولو۔ کون ہو تم"...... اس بار اسٹیلن کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

"تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے ڈھول پیٹ رہے ہو۔ مان لیتا ہوں کہ تم نامی گرامی بدمعاش ہو اور داماگ میں تمہارا ہی سکہ چلتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم چیخ چیخ کر بولنا شروع کر دو۔ تمہاری چیختی ہوئی آواز سن کر ایسا لگتا ہے جیسے بہت سی بدروحیں بین کر رہی ہوں۔ بہرحال تعارف کرا دوں۔ کہ میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے اور میں ریاست ڈھمپ سے تمہیں خاص طور پر ملنے آیا ہوں۔ بولو کہاں آؤں"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"ڈھمپ سے پرنس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ ایک ریاست کا پرنس تم سے خود بنفس نفیس ملنے آیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ فون کہاں سے کر رہے ہو تم"...... اس بار اسٹیلن نے

قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہوٹل الائیڈ کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ سے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جہاں ہو وہیں رکے رہو۔ میں تم سب کو لینے کے لئے سیاہ رنگ کی ایک جیپ میں اپنے آدمیوں کو بھیج رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر باہر برآمدے میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے اس بار مختلف قسم کی پلاننگ کی تھی۔ تحقیقات کرنے پر اسے معلوم ہوا تھا کہ داماگ کے دارالحکومت کا سب سے بڑا غندہ اسٹیلن اس کے قدوقامت کا آدمی ہے اس لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ وہاں جا کر اسٹیلن کا روپ دھار لے گا اور پھر اس کے ساتھیوں میں سے اپنے ساتھیوں جیسے قدوقامت کے افراد کو چن کر ان کے میک اپ اپنے ساتھیوں کے چہروں پر کر دے گا۔ اس کے بعد وہ مزید اقدام اٹھائے گا۔ کیونکہ اسٹیلن کا تعلق دراصل داماگ اور اسرائیل کے پہاڑی علاقوں میں بسنے والے پہاری قبائل میں سے بڑے اور طاقتور قبیلے ہودائی سے تھا۔ اس لئے وہ اسٹیلن ہودائی کہلاتا تھا اور اس کی غندہ گردی کی کامیابی کا راز بھی یہی تھا کہ اس نے اپنا پورا گروپ ہودائی قبیلے کے افراد پر مشتمل تھا۔ جو لڑنے مرنے میں ماہر تھا اور اسٹیلن کا ہودائی قبیلے

میں بڑا اثر رسوخ تھا۔ عمران نے گو اس سے پہلے ٹیم کے ساتھ داماگی سرحد پار کر کے ہودائی قبیلے میں جانے اور وہاں سے آگے ڈاماری پہاڑی کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن عین روانگی کے وقت اسے اسرائیل سے ابوحلم نے اطلاع دی کہ کرنل ڈیوڈ کو ان کے پروگرام کی اطلاع مل چکی ہے۔

ابوحلم نے بتایا تھا کہ ان کی فون کال ٹیپ کر لی گئی تھی اور کرنل ڈیوڈ نے اپنا پورا گروپ رکوتا بھجوا دیا ہے۔ اس پر عمران نے فوری طور پر پلاننگ میں ترمیم کر دی۔ سب سے پہلے تو اس نے رکوتا کے ہوٹل جیف کے مینجر ابن ہاد کو جو اس کا دوست تھا فون کر کے کہہ دیا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جائے اور پھر باقی ٹیم کو وہیں روک کر خود وہ اکیلا داماگ آ گیا تھا۔ گو اس نے اسٹیلن کے بارے میں معلومات ٹائیگر کی مدد سے حاصل کی تھیں لیکن وہ ٹائیگر کو ساتھ نہ لایا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسٹیلن کی جگہ لے لینے کے بعد اکیلا ہونے کی وجہ سے اسے خاصی آسانی رہے گی۔ ٹائیگر نے ہی اسے بتایا تھا کہ اسٹیلن ہودائی خوبصورت عورتوں کا بڑا رسیا ہے۔ اس لئے اس کا خاص فون نمبر یا پتہ کسی حسین عورت سے ہی معلوم ہو سکتا تھا یہی وجہ تھی کہ عمران نے جب کاؤنٹر پر اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا جو اپنی باقی ساتھی لڑکیوں سے واقعی کئی گناہ زیادہ حسین اور سمارٹ تھی تو اس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کیں کہ اگر یہ لڑکی اسٹیلن کے متعلق کچھ جانتی ہو گی تو لازماً بتا دے گی

اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ لڑکی سے اسے اسٹیلن کا فون نمبر مل گیا تھا۔

اس نے اسٹیلن سے بھی یہ ساری باتیں اسی نفسیات کی بنا پر کی تھیں کہ اب اسٹیلن اس سے خود ملنے کے لئے بے چین ہو گا۔ ورنہ نجانے اسے اسٹیلن تک پہنچنے کے لئے کتنے مراحل طے کرنے پڑتے کیونکہ اس ٹائپ کے غنڈے صرف اپنا رعب قائم رکھنے کے لئے اپنے گرد کئی حصار قائم کئے رکھتے ہیں۔ اسے وہاں کھڑے چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ سیاہ رنگ کی لمبی سی نئے ماڈل کی ایک کار برآمدے کے سامنے آ کر رکی اور اس میں سے مضبوط جسم کا ایک آدمی نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

''سنو۔ تم پرنس آف ڈھمپ ہو''...... اس آدمی نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے بات کرنے کی بجائے عمران کے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دو قدم دور جا گرا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ اگر تم نے دوبارہ میرے سامنے ایسی توہین آمیز بات کی تو میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا''...... عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے اور جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کرنے والا وہ آدمی یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ عمران کے ہاتھ میں ریوالور کی جھلک بھی اسے نظر آ رہی تھی۔

''اوہ اوہ۔ تت۔ تم نے گریگ کو تھپڑ مارا ہے۔ گریٹ گریگ کو......'' اس آدمی نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''تم گریگ ہو یا کریک۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے سمجھے۔ ابھی میں نے صرف تھپڑ اس لئے مارا ہے کہ تم اسٹیلن کے آدمی ہو ورنہ میں تھپڑ مارنے کی بجائے گردن کاٹ دینے کا قائل ہوں سمجھے''...... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

''اب تم میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچو گے۔ میں تمہیں انتہائی دردناک موت ماروں گا اور وہ بھی اپنے ہاتھوں سے۔ بہرحال چلو باس نے تمہیں بلایا ہے''...... گریگ نے غراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیزی سے کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید اکیلا آیا تھا کیونکہ اس دوران کار میں سے اور کوئی باہر نہ آیا تھا۔

عمران نے اطمینان سے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گریگ ڈرائیونگ سیٹ پر پر بیٹھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں کے بعد کار ہوٹل کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ گریگ شاید عمران کا غصہ کار پر نکال رہا تھا۔ لیکن عمران اس طرح اطمینان سے نشست سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا جیسے تیز رفتاری سے باقاعدہ لطف اندوز ہو رہا ہو۔

مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد کار ایک کلب کے گیٹ میں داخل ہوئی اور پھر کلب کے سامنے سے گزر کر اس کے عقبی طرف

جا کر ایک جھٹکے سے رک گئی اور عمران گریگ سے پہلے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عقبی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آ رہا تھا۔

"چلو۔ میرے پیچھے چلو۔ جلدی"...... گریگ نے کار سے نیچے اتر کر اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران اثبات میں سر ہلاتا اس کے پیچھے چل پڑا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک طویل اور بند راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ گریگ اور وہ سب کمرے میں داخل ہوئے تو گریگ نے دروازہ بند کیا اور سائیڈ پر موجود سوئچ پینل میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے کمرے کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد لفٹ کی حرکت رکی تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ وہ لفٹ سے نکل کر راہداری کی طرف بڑھے اور پھر راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں صوفوں کی دو قطاریں آمنے سامنے موجود تھیں۔ جن میں سے ایک صوفے پر ایک آدمی گہرے براؤن رنگ کا سوٹ پہنے اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر درشتگی اور سختی کے آثار تھے۔ اس کے عقب میں چار مشین گنوں سے مسلح آدمی بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اس آدمی کو دیکھتے ہی عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ٹائیگر کی معلومات غلط ثابت ہوئی تھیں۔ اس شخص کا جسم عمران کی نسبت خاصا بھاری تھا۔ اس لئے عمران کے لئے

اس کا میک اپ کرنا تقریباً ناممکن تھا۔

"باس۔ اس آدمی نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ اگر انہیں آپ نے نہ بلایا ہوتا تو میں اس کی وہیں بوٹیاں اُڑا دیتا"...... گریگ نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ وہ بڑی زہریلی نظروں سے عمران کو بھی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر یکلخت معصومیت کے ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ ابھی ابھی کسی تہہ خانے سے نکل کر پہلی بار دنیا کو دیکھ رہا ہو۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ اس نے اگر تمہیں تھپڑ مارا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعی بڑے دل جگرے والا ہے۔ حالانکہ شکل و صورت سے تو یہ محض چڑیاں مارنے والا ہی دکھائی دے رہا ہے"...... صوفے پر بیٹھے ہوئے اسٹیلن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے اسٹیلن۔ اس آدمی کو میں نے پدی سمجھ کر ہی مارا تھا۔ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم نے ایسی پدیوں کو اپنا باڈی گارڈ بنا رکھا ہے۔ یہ تمہاری حفاظت کرنے کی بجائے تمہارا خون ہی چوستے رہتے ہوں گے"...... عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا اور اطمینان سے اسٹیلن کے سامنے اسی کے انداز میں بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھ گیا۔

"ہونہہ۔ تم میرے تصور سے زیادہ تیز اور خطرناک دکھائی دے رہے ہو۔ چہرے پر حماقت اور مسخرہ پن ہے لیکن تمہاری باتوں میں

گہرائی ہے گڈ۔ ریئلی گڈ۔ گریگ''...... اسٹیلن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور آخر میں عمران کے عقب میں کھڑے گریگ سے مخاطب ہو گیا۔

''یس باس''...... گریگ نے چونک کر کہا۔

''تم اس سے اپنا بدلہ لے سکتے ہو۔ اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے تو ایک تھپڑ کے بدلے میں تم اسے دو تھپڑ مارو۔ اسلحہ کا استعمال نہ کرنا۔ مجھے یہ ایک معصوم سا بچہ لگ رہا ہے اور معصوم بچوں پر اسلحہ کا استعمال نہیں کیا جاتا''...... اسٹیلن ہودائی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ باس۔ بس آپ کی اجازت ہی چاہئے تھی۔ اب دیکھیں میں کس طرح سے اپنے ہاتھوں سے اس کی ہڈیاں توڑتا ہوں''...... گریگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جبکہ عمران اسی طرح اطمینان سے صوفے سے پشت لگائے اکڑا ہوا بیٹھا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے گریگ اور اسٹیلن اس کی بجائے کسی اور آدمی کے بارے میں بات کر رہے ہوں۔ دوسرے لمحے اس کے عقب میں کھڑا گریگ انتہائی برق رفتاری سے عمران پر جھپٹا لیکن وہ عمران ہی کیا جو گریگ ٹائپ کے آدمی کے جھپٹے میں آ جاتا جیسے ہی گریگ اچھلا عمران یکلخت کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اچھل کر سائیڈ پر ہو گیا اور اس پر جھپٹتا ہوا گریگ عمران کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور وہ صوفے پر گرا۔

اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ایک ہاتھ سے اس نے گریگ کی گردن پکڑ کر اسے زور سے نیچے کی طرف جھٹکا دیا تو گریگ کا جسم قلابازی کھاتا ہوا سامنے کے صوفے پر گرا۔ اس کا اوپر والا جسم عمران کے صوفے پر اور نچلا دھڑ سامنے والے صوفے پر پہنچ چکا تھا اور اس کا منہ اور سینہ اوپر کی طرف تھا اور پھر اس سے پہلے کہ گریگ سنبھلتا عمران یکلخت فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات گریگ کی گردن اور ٹھوڑی کے ساتھ اور دوسری لات دوسرے صوفے پر اکٹھی جڑی ہوئی پنڈلیوں کے اوپر پہنچ گئی اور عمران نے اپنے جسم کو بیک وقت دونوں اطراف میں دبایا تو گریگ کے حلق سے کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔

عمران نے صرف دو جھٹکے دیئے اور اس کے بعد ایک بار پھر اچھل کر وہ واپس اپنی جگہ پر بالکل اسی طرح معصومانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ جیسے اس نے سرے سے کوئی حرکت ہی نہ کی ہو اور گریگ کا جسم بے جان ہو کر آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا درمیانی خلا میں گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ نیلا پڑ گیا تھا اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسٹیلن سمیت اس ہال نما کمرے میں موجود ہر شخص حیرت سے بت بنا اس عجیب و غریب شعبدے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے انہیں یقین ہو کہ ابھی گریگ نعرہ مار کر اٹھے گا اور عمران کو اٹھا کر نیچے فرش پر پٹخ دے گا لیکن ظاہر ہے گریگ بے چارہ تو اس قابل بھی نہ رہا تھا کہ معمولی سی

حرکت بھی کر سکے۔

''ہاں تو اسٹیلن ہودائی صاحب اور سناؤ کیسی چل رہی ہے تمہاری بدمعاشی۔ بھائی کچھ تو بولو۔ پہلے تو بڑے چیخ چیخ کر بھونک اوہ سوری بول رہے تھے''...... عمران نے اچانک بڑے معصومانہ لہجے میں کہا تو اسٹیلن اور اس کے ساتھی اس کی آواز سن کر اس طرح جھرجھری لے کر چونکے جیسے جادو ختم ہو جانے پر جادو سے بنے ہوئے مجسمے دوبارہ انسان بن گئے ہوں۔

''کک۔ کک۔ کون ہوتم۔ کون ہو......'' اسٹیلن کے منہ سے بے اختیار ٹوٹے ہوئے الفاظ نکلے۔

''میرا نام پرنس ہے اور میرا تعلق ریاست ڈھمپ سے ہے۔ اب یہ نہ پوچھنا کہ ریاست ڈھمپ کہاں ہے۔ تم جیسے شیطانوں کو میں اپنی جنت نظیر وادی کا پتہ نہیں بتایا کرتا''...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت......'' اسٹیلن نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں گیا ہی تھا کہ یکلخت عمران اچھلا اور دوسرے لمحے اسٹیلن بری طرح چیختا ہوا اڑ کر پیچھے کھڑے چار مشین گنوں سے مسلح افراد سے ٹکرایا اور وہ سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔

عمران نے واقعی انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے اسٹیلن جیسے

بھاری جسم کے آدمی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر دے مارا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یکلخت صوفہ اٹھایا اور ایک بار پھر اسٹیلن سمیت اس کے چاروں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ساتھی صوفے کی ضرب کھا کر نیچے جا گرے اور اس کے ساتھ عمران نے بھی جمپ لگایا اور پھر اس کا جسم بالکل اس طرح حرکت میں آ گیا جیسے کوئی لٹو پوری رفتار سے گھوم رہا ہو اور کمرہ کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اسٹیلن سمیت اس کے چاروں ساتھی عمران کے بوٹوں کی زوردار ضربیں کھا کر دوسری چیخ مارنے کے قابل ہی نہ رہے تھے۔

عمران نے ان سب کو بے ہوش کرنے کے بعد ادھر ادھر بکھری ہوئی مشین گنیں اٹھا کر ایک طرف کونے میں پھینکیں اور پھر کنپٹی پر زوردار ضرب کھا کر بے ہوش پڑے اسٹیلن کو اٹھا کر اس نے ایک اور صوفے پر پٹخا اور اس کے عقب میں کھڑے ہو کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد اسٹیلن کے ڈھیلے پڑے ہوئے جسم میں ہلکی سی حرکت محسوس ہونے لگی تو عمران نے اسے صوفے پر لٹا کر اطمینان سے الٹا پڑا صوفہ سیدھا کیا اور خود اسٹیلن کے سامنے صوفے پر بڑے معصومانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسٹیلن کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''بس اب بہت ہو گیا۔ میرے لئے اتنی ہی ورزش کافی ہے۔

اب اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور دھیان سے میری بات سنو۔ اب اگر تم نے کوئی بات کی یا کوئی حرکت کی تو پھر تمہارا انجام بھیانک ہو گا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اسٹیلن ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا جو فرش پر آڑے ترچھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے عمران اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا۔ جبکہ اسٹیلن چند لمحوں تک اسی طرح اپنے ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر وہ اس طرح آہستہ آہستہ عمران کی طرف مڑا جیسے بجلی کے وولٹیج میں یکلخت کمی آ جانے کی وجہ سے بجلی سے چلنے والے کھلونوں کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ مرعوبیت کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ خاموشی سے عمران کے سامنے بیٹھ گیا۔

''سنو اسٹیلن۔ میں نے تمہارے ساتھیوں کو صرف بے ہوش کیا ہے۔ اس لئے کہ فی الحال میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ورنہ پرنس آف ڈھمپ پر حملہ کرنے والوں کی یہاں لاشیں پڑی ہوتیں''...... عمران نے اس طرح دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے اسٹیلن پر کوئی بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

''اوہ اوہ۔ مجھے سچ بتاؤ۔ کہیں تم پاکیشیا کے علی عمران تو نہیں ہو''...... یکلخت اسٹیلن نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اسٹیلن اس طرح اچانک اس کا نام لے

دے گا۔

''عمران۔ کیا مطلب۔ کیا تم علی عمران کو جانتے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا لیکن میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مارشل آرٹس میں جادوگری کی حد تک ماہر ہے۔ کوئی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا ورنہ میں اور میرے ساتھی کبھی اس طرح بے بس نہیں ہوئے اور علی عمران بھی خود کو پرنس آف ڈھمپ کہتا ہے''...... اسٹیلن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اس کے بارے میں تم نے کس سے سنا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں پچھلے سال پاکیشیا گیا تھا۔ وہاں میرا ایک دوست تھا جس کا نام بلیک ایڈگر تھا۔ بلیک ایڈگر کا دوست ایک شخص ٹائیگر تھا اور ٹائیگر اس علی عمران سے بخوبی واقف ہے۔ اس ٹائیگر نے بلیک ایڈگر کو اس علی عمران کے اس قدر کارنامے بتائے تھے۔ بلیک ایڈگر علی عمران کو مارشل آرٹس کا جادوگر کہا کرتا تھا اور فون پر اس بلیک ایڈگر نے ہی مجھے اس علی عمران کے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا۔ یہ میری دلی خواہش تھی کہ پاکیشیا جا کر میں بلیک ایڈگر کے دوست ٹائیگر کی مدد سے اس عمران سے مل سکوں لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ بلیک ایڈگر ایک حادثے میں مر گیا ہے۔ اس پر مجھے اتنا

افسوس ہوا کہ میں اس ٹائیگر سے بھی ملے بغیر واپس آ گیا اور پھر وہاں جانا نہ ہو سکا اور نہ ہی میں علی عمران سے مل سکا۔ میں نے کئی بار پھر سے پاکیشیا جانے اور ٹائیگر کو تلاش کر کے علی عمران سے ملنے کا سوچا لیکن حالات نے مجھے جکڑے رکھا اور آج تک میں مارشل آرٹ کے اس جادوگر علی عمران سے ملنے سے محروم ہوں۔ کاش کہ وہ تم ہوتے''...... اسٹیلن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایک سال پہلے جب تم پاکیشیا گئے تھے تو تمہارا جسم اتنا بھاری نہیں تھا۔ یہ درست ہے نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ سچ ہے۔ پہلے میں خود ہی فیلڈ میں کام کرتا تھا اور دوڑ بھاگ کرتا رہتا تھا۔ اس کے بعد اب مجھے فیلڈ میں کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس لئے بیٹھے بیٹھے کافی حد تک بھاری ہو گیا ہوں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں پہلے اس قدر بھاری نہ تھا اور یہ سب تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... اسٹیلن نے چونک کر پوچھا۔

''اس لئے کہ تمہارے اس بھاری جسم نے تمہاری زندگی بچالی ہے۔ ورنہ میں یہاں آیا اسی ارادے سے تھا کہ تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ خود اسٹیلن بن جاؤں۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میرا نام ہی علی عمران ہے اور میں جادوگر نہیں ہوں کیونکہ مجھے تو جادوگری وغیرہ بالکل آتی ہی نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم علی عمران ہو۔ اوہ پھر تو واقعی میرا اور میرے ساتھیوں کا یہی حشر ہونا چاہئے تھا لیکن تم مجھے کیوں مارنا چاہتے تھے۔ میری تمہاری کیا دشمنی ہے۔ میں تو تمہارا پرستار ہوں بہت بڑا پرستار''...... اسٹیلن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہ تھا۔ جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت مخلوق بیٹھی ہوئی ہو۔

''دشمنی تو واقعی کوئی نہیں ہے۔ البتہ ضرورت ضرور ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے گدھے کو بھی باپ بنایا جا سکتا ہے۔ اب تم گدھے تو ہو نہیں اس لئے تمہیں ہلاک تو کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم بتاؤ۔ کیا چاہئے تمہیں۔ میرے پاس بے پناہ دولت ہے۔ میں سب تمہیں دے سکتا ہوں۔ پہلے تو میں نے صرف تمہارے متعلق سنا تھا لیکن اب میں نے آنکھوں سے تمہاری جادوگری دیکھ لی ہے۔ اب تم میرے ہیرو ہو۔ میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں''...... اسٹیلن نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر تمہیں اسرائیل کے مفاد کے لئے استعمال کیا جائے تو کیا تم تیار ہو''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل۔ کیا مطلب۔ تمہارا تعلق تو پاکیشیا سے ہے۔ پھر

تم''...... اسٹیلن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے۔ میں ڈبل ایجنٹ ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جو کچھ بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن میں مقامی اور پہاڑی قسم کا آدمی ہوں۔ پہاڑ کی طرح صاف اور سیدھا۔ میں اسرائیل کے مفاد میں کوئی کام نہیں کروں گا۔ اسرائیل کی بری نظریں ہمیشہ داماگ پر جمی رہتی ہیں اور وہ داماگ کو ہضم کرنا چاہتا ہے اس لئے مجھے اسرائیل سے شدید نفرت ہے''۔ اسٹیلن نے جو اس دوران صوفے پر بیٹھ گیا تھا دوٹوک لہجے میں کہا۔

''حالانکہ تمہارا قبیلہ ہودائی اسرائیلی علاقے میں رہتا ہے۔ اس لئے اسرائیلی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم پہاڑی ہیں اور ہم صرف انہی علاقوں تک محدود رہتے ہیں۔ ہم کسی ملک کے ماتحت نہیں ہیں۔ یہ ماتحتی وغیرہ قبیلے کے سرداروں میں ہو گی۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... اسٹیلن نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنو۔ اسرائیل نے ڈاماری پہاڑی پر ایک لیبارٹری قائم کی ہے۔ جس میں وہ ایسے ہتھیار بنا رہا ہے۔ جس کی مدد سے وہ جس وقت چاہے پاکیشیا اور داماگ سمیت باقی تمام اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ لاکھوں افراد کو بیک وقت جلا کر رکھ کر سکتا

ہے۔ بے گناہ شہریوں اور معصوم بچوں کے خون سے ہولی کھیل سکتا ہے۔ ساری دنیا پر قبضہ کرنے اور اسرائیل کو گریٹ اسرائیل میں بدلنے کے لئے یہ خونی کھیل کسی بھی وقت شروع ہو سکتا ہے اور میں تمہارے قبیلے کی آڑ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ کر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا ہوں۔ اب بولو کیا تم اس معاملے میں میری کسی بھی قسم کی مدد کر سکتے ہو''...... عمران نے اس بار صاف اور سیدھی بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''ہاں۔ اب مجھے جواب دو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تو تیار ہوں۔ لیکن میرا قبیلہ اس معاملے میں نہ آئے گا کیونکہ ان کے مفادات بہرحال اسرائیل سے متعلق ہیں اور قبیلے کا سردار تو اسرائیل حکومت کا خاص آدمی ہے۔ وہ میرا سگا خالو ہے اور اس نے میرے باپ کو ہلاک کر کے سرداری پر زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں وہاں سے اپنے چند ساتھیوں سمیت فرار ہو کر یہاں داماگ میں آبسا ہوا ہوں''...... اسٹیلن نے بھی صاف لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو میں تمہارے خالو سے سرداری لے کر تمہارے حوالے کر سکتا ہوں۔ پھر دو گے میرا ساتھ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ سارا قبیلہ اب میرے خالو کا حمایتی

بن چکا ہے۔ اس نے انہیں اسرائیلی حکومت سے بے پناہ سہولتیں لے کر دی ہوئی ہیں جبکہ میرا باپ اسرائیل کے خلاف تھا۔ وہ داماگ سے ملنا چاہتا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ حکومت اسرائیل نے میرے خالو کو اپنے ساتھ ملا کر میرے باپ کو ہلاک کرا دیا تھا۔ بہرحال اب قبیلہ مکمل طور پر اس کا حمایتی ہے''...... اسٹیلن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تمہاری ان صاف صاف باتوں کا شکریہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری یہ پلاننگ اب قابل عمل نہیں رہی۔ ٹھیک ہے۔ میں کوئی اور پلاننگ بنا لوں گا۔ او کے۔ مجھے اب اجازت دو۔ تم سے مل کر اچھا لگا''...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تم اس طرح واپس نہیں جا سکتے۔ تم نے مجھ سے مدد مانگی ہے تو میں تمہاری ایک مدد تو کر ہی سکتا ہوں''...... اسٹیلن نے کہا۔

''کیسی مدد''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میں ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ ان پہاڑی علاقوں کا کیڑا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں کوئی ایسی ترکیب بتا دے جس سے تمہارا کام ہو سکے''...... اسٹیلن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کون ہے وہ آدمی۔ اس کا نام''...... عمران نے کہا۔

''اس کا نام ابو سالار ہے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''ابو سالار''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ بے حد تجربہ کار اور کائیاں آدمی ہے۔ وہ یقیناً اس سلسلے میں تمہارا بے حد مددگار ثابت ہو سکتا ہے''...... اسٹیلن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر وہ اسرائیلی ایجنٹ ہوا تو ہم پہلے قدم پر ہی دھر لئے جائیں گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابو سالار ایسا نہیں ہے۔ وہ انتہائی کھرا اور صاف آدمی ہے۔ اسرائیل اور دنیا بھر کے یہودیوں سے تو اسے شدید نفرت ہے کیونکہ اسرائیلی فوج کے ایک افسر نے جو وہاں پہاڑی علاقوں میں کیمپ لگائے ہوئے تھا۔ ایک رات اس کی بیوی کو زبردستی پکڑ کر بے عزت کر دیا تو اس کی بیوی نے ایک چٹان سے چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا تھا۔ اس ابو سالار کو جب پتہ چلا تو اس نے مردوں کی طرح فوجی سپاہیوں سے بھرے ہوئے اس کیمپ میں داخل ہو کر اس افسر کے ٹکڑے اڑا دیئے اور پھر روپوش ہو گیا۔ فوج نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پہاڑوں میں اسے تلاش نہ کر سکی اور پھر ابو سالار میرے پاس آ گیا''۔ اسٹیلن نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو ملاؤ مجھے اس سے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو میرے ساتھ اوپر والے دفتر میں چلو۔ ہم وہاں بیٹھتے ہیں''...... اسٹیلن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا

دیا اور پھر وہ دوبارہ اس لفٹ میں آئے اور اس بار لفٹ کافی اوپر جاکر رکی۔ اسٹیلن نے آتے ہوئے ایک بار بھی مڑ کر وہاں ہال نما کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف نہ دیکھا تھا جیسے انہیں اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی میز اور اس کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی موجود تھی۔ اور سامنے دو قطاروں میں صوفے رکھے ہوئے تھے۔ میز پر سرخ رنگ کا ٹیلی فون اور ایک انٹرکام پڑا ہوا تھا۔ فرش پر قالین اور دروازے پر قیمتی پردے پڑے ہوئے تھے۔

''شاندار دفتر ہے۔ کیا یہ تمہارا دفتر ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرے کئی دفتر ہیں۔ میں ہمیشہ خفیہ رہتا ہوں''...... اسٹیلن نے کہا۔

''کیوں''...... عمران نے پوچھا۔

''کیونکہ اس طرح میرے آدمیوں پر میری دہشت اور رعب قائم رہتا ہے''...... اسٹیلن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ سیون سٹار بار''...... دوسری طرف سے ایک سخت سے آواز سنائی دی۔

''گریٹ چیف بول رہا ہوں''...... اسٹیلن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ اسٹیلن کا واقعی رعب دبدبہ قائم ہے۔

''ابو سالار کو پیغام دو کہ ماسٹر روم میں آجائے فوراً''۔ اسٹیلن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی دو بوتلیں نکال کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

''یہ لیں عمران صاحب۔ یہ داماگ کی سب سے قیمتی شراب ہے۔ جو میں خصوصی طور پر آپ کے لئے نکال کر لایا ہوں۔ امید ہے آپ اسے ضرور پسند کریں گے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''سوری۔ میں شراب نہیں پیتا''...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ وہ کیوں''...... اسٹیلن نے حیران ہو کر کہا۔

''تم تو جانتے ہو کہ میں بہت بڑا جادوگر ہوں اور یہ جادوگری مجھے میرے ایک استاد نے سکھائی ہے اور میرے استاد نے جادوگری سکھانے سے پہلے مجھ سے خصوصی طور پر یہ کہا تھا کہ جیسے ہی میں نے شراب کو منہ لگایا میری ساری جادوگری ناک کے راستے نکل جائے گی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ حیرت ہے۔ آپ اس قدر زبردست اور طاقتور لڑاکا ہیں

اور اس کے باوجود آپ شراب نہیں پیتے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''کیوں۔ اس میں حیرت والی کون سی بات ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ جو آدمی شراب نہیں پیتا وہ لڑ ہی نہیں سکتا''...... اسٹیلن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں لڑاکا ہوں اور وہ بھی خطرناک اور طاقتور لڑاکا۔ سچ پوچھو تو میرے بھائی میں تو ایک سیدھا سادا اور کمزور سا آدمی ہوں۔ اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو میرے باورچی آغا سلیمان سے پوچھ لو۔ جب وہ مجھ سے لڑتا ہے تو میں اس کے سامنے بھیگی بلی بن کر کیوں کھڑا ہو جاتا ہوں''...... عمران کی زبان چل پڑی اور اسٹیلن نے زور دار قہقہہ لگایا۔

''آپ واقعی اس صدی کے حیرت انگیز ترین انسان ہیں۔ اگر میں اپنی آنکھوں سے آپ کو لڑتے ہوئے نہ دیکھتا تو شاید دس بار مر کر بھی یقین نہ کرتا کہ آپ میں اس قدر چستی، پھرتی اور مہارت ہے کہ آپ نے پلک جھپکنے میں مجھ سمیت میرے پانچ آدمیوں کے بے کار کر دیا ہے حالانکہ ان میں سے ہر ایک داماگ کا ماہر ترین لڑاکا ہے اور اچھے اچھے لڑاکے ان کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے مگر آپ کے مقابلے میں ہم سب حقیر مچھر سے زیادہ نہیں ہیں''...... اسٹیلن نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ وہ سب لڑاکے تھے۔ اوہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا میں وہاں سے جان بچا کر بھاگ آتا۔ میں سمجھا سب چھوٹے موٹے اور بے ضرر مکھیاں اور مچھر ہیں اور مچھر مارنے میں تو مجھے مہارت حاصل ہے۔ تم خود ہی تو بتا رہے تھے کہ میں مشکل سے مکھی مچھر ہی مار لگتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اسٹیلن اس بار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

''میں واقعی آپ کو نہ پہچانتا تھا عمران صاحب۔ اگر آپ پہلے اپنا تعارف کرا دیتے تو میں آپ کا استقبال خود وہیں ہوٹل میں آ کر کرتا۔ ارے ہاں یہ آپ نے میرا خاص نمبر کہاں سے حاصل کر لیا تھا''...... اسٹیلن نے شراب کی بوتل منہ سے لگا کر ایک لمبا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہوٹل کی کاؤنٹر پر موجود ایک حسینہ سے۔ یہ مجھے ٹائیگر نے بتایا تھا کہ داماگ کی کسی بھی خوبصورت لڑکی سے تمہارا نمبر پوچھا جا سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسٹیلن ایک بار پھر شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازے پر آہستہ سے دستک ہوئی۔

''یس کم ان''...... اسٹیلن نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ شکل سے ہی پہاڑی لگ رہا تھا۔

''باس آپ نے یاد فرمایا ہے''...... آنے والے نے اندر آ کر

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ آؤ''...... اسٹیلن نے کہا تو نوجوان آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو''...... اسٹیلن نے کہا تو نوجوان حیرت بھرے انداز میں اسٹیلن کو دیکھتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''میں نے تمہیں آج یہ عزت بخش دی ہے کہ تم میرے سامنے بیٹھ سکو''...... اسٹیلن نے بوتل میں موجود شراب کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے بوتل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ تھینک یو باس''...... ابو سالار نے جواب دیا۔

''سنو۔ یہ میرے دوست ہیں اور میں ان کا بہت بڑا فین بھی ہوں''...... اسٹیلن نے کہا۔

''اوکے باس''...... ابو سالار نے کہا۔

''ان کا نام علی عمران ہے اور ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ اسرائیل کے خلاف ایک اہم مہم میں تمہاری مدد چاہتے ہیں۔ بولو کام کرو گے اسرائیل کے خلاف''...... اسٹیلن نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ اسرائیل کے خلاف۔ یس باس۔ ضرور باس۔ دل و جان سے کام کروں گا''...... ابو سالار نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران کو اس کے خلوص کا یقین آ گیا۔

''سنو۔ ابو سالار۔ اسرائیل ڈاماری پہاڑی کی چوٹی پر بنائی گئی ایک لیبارٹری میں ایسا اسلحہ تیار کر رہا ہے جس سے وہ پاکیشیا، داماگ اور ایسے ہی دوسرے اسلامی ممالک کو آسانی سے تباہ و برباد

کر سکتا ہے اور ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہ سن لو کہ اسرائیلی ایجنٹوں نے اس لیبارٹری کے گرد حفاظتی جال بچھایا ہوا ہے۔ وہاں ان کے تربیت یافتہ افراد بھی موجود ہیں''۔ عمران نے ابو سالار سے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ اکیلے وہاں جائیں گے اور اکیلے ہی اس لیبارٹری کو تباہ کریں گے''...... ابو سالار نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اکیلا تو نہیں ہوں۔ میرے ساتھ میرے چار پانچ ساتھی بھی ہوں گے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک کسی کو ہماری آمد کی اطلاع نہ ہو سکے۔ اس لئے پہلے میرا خیال تھا کہ ہودائی قبیلے کے آدمیوں کے روپ میں وہاں جاؤں لیکن اسٹیلن نے مجھے بتایا ہے کہ ہودائی قبیلہ اور اس کا سردار اسرائیل کے حامی ہیں اس لئے مجھے یہ پروگرام ڈراپ کرنا پڑا۔ تمہارے پاس کوئی آئیڈیا ہے تو بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یہودی واقعی سفاک درندے اور انتہائی بے غیرت ہیں۔ مسلمانوں سے تو انہیں خدا واسطے کا بیر ہے۔ میں آپ کی ہر حال میں مدد کروں گا اور اگر آپ ڈاماری پہاڑی تک پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں آپ کو وہاں تک ایسے راستوں سے لے جاؤں گا کہ ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی آپ کی وہاں موجودگی سے واقف نہ ہو سکیں گے''...... ابو سالار نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو عمران کا چہرہ کھل اٹھا۔

''ویل ڈن۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم پڑھے لکھے ہو اور اگر میں تمہیں نقشہ دکھاؤں تو اسے سمجھ لو گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ میں یہاں آنے سے پہلے اسرائیل کے ایک محکمے میں کام کرتا تھا۔ پھر اس بے غیرت یہودی فوجی نے میری معصوم بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالا اور میں نے اس کی بوٹیاں اڑا دیں اور پھر میں ان بے غیرتوں کی نوکری چھوڑ کو سردار اسٹیلن کے قدموں میں آ گیا۔ اسٹیلن غیرت مند مرد ہے''...... ابو سالار نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے میز پر پھیلا دیا۔

''اوکے۔ اس نقشے کو دیکھو۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کس راستے سے ہمیں لے جاؤ گے اور ایسی کون سی جگہیں ہیں جہاں پر خطرات موجود ہو سکتے ہیں۔ پوری تفصیل سے بتانا کیونکہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ سمجھ لو کہ اس معاملے پر پوری اسرائیلی حکومت اور فوج ہمارے خلاف ایکشن میں آ سکتی ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میں سمجھ سکتا ہوں جناب۔ آپ کو میں دراڑوں اور کریکس سے گزار کر لے جاؤں گا اور مسئلہ یہ ہے کہ میں نقشے پر تو آپ کو وہ دراڑیں اور وہ کریک اور قدرتی سرنگیں نہیں دکھا سکتا نا جناب۔ یہ تو میری زندگی کے تجربات ہیں۔ میں تین ماہ تک اسی پہاڑی سلسلے میں اسرائیلی فوجیوں سے چھپتا پھرتا رہا

ہوں۔ حالانکہ کم از کم ایک ڈویژن پہاڑی فوجی مجھے مسلسل تلاش کرتی رہی تھی''...... ابو سالار نے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تذبذب کے تاثرات تھے کہ عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ فی الحال تم جا سکتے ہو۔ جب ضرورت ہو گی تو میں اسٹیلن کو کال کر کے تمہیں بلا لوں گا''...... عمران نے نقشہ تہہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ باس میرے لئے اور کیا حکم ہے''...... ابو سالار نے اسٹیلن سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس دوران خاموش بیٹھا صرف شراب پینے میں مصروف رہا تھا۔

''اگر عمران صاحب نے تمہیں اجازت دے دی ہے تو جاؤ''...... اسٹیلن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ابو سالار سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''اچھا اسٹیلن۔ اب تم مجھے بھی اجازت دو۔ تم نے واقعی میرا ساتھ دیا ہے اس کے لئے تمہارا بے حد شکریہ''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ کہاں عمران صاحب۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اسٹیلن کے پاس آئیں اور پھر اس طرح اٹھ کر چلے جائیں۔ آپ یہاں میرے مہمان ہیں۔ ابھی تو میں نے آپ کی کوئی خدمت بھی نہیں کی۔ مجھے کچھ تو خدمت کا موقع دیں پھر جب آپ کا دل چاہے چلے جائیں''...... اسٹیلن نے چونکتے ہوئے کہا کہ اسی لمحے

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اسٹیلن گھنٹی کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے فون کی گھنٹی بجنے پر شدید حیرت ہوئی ہو۔ اس کے اس انداز کی وجہ سے عمران بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"گریٹ چیف سپیکنگ"...... اسٹیلن نے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ابو سالار بول رہا ہوں باس۔ میں ابھی ڈیلائٹ کلب پہنچا ہوں میں نے وہاں بلیک ہوٹل کے ہارڈ مین کے خاص آدمی مورگن ساڈ کو دیکھا ہے۔ اس کے پاس عمران صاحب کا ایک فوٹو ہے اور وہ ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع دے دوں"...... دوسری طرف سے ابو سالار کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ۔ لیکن یہ ہارڈ مین کا آدمی عمران صاحب کو کیوں ڈھونڈ رہا ہے۔ اس کا کیا تعلق"...... اسٹیلن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ جانتے ہیں بلیک ہوٹل یہودیوں خاص طور پر اسرائیلی ایجنٹوں کا اڈہ ہے اور ہارڈ مین کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے"...... ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کی یہ جرأت کہ وہ میرے مہمان کے بارے میں

پوچھ گچھ کرے۔ میں ابھی اس کا پورا کلب بموں سے اڑا دیتا ہوں"...... اسٹیلن نے انتہائی غصے میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ مارا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بس اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جیسے ہی تم نے اسے چھیڑا اسرائیلی ایجنٹوں کو معلوم ہو جائے گا کہ میں تمہارے پاس ہوں اور اس کے بعد انہوں نے ہر اس آدمی کی نگرانی شروع کر دینی ہے جس کا معمولی سا تعلق بھی تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس طرح ابو سالار بھی ان کی نظروں میں آ جائے گا اور بظاہر اس کا نقصان مجھے ہی ہو گا اس لئے فی الحال ہوٹل کو اُڑانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس ہارڈ مین اور اس کے آدمیوں کو چھیڑنے کی۔ وہ جو کرتے ہیں کرنے دو۔ میرے سامنے آئے تو میں خود ہی انہیں سنبھال لوں گا"...... عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن عمران صاحب آپ میرے مہمان ہیں اور میں یہ کیسے برداشت کروں کہ وہ میرے مہمان کے متعلق پوچھ گچھ کرتا پھرے"...... اسٹیلن نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کہا ہے نا کرنے دو انہیں جو کرنا ہے۔ اس سے تمہارے مہمان کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہرحال ابو سالار کی اس اطلاع نے کم از کم یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ اسرائیلی ایجنٹوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں یہ تو ہے''...... اسٹیلن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تم خدمت کی بات کر رہے تھے''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ میرے مہمان ہے اور مجھ پر آپ کی خدمت کرنا فرض بنتا ہے''...... اسٹیلن نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے تو سمجھ لو کہ اب واقعی تمہاری خدمت کا موقع آ گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ بتائیں۔ میں کیا کروں آپ کی خدمت اور کیسے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''مجھے ایک کوٹھی، دو بڑی جیپیں، میک اپ کا جدید سامان اور کچھ اسلحہ چاہئے۔ بولو کیا تم یہ سب مجھے مہیا کر سکتے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ سب تو کچھ نہیں عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے پورا داماگ پیش کر سکتا ہوں۔ داماگ کی ایک ایک چیز۔ آپ بس حکم کریں''...... اسٹیلن نے کہا۔

''پورا داماگ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم فی الحال اتنا ہی کرو جتنا کہا ہے۔ باقی داماگ میں واپسی میں تم سے وصول کر لوں گا۔ ادھار رہا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسٹیلن بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کا حکم''...... اسٹیلن نے کہا۔

''میں تم سے جلد ہی رابطہ کروں گا''...... عمران نے کہا تو اسٹیلن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے جانے کے بعد اسٹیلن نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اسٹیلن بول رہا ہوں۔ میرے دفتر میں آؤ فوراً''...... اسٹیلن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے وہ غصے سے جیسے پاگل سا ہو رہا تھا اور اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے قصبے کا پولیس آفیسر نظریں جھکائے سہا ہوا کھڑا تھا۔

"تمہیں کس حرام خور نے پولیس آفیسر بنایا ہے نانسنس۔ جواب دو مجھے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ۔ وہ سر"...... پولیس آفیسر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ سر وہ سر لگا رکھی ہے نانسنس۔ جب ان کے کاغذات بتا رہے تھے کہ وہ معدنی سروے کرنے پہاڑیوں پر جا رہے ہیں۔ تو تم نے کم از کم یہ تو چیک کرنا تھا کہ ان کے پاس سروے کرنے کے آلات بھی موجود ہیں یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سس سس۔ سوری سر۔ مم۔ مجھے اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ میں تو اسلحہ چیک کرتا رہا تھا"...... پولیس آفیسر نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی تھی کہ چار افراد ایک ہوٹل میں سے اچانک غائب ہو گئے ہیں اور یہ لوگ پاکیشیا سے آئے تھے تو وہ بری طرح چونک پڑا اور اس نے پوری جی پی فائیو کو ان کی تلاش میں لگا دیا پھر اسے اطلاع ملی کہ ان جیسے قدوقامت کے چار افراد نے دارالحکومت سے پہاڑیوں کی طرف جانے والی چوکی کراس کی ہے۔ تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے کیونکہ وہ اب عمران کی نفسیات سے کافی حد تک واقف ہو گیا تھا کہ وہ اس طرح دوسروں کو ڈاج دیتا ہے۔

اس نے خود تو داماگ کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہونے کی خبر اڑائی اور شاید ہو بھی ایسا ہی لیکن اپنے دوسرے گروپ کو اس نے دارالحکومت کے راستے ڈاماری پہاڑی کی طرف روانہ کر دیا ہو گا۔ اس نے فوری طور پر دارالحکومت سے آگے بڑے قصبے کے پولیس آفیسر کو ان لوگوں کی فوری چیکنگ اور گرفتاری کا حکم دیا اور پھر خود بھی وہ ایکشن گروپ کے چند افراد کو ساتھ لے کر مخصوص ہیلی کاپٹر میں اس قصبے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ لیکن یہاں آتے ہی اسے معلوم ہوا کہ پولیس آفیسر نے ساری چھان بین کرنے کے بعد انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی ہے تو اس کی امیدوں پر

جیسے اوس سی پڑ گئی۔

پولیس آفیسر نے اسے بتایا تھا کہ اس نے ان جیپ کی تفصیلی تلاشی لی ہے۔ ان کے چہروں کو میک اپ واشر سے چیک کیا ہے اور ان کے کاغذات کی دارالحکومت کے محکمے سے تصدیق کرائی ہے۔ سب کچھ اوکے تھا۔ اس لئے اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی تھی۔ محکمے کا نام سن کر کرنل ڈیوڈ چونکا اور جب اس نے محکمے کے متعلق دریافت کیا تو پولیس آفیسر نے بتایا کہ وہ معدنی سروے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ تھے اور پہاڑیوں پر معدنی سروے کے لئے جا رہے تھے۔

اس پر کرنل ڈیوڈ نے اس سے پوچھا کہ کیا معدنی سروے کے مخصوص آلات ان کے پاس موجود تھے اور جب پولیس آفیسر نے نہیں کا لفظ کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار غصے سے پاگل ہو گیا۔ اس نے اپنے ایکشن گروپ کے چیف کو فوراً ہیلی کاپٹر پر اس جیپ کے پیچھے جانے اور انہیں زندہ یا مردہ ہر صورت میں واپس لانے کا حکم دے دیا۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ خود اپنے سامنے ان کی چیکنگ کرے گا۔ ایکشن گروپ کا چیف ہیلی کاپٹر لے کر ان کی تلاش میں چلا گیا تھا جبکہ کرنل ڈیوڈ اب پولیس آفیسر پر چڑھائی کئے ہوئے تھا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک پولیس آفیسر ہانپتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور وہ خوف

سے بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

''جج۔ جج۔ جناب''...... اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا۔ تمہیں کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے جو اس طرح بوکھلائے ہوئے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''وہ وہ سر۔ وہ ہمارا ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا ہے''...... اس آفیسر نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ ابھی ابھی سپر ٹاور سے اطلاع آئی ہے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کا بتایا ہے''...... اس آفیسر نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ کیسے ہوا یہ سب''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ جناب۔ ٹاور سے اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جا رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہیلی کاپٹر پہلے نیچے اتر گیا پھر اوپر چڑھا لیکن اس کی بلندی اتنی زیادہ نہ تھی کہ اچانک وہ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا اور پھر زمین پر گر کر مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ کس کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس لئے انہوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ مجھے معلوم تھا۔ اس لئے میں آپ کو فوراً اطلاع دینے کے لئے

یہاں تک دوڑتا ہوا آیا ہوں جناب‘‘...... آنے والے نے بدستور ہانپتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ اوہ۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں اور ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیں۔ ہمیں اب ہر صورت میں انہیں گرفتار کرنا ہے۔ جیپیں نکالو۔ چلو جلدی کرو۔ اگر یہ لوگ نکل گئے تو میں تم سب کو زندہ دفن کر دوں گا۔ چلو جلدی‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دونوں پولیس آفیسر پاگلوں کے سے انداز میں باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

تھوڑی دیر بعد دو پولیس جیپیں پوری رفتار سے دوڑتی ہوئیں پولیس ہیڈ کوارٹر سے نکلیں اور آندھی اور طوفان کی طرح سڑک پر دوڑنے لگیں۔ پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی پولیس آفیسر تھا جسے کرنل ڈیوڈ جھاڑ رہا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر کرنل ڈیوڈ بیٹھا بری طرح ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ جبکہ عقبی سیٹ پر اس کے ایکشن گروپ کے دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

’’اے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا تو میں اس ایکشن گروپ کے چیف کی بجائے خود جاتا یا پھر دوسرا ہیلی کاپٹر بھی ساتھ لے آتا وہ تو اب یقیناً نکل جائیں گے۔ اب ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا بے حد مشکل‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے بسی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

’’جناب میں نے اگلے قصبے کے پولیس چیف کو ٹرانسمیٹر کال کر دی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ ہر صورت میں زندہ یا مردہ انہیں گرفتار کر لے گا‘‘...... پولیس آفیسر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

’’ہونہہ۔ نانسنس۔ اگر وہ اسی آسانی سے پولیس کے ہتھے چڑھنے والے انسان ہوتے تو آج کرنل ڈیوڈ ان کے پیچھے اس طرح سے پاگل نہ ہوا پھرتا‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کی جیپ کے پیچھے دوسری جیپ میں پولیس کے مسلح سپاہی تھے اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہیلی کاپٹر کا ملبہ سڑک سے ہٹ کر پڑا ہوا تھا۔

وہ اب جل کر مکمل طور پر راکھ ہو چکا تھا۔ جیپیں وہاں رکیں اور کرنل ڈیوڈ اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے سب سے پہلے ملبے کے قریب جا کر اسے دیکھا۔ ملبے کے اندر دو افراد کی جلی ہوئی لاشیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ان میں سے ایک بالکل ہیلی کاپٹر کے جلے ہوئے کاک پٹ کے اندر تھی جبکہ دوسری باہر پڑی ہوئی تھی۔

’’جناب‘‘...... ایک سپاہی نے چیخ کر کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

’’کیا ہوا‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’ادھر خون کے دھبے بھی موجود ہیں جناب‘‘...... سپاہی نے کہا تو کرنل ڈیوڈ تیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑا اور وہاں واقعی زمین پر

سوکھے ہوئے خون کا خاصا بڑا دھبہ دکھائی دے رہا تھا جیسے یہاں خون کا پورا تالاب سا بن گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی گولیوں کے بے شمار خول بھی ادھر ادھر بکھرے ہوئے دکھائی دیئے۔ جیسے وہاں زبردست فائرنگ ہوئی ہو۔

''اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کا کام ہے۔ انہوں نے ایکشن گروپ کے چیف کو یہاں مشین پسٹل سے ہلاک کیا اور پھر اس کی لاش کو اٹھا کر جلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے ملبے میں پھینکا گیا ہے۔ جلدی کرو ان کی جیپ کے ٹائروں کے نشانات تلاش کرو۔ وہ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے سڑک کے کنارے جیپ کے چوڑے ٹائروں کے تازہ نشانات چیک کر لئے۔

''اوہ اوہ۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ نشانات اور ملبے کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ چلو آگے بڑھو۔ چلو جلدی کرو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ایک بار پھر دونوں جیپیں تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگیں۔

''رک جاؤ۔ سب رک جاؤ۔ یہیں رک جاؤ۔ یہ لوگ دائیں طرف گئے ہیں''...... یکلخت کرنل ڈیوڈ نے جو باہر کی طرف جھکا ہوا نیچے دیکھ رہا تھا، چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی جیپوں کی بریکوں سے ماحول گونج اٹھا۔

''ادھر ادھر ہر طرف چیک کرو۔ یہ لوگ یقیناً آس پاس چھپے

ہوئے ہوں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔

کچی زمین پر اب چوڑے ٹائروں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد جیپیں درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر رک گئیں۔ وہاں واقعی وہ جیپ موجود تھی۔ جس کا وہ پیچھا کر رہے تھے۔ وہ سب تیزی سے جیپوں سے اتر کر اس جیپ کے گرد پھیل گئے لیکن جیپ خالی تھی۔

''ہر طرف پھیل جاؤ اور تلاش کرو انہیں وہ یقیناً قریب ہی کہیں چھپے ہوئے ہوں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور اس کے ایکشن گروپ کے افراد اور پولیس کے سپاہی سب درختوں کے جھنڈ سے نکل کر ادھر ادھر دوڑتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ اب اکیلا اس جھنڈ میں کھڑا تھا۔ وہ جان بوجھ کر وہاں رک گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اس قدر آسانی سے ہاتھ نہیں آئیں گے اور چونکہ وہ اسے پہچانتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اسے دور سے ہی گولی مار دیں۔ اس کے کان فائرنگ کی آوازیں سننے کے منتظر تھے۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ اچانک اسے دور سے ایکشن گروپ کا ایک آدمی دوڑتا ہوا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر پوچھا۔

''چیف۔ یہاں سے کچھ دور ایک چھوٹی سی دیہاتی بستی ہے۔

وہاں محض پندرہ بیس گھر ہیں۔ ہم نے اس بستی کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ یقیناً وہ اس بستی کے اندر ہی چھپے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں چیف''...... آنے والے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ دوسری جیپ تم چلا کر لے آؤ۔ یہ میں لے آتا ہوں۔ چلو چلو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اچھل کر اپنے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی نے جیپ آگے بڑھائی تو کرنل ڈیوڈ نے جیپ اس کے پیچھے لگا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک چھوٹی سی بستی کے قریب پہنچ گئے۔

بیس کچے گھروں کے درمیان ایک بڑا اور پختہ سا مکان بھی نظر آ رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ جیپ دوڑاتا اس مکان کی طرف بڑھ گیا۔ مکان کے باہر ایک بڑا سا احاطہ بنا ہوا تھا۔ وہاں جگہ جگہ مویشی بندھے ہوئے تھے اور چارپائیوں پر چند افراد بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جو دو پولیس جیپوں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے کرنل ڈیوڈ جیپ اندر ان کے قریب لے گیا اور پھر جیپ روک کر وہ اچھل کر نیچے اترا۔

''کون ہے یہاں کا بڑا۔ جلدی بتاؤ۔ کون ہے۔ میں جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ ہوں۔ جلدی بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے نیچے اترتے ہی چیخ کر کہا۔

''جناب۔ میں مٹاسو ہوں یہاں کی زمینوں کا مالک۔ جناب

میں اس علاقے کا مالک بھی ہوں جناب۔ حکم فرمائیں جناب''...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔ جیپوں کو اندر جاتے دیکھ کر ادھر ادھر بکھرے ہوئے عام دیہاتی اور دوسرے لوگ بھی دوڑتے ہوئے اندر آ گئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے اور ان کے جسم بری طرح سے لرز رہے تھے۔

''سنو۔ تقریباً گھنٹہ پہلے اس طرف چار افراد آئے تھے۔ ان کے بارے میں بتاؤ مجھے۔ کہاں ہیں وہ''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''چار آدمی۔ اوہ جناب۔ وہ سرکاری آفسر''...... مٹاسو نے کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

''سرکاری افسر۔ کیا مطلب''...... کرنل ڈیود نے چونک کر کہا۔

''وہ جناب۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ سرکاری آدمی ہیں۔ ان کی جیپ خراب ہو گئی تھی جناب۔ ہم نے ان کی جیپ دیکھی ہے وہ اس طرف درختوں کے جھنڈ میں موجود ہے''...... مٹاسو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس طرف کرنل ڈیود کے ساتھیوں کو جیپ ملی تھی۔

''کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں پوچھا۔

''وہ قریبی ٹرام اسٹیشن کی طرف گئے ہیں جناب''...... مٹاسو نے

لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا وہ پیدل گئے ہیں''...... کرنل ڈیود نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ہم نے انہیں گھوڑے دیئے ہیں وہ انہی گھوڑوں پر گئے ہیں''...... مٹاسو نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ کتنے گھوڑے دیئے تھے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''دو گھوڑے جناب۔ وہ سرکاری افسر تھے جناب۔ اس لئے ہم نے انہیں کہا تھا کہ وہ گھوڑے اسٹیشن ماسٹر کے پاس چھوڑ دیں۔ ہم وہاں سے لے لیں گے''...... مٹاسو نے جواب دیا۔

''کتنی دیر پہلے گئے ہیں وہ''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔ اس آدمی کی باتیں سن کر اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

''تقریباً بیس منٹ ہو گئے ہوں گے جناب انہیں یہاں سے گئے ہوئے''...... مٹاسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹرام اسٹیشن کس طرف ہے۔ جلدی بتاؤ اور سنو۔ وہ سرکاری افسر نہیں پاکیشیا کے جاسوس تھے سمجھے تم''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''جاسوس۔ اوہ اوہ جناب۔ لیکن وہ تو جناب خود کو بڑے افسر کہہ رہے تھے۔ ان کے پاس شناختی کارڈز بھی تھے''...... مٹاسو نے لرزتے ہوئے کہا۔

''میں ٹرام اسٹیشن کا پوچھ رہا ہوں کس طرف ہے بتاؤ۔ جلدی

بتاؤ۔ ورنہ میں تم سب کو گولی مار دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''ٹرام اسٹیشن مشرق کی طرف ہے جناب۔ یہاں سے آٹھ کوہ کے فاصلے پر جناب''...... اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں جناب۔ ٹاربی ٹرام اسٹیشن ہے''...... کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کھڑے ہوئے پولیس آفیسر نے کہا تو وہ سب تیزی سے مڑے اور پھر جیپوں پر سوار ہو گئے۔ چند لمحوں کے بعد جیپیں ایک بار پھر انتہائی تیز رفتاری سے کچی سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ ان کے اس طرح دوڑنے سے دھول اور مٹی کے بادل سے اڑ رہے تھے۔ لیکن دونوں جیپیں پوری رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھیں اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اسے چھوٹے سے لیکن انتہائی جدید ٹرام اسٹیشن تک پہنچ ہی گئے۔ اسٹیشن کی عمارت سے باہر دو گھوڑے کھڑے تھے۔ یہاں انڈر گراؤنڈ ٹرام چلتی تھیں۔

''اپنے ساتھ اسلحہ لے کر چلو۔ یہ لوگ انتہائی حد تک خطرناک ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے نیچے اترتے ہی چیخ کر کہا اور پھر خود بھی ریوالور سنبھالے تیزی سے ٹرام اسٹیشن کی عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا لیکن انتہائی خوبصورت ٹرام اسٹیشن تھا۔ جس کا اسٹیشن ماسٹر ہی ٹکٹ فروخت کرتا تھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ چھوٹے سے ہال نما کمرے میں اسٹیشن

ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ خوف اور دہشت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ لاش کے علاوہ کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔

’’اوہ اوہ۔ چلو۔ جلدی کرو۔ ادھر ادھر سے معلوم کرو ٹرام تو نہیں گزری یہاں سے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور باقی افراد تو تیزی سے کمرے سے نکل کر ادھر ادھر دوڑنے لگ جبکہ پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کر ایک طرف رکھا ہوا۔ ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ بغیر ڈائل کا فون تھا اور اس کا رابطہ دارالحکومت کے ٹرام اسٹیشن سے مستقل رہتا تھا۔

’’ہیلو ہیلو۔ میں ٹاربی ٹرام اسٹیشن سے بول رہا ہوں۔ ہیلو ہیلو‘‘...... پولیس آفیسر نے چیختے ہوئے کہا

’’یس۔ کون بول رہا ہے‘‘...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔ شاید آپریٹر اسٹیشن ماسٹر کی آواز پہچانتا تھا۔ اس لئے غیر مانوس آواز اور بدلا ہوا لہجہ سن کر وہ چونک پڑا تھا۔

’’میں پولیس آفیسر بول رہا ہوں۔ اسٹیشن ماسٹر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ٹاربی اسٹیشن سے ٹرام کس وقت گزری ہے۔ اگر گزری ہے تو اب سے کتنی دیر پہلے‘‘...... پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔

’’ٹاربی اسٹیشن سے آخری ٹرام اب سے دو گھنٹے پہلے گزری ہے۔ اس کے بعد کوئی ٹرام نہیں گزری۔ اب دو گھنٹے بعد ایک ٹرام

گزرے گی‘‘...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پولیس آفیسر نے رسیور رکھ دیا۔

’’جناب۔ آخری ٹرام تو دو گھنٹے پہلے گزری ہے اور اسٹیشن ماسٹر کی لاش بتا رہی ہے کہ اسے مرے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اس لئے یہ لوگ یہیں اردگرد چھپے ہوئے ہوں گے یا پھر پیدل جا رہے ہوں گے‘‘...... پولیس آفیسر نے جلدی سے باہر برآمدے میں موجود کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’اوہ اوہ۔ تو جلدی سے انہیں تلاش کرو۔ میں انہیں ہر صورت میں زندہ یا مردہ حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہیں کسی بھی حال میں یہاں سے بچ کر نہیں نکلنا چاہئے۔ ہر طرف پھیل جاؤ۔ چپہ چپہ کی تلاشی لو۔ جاؤ جاؤ‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر سر جھکائے تیزی سے ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ وہ کرنل ڈیوڈ کی ذہنی کیفیت کی وجہ سے اس کے قریب زیادہ دیر تک نہ رہنا چاہتا تھا۔

کرنل ڈیوڈ انتہائی بے بسی اور غصے کے عالم میں برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ آخر وہ کہاں جا کر ان لوگوں کو ٹریس کرے۔ گھوڑے بھی موجود تھے اور ٹرام بھی نہ گزری تھی پھر یہ لوگ آخر کہاں جا سکتے ہیں پھر تقریباً ایک گھنٹے تک اسی طرح وہاں رکنے کے بعد آخر کار ایک ایک دو دو کر کے سارے لوگ واپس آگئے۔ ان کے چہروں پر لکھی ہوئی مایوسی صاف بتا رہی تھی

کہ وہ ان لوگوں کا سراغ حاصل نہیں کر سکے تھے۔

''نو سر۔ ہم نے دور دور تک ڈھونڈ لیا ہے جناب۔ ان کا کہیں سراغ نہیں مل سکا نجانے وہ کس طرف نکل گئے ہیں''...... پولیس آفیسر نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔

''تم سب نکمے، کام چور اور ہڈ حرام ہو۔ تم سے ایک کام بھی ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ اب مجھے اپنی ہی جی پی فائیو کی فورس بلوانی پڑے گی وہی ان کا سراغ لگائے گی۔ چلو واپس''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں ایک بار پھر دھول اڑاتی واپس جا رہی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ کا غصہ اس وقت آسمان کی بلندی کو چھو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک بار عمران اور اس کے ساتھی اس کے سامنے آ جائیں تو وہ ان کی اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں اُڑا کر رکھ دے۔

یہ ایک کافی بڑا کمرا تھا جو ریسٹ روم کے طور پر سجا ہوا تھا۔ کمرے کی کھڑکی کے پاس ایک آرام کرسی موجود تھی جس پر ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کا آدمی نیم دراز بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شیشے کا جام تھا جسے وہ منہ سے لگائے شراب سپ کر رہا تھا۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ آنے والا نوجوان بے حد مضبوط اور طاقتور جسم کا مالک تھا۔

''اوہ۔ مورٹن تم۔ آؤ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''۔ اسی پستہ قد نے جو داماگ میں اسرائیل جی پی فائیو کا فارن ایجنٹ ہارڈ مین تھا چونک کر آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں مصروف تھا اس لئے آنے میں کچھ دیر ہو گئی''...... آنے والے نوجوان نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''کچھ پتہ چلا ان کا''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''بظاہر تو وہ غائب ہے باس۔ البتہ ایک مبہم سی رپورٹ ضرور ملی ہے''...... آنے والے لمبے قد کے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسی رپورٹ۔ تفصیل بتاؤ''...... ہارڈ مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

''باس۔ علی عمران ائیر پورٹ سے ٹیکسی پر ہوٹل الائیڈ کے بیرونی گیٹ پر اترا تھا۔ اس کے بعد اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔ ہم نے پورا داماگ چھان مارا ہے۔ البتہ ایجنٹ فائیو ون نے رپورٹ دی ہے کہ الائیڈ ہوٹل کے استقبالیہ کاؤنٹر پر کام کرنے والی ایک لڑکی جائنا ہوزی سے اسے کافی دیر تک باتیں کرتے دیکھا گیا تھا اس کے بعد وہ ہوٹل سے باہر چلا گیا تھا۔ یہ جائنا ہوزی اس سے بڑی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ اس اطلاع پر میں نے جائنا ہوزی سے پوچھ گچھ کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جائنا ہوزی پولیس چیف سردار ایڈورڈ ہوزی کی عورت ہے اور وہ دونوں بلیو سٹار ہوٹل میں موجود ہیں۔ انہوں نے وہاں کمرہ بھی بک کرا رکھا ہے۔ شاید رات وہ وہیں رہیں۔ اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ کل صبح جب وہ دوبارہ ڈیوٹی پر آئے تو اس سے پوچھ گچھ کی جائے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ سردار ایڈورڈ ہوزی کس قدر کینہ پرور اور غصیلی طبیعت کا آدمی ہے اس سے کچھ اگلوانا آسان نہیں ہے''...... مورٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن اگر ہم نے ان کا پتہ نہ لگایا تو کرنل ڈیوڈ تو ہمیں کچا چبا جائے گا۔ یہ علی عمران پاکیشیا کا انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ ہو سکتا ہے صبح تک وہ اپنا مشن ہی مکمل کر لے جس کی خاطر چیف نے ہمیں اس کی تلاش کا حکم دیا ہے۔ اس لئے جائنا ہوزی سے ابھی اور اسی وقت پوچھ گچھ ہو گی ایڈورڈ ہوزی جتنا مرضی چیختا رہے۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے''۔ ہارڈ مین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مگر باس۔ پولیس چیف''...... مورٹن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''کہا ہے نا مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ لعنت بھیجو پولیس چیف پر۔ تم ایسا کرو چار آدمی ساتھ لے لو۔ انہیں کہنا کہ وہ سپیشل میک اپ کر لیں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''یس باس''...... مورٹن نے کہا۔

''اور ہاں تم بھی میک اپ کر لو اور میں بھی کر لیتا ہوں تا کہ ہمیں کوئی پہچان نہ سکے''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن ہم اپنی کاروں میں جائیں گے تو آسانی سے پہچان لئے جائیں گے''...... مورٹن نے کہا۔

''اس کی فکر نہ کرو۔ ہم اپنی کاریں نہیں لے جائیں گے بلکہ ہم دو کاریں چوری کریں گے۔ جنرل پارکنگ سے آسانی سے کاریں اڑائی جا سکتی ہیں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے باس''...... مورٹن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اس لڑکی کو ہم زبردستی وہاں سے اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے جائیں گے اور پھر اس سے پوچھ گچھ کے بعد اسے چھوڑ دیں گے۔ کاریں بھی سڑک پر چھوڑ دیں گے اور میک اپ بھی ختم کر دیں گے۔ ایسی صورت میں وہ پولیس چیف ہمارا کیا بگاڑ لے گا''...... ہارڈ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ یہ پلاننگ واقعی درست رہے گی لیکن آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی اس پلاننگ کے تحت اس لڑکی کو اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے جاؤں گا اور اس سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو رپورٹ دے دوں گا''...... مورٹن نے کہا۔

''نہیں مورٹن۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس معاملے میں، میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ اس لئے پوچھ گچھ میں خود کروں گا۔ البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ اس ٹاسک کو تم پورا کرو۔ تم اس لڑکی کو اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر لے آؤ۔ میں وہاں ابھی پہنچ جاتا ہوں اور پھر اس کی زبان میں خود کھلواؤں گا''...... ہارڈ مین نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ ٹھیک ہے باس''...... مورٹن نے کہا۔

''کتنی دیر میں کام ہو جائے گا''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''زیادہ دیر نہیں لگے گی باس۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک جانا ہوزی سمیت سپیشل پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے''...... مورٹن نے کہا اور ہارڈ مین کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور باہر چلا

گیا۔ ہارڈ مین، مورٹن کے جانے کے بعد دفتر سے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ بالکل مختلف میک اپ اور لباس پہن کر باہر آیا اور کار لے کر سپیشل پوائنٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ سپیشل پوائنٹ شہر کی ایک مضافاتی کالونی میں قدرے ہٹ کر ایک کوٹھی تھی۔ جو ہارڈ مین نے اسی قسم کے مقاصد کے لئے خفیہ طور پر خرید رکھی تھی۔ یہاں اس نے چند افراد کو بھی ملازم رکھا ہوا تھا۔ جو مستقل طور پر یہیں رہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہارڈ مین اس کالونی میں داخل ہوا تو اس نے کار ایک طرف درختوں کے نیچے روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگا کیونکہ اس کے ذہن میں پولیس چیف کا خطرہ بہرحال موجود تھا۔

اسے معلوم تھا کہ اگر سرد مزاج پولیس آفیسر ایڈورڈ ہوزی کو کسی بھی طرح اس بات کا علم ہو گیا کہ اس کی عورت کو اغوا کرنے میں ہارڈ مین کا ہاتھ ہے تو پھر ہارڈ مین کے لئے کم از کم داماگ میں رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس خدشے کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ پیدل اس کوٹھی کی طرف گیا تھا۔

وہ سپیشل پوائنٹ پر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ لڑکی وہاں پہنچ بھی چکی ہے۔ مورٹن نے اسے تفصیل بتائی کہ کس طرح انہوں نے ایڈورڈ ہوزی کے کمرے کی ہول سے گیس گن سے بے ہوش کرنے والی گیس فائر کی اور پھر وہ کچھ دیر بعد ماسٹر کی سے دروازہ

کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ جائنا ہوزی، ایڈورڈ ہوزی کے ساتھ ہی تھی اور پھر بے ہوشی کے عالم میں اسے چوری کی کار میں ڈال کر یہاں پہنچا دیا گیا اور چوری کی گاڑیاں فوری طور پر واپس بھجوا دی گئیں۔

ہارڈ مین نے یہ تفصیل سن کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ مورٹن کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک کرسی پر جائنا ہوزی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ہارڈ مین نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر زور دار تھپڑ مارا اور پھر اس وقت تک تھپڑ مارتا رہا جب تک جائنا ہوزی چیخ مار کر ہوش میں نہ آ گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے اور۔ اور۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم''...... جائنا ہوزی نے ہوش میں آتے ہی انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ جائنا ہوزی۔ تم سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تم سے صرف چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم وہ سچ سچ بتا دو گی تو ہم تمہیں زندہ اور صحیح سلامت واپس بھجوا دیں گے ورنہ تمہارے چہرے پر تیزاب بھی پھینکا جا سکتا ہے۔ دونوں آنکھیں بھی نکالی جا سکتی ہیں اور جسم کی تمام ہڈیاں بھی توڑی جا سکتی ہیں اور تمہیں گولی مار کر ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم سچ بول کر اپنی جان بچاتی ہو یا پھر......'' ہارڈ مین نے آواز

بدل کر انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''...... جائنا ہوزی نے بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔ ہارڈ مین کے ان خوفناک فقروں نے ہی جائنا ہوزی کو لرزنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''زندہ رہنا چاہتی ہو تو پھر جو پوچھا جائے سچ سچ بتا دینا''۔ ہارڈ مین نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر ساتھ کھڑے مورٹن سے مخاطب ہو گیا۔

''ٹھ۔ ٹھ۔ ٹھیک ہے پوچھو۔ میں سچ بتاؤں گی''...... جائنا ہوزی نے اسی انداز میں کہا۔

''مورٹن''...... ہارڈ مین نے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... مورٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے تصویر دکھاؤ''...... ہارڈ مین نے کہا اور مورٹن نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے علی عمران کی تصویر نکال کر جائنا ہوزی کے سامنے کر دی۔ یہ وہ تصویر تھی جو عمران کے پاسپورٹ پر لگی ہوئی تھی۔ چونکہ داماگ میں ہر چیز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اس لئے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات کی فوٹو کاپیاں ائیر پورٹ کے ریکارڈ میں موجود تھیں جہاں سے یہ تصویر حاصل کی گئی تھی۔ اس میں عمران کا چہرہ واضح تھا۔

''سنو۔ اس آدمی کو تم جانتی ہو۔ یہ آدمی الائیڈ ہوٹل میں تم سے

ملا تھا اور تم اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہی ہو۔ ہم نے اس آدمی کو تلاش کرنا ہے''...... ہارڈ مین نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں ہاں۔ یہ آدمی آیا تھا۔ اس نے میرے حسن کے متعلق خوبصورت باتیں کی تھیں اور پھر میرے پوچھنے کے باوجود کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا تھا''...... جائنا ہوزی نے کہا۔

''مورٹن خنجر نکالو اور اس لڑکی کی ایک آنکھ نکال دو۔ یہ اصل بات نہیں بتا رہی''...... ہارڈ مین نے مورٹن سے مخاطب ہو کر کہا اور مورٹن نے تصویر واپس جیب میں ڈالی اور دوسرے لمحے ایک تیز دھار چمکتا ہوا خنجر نکال کر وہ جائنا ہوزی کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں''...... اس نے چیختے ہوئے کہا تو ہارڈ مین نے ہاتھ کے اشارے سے مورٹن کو روک دیا۔

''بولو۔ جلدی بولو ورنہ......'' ہارڈ مین نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اس نے مجھ سے اسٹیلن کا پتہ پوچھا تھا۔ میں نے اسے اسٹیلن کا خاص فون نمبر بتا دیا۔ اسٹیلن نے چونکہ مجھے منع کر رکھا تھا کہ میرا فون نمبر کسی کو نہ بتایا جائے ورنہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اس لئے میں تمہیں نہ بتا رہی تھی۔ میں اس آدمی کو بھی نہ بتاتی لیکن اس نے مجھے اتنا جذباتی کر دیا تھا کہ میں نے لاشعوری طور پر فون نمبر اسے بتا دیا''...... جائنا ہوزی نے کہا اور ہارڈ مین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لڑکی کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے

اور ویسے بھی ہارڈ مین کے علم میں تھا کہ اسٹیلن پاکیشیا جاتا رہتا ہے اور اسرائیل سے نفرت بھی کرتا ہے۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ عمران لازماً اسٹیلن کے پاس ہوگا۔ اس لئے اس کے متعلق پتہ چل رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ سچ بتا دیا ہے اس لئے میں وعدے کے مطابق تمہاری جان بخش رہا ہوں۔ مورٹن اسے بے ہوش کر کے کسی چوک پر ڈال دو۔ اس نے سچ بولا ہے اس لئے اس کی جان بخشی کی جاتی ہے۔ اور سنو جائنا ہوزی اگر تم نے اس معاملے کا ذکر پولیس چیف سے کیا تو کسی بھی جگہ تمہارے چہرے پر تیزاب پھینکا جا سکتا ہے۔ وہ پوچھے تو بتا دینا کہ تمہاری آنکھ ہی اسی چوک پر کھلی تھی''...... ہارڈ مین نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

اسی لمحے مورٹن نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے جائنا ہوزی کی کنپٹی پر مکہ مارا اور جائنا ہوزی چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔ ہارڈ مین سپیشل پوائنٹ میں بنے ہوئے دفتر نما کمرے میں آ کر بیٹھ گیا وہ اب سوچ رہا تھا کہ کس طرح وہ اس عمران کا پتہ چلائے۔ کیونکہ وہ اسٹیلن کی طاقت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اگر اسٹیلن کو علم ہو گیا کہ ہارڈ مین اور اس کا گروپ اس کا مخالف ہے تو اسٹیلن میں بہرحال اتنی طاقت موجود تھی کہ وہ ہارڈ مین اور اس کے پورے گروپ کا آسانی سے خاتمہ کر سکتا تھا۔ لیکن باوجود مسلسل

سوچنے کے اس کے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب نہ آ رہی تھی جس سے اس کا مسئلہ حل ہو جاتا اور اسٹیلن کو بھی اس کا علم نہ ہوتا۔
تھوڑی دیر بعد مورٹن دفتر میں داخل ہوا۔

''کہاں پھینکا ہے اسے''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''میں اسے قریبی چوک پر چھوڑ آیا ہوں باس''...... مورٹن نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور ہارڈ مین نے سر ہلا دیا۔

''باس۔ آپ کچھ پریشان سے دکھائی دے رہے ہیں۔ سب خیریت تو ہے نا''...... مورٹن نے کہا وہ ہارڈ مین کا نمبر ٹو اور اس کا رائٹ ہینڈ تھا۔ پوری تنظیم کو عملی طور پر وہی کنٹرول کرتا تھا اس لئے ہارڈ مین نے اسے موجود سچوئیشن کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ باس، اسٹیلن کا ایک خاص آدمی میرا مخبر ہے۔ میں اسے بھاری رقم ادا کرتا رہتا ہوں کیونکہ اس سے مجھے اندر کی انتہائی مفید معلومات مل جاتی ہیں۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اسے کچھ معلوم ہوا تو وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپائے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کروں اس سے بات''...... مورٹن نے کہا۔

''کیا نام ہے اس کا''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''ہولٹس''...... مورٹن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے کر لو اس سے بات لیکن اسے یہاں سے فون مت کرو۔ کسی پبلک فون بوتھ سے کر لو''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں باس۔ وہ آدمی انتہائی بااعتماد ہے''۔ مورٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم مطمئن ہو تو کر لو یہیں سے بات''...... ہارڈ مین نے جواب دیا تو مورٹن نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہولٹس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہولٹس۔ میں مورٹن ہوں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا فون محفوظ ہے''...... مورٹن نے کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد ہولٹس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''ہاں۔ اب کھل کر بات کرو''...... ہولٹس نے کہا۔

''تمہارے باس کے پاس پاکیشیا سے ایک آدمی آیا ہے علی عمران۔ اس کے متعلق معلومات چاہئیں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے''...... مورٹن نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن رقم ڈبل ہو گی کیونکہ باس نے خاص طور پر منع کیا ہے کہ اس بارے میں منہ سے بھاپ بھی نہ نکالی جائے''...... دوسری طرف سے ہولٹس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ڈبل رقم مل جائے گی۔ بولو''...... مورٹن نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ وہ آدمی علی عمران باس کے پاس آیا اور باس نے اسے ہنڈرڈ ون کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ٹھہرا دیا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ابو سالار کو بھی اس سے ملوایا گیا ہے ابھی ایک گھنٹہ پہلے اس کے چھ اور ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے ہیں اور وہ ابو سالار کے ساتھ آج شام کو خصوصی جیپوں پر اسرائیل جا رہے ہیں۔ وہ ٹاما گی جنگل سے خفیہ طور پر سرحد کراس کریں گے۔ ابو سالار یہ تمام راستے جانتا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا اب وہ سب اس کوٹھی میں ہیں''...... مورٹن نے پوچھا۔

''ہاں۔ ابھی تک تو وہیں ہیں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ کس وقت جائیں گے ہو سکتا ہے ابھی چلے جائیں اور ہو سکتا ہے رات کو جائیں''...... ہولٹس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ رقم مل جائے گی''...... مورٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب بتائیں باس کیا اس کوٹھی پر ریڈ کیا جائے اور اس کوٹھی کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا کر ان سب کا ایک ساتھ خاتمہ کر دیا جائے''...... مورٹن نے رسیور رکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں نانسنس۔ ہم اتنی بڑی حماقت نہیں کر سکتے۔ چیف نے ہمیں صرف نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ فی الحال ہم وہی کریں

گے۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ پھر جو وہ حکم دیں گے۔ اس کے مطابق عمل کریں گے''...... ہارڈ مین نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہیڈ کوارٹر''...... رابطہ ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

''داماگ سے ڈی ون بول رہا ہوں۔ میری چیف سے بات کرائیں۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''چیف اس وقت دارالحکومت میں موجود نہیں ہیں۔ پیغام نوٹ کرا دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نہیں۔ انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ چیف جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ کرائیں''...... ہارڈ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ہولڈ آن کریں۔ میں چیک کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ کے طویل وقفے کے بعد لائن پر وہی آواز دوبارہ ابھری۔

''ہیلو۔ ڈی ون۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... آواز سنائی دی۔

''یس''...... ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف سے بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ ڈی ون کیا رپورٹ ہے''...... چیف جو کرنل ڈیوڈ تھا کی سخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور ہارڈ مین نے عمران اور

اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہولٹس سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے بتا دی۔

''اوہ۔ ویری گڈ نیوز۔ انہیں تمہارے متعلق کوئی شبہ تو نہیں ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''نو باس۔ انہیں تو ہمارے متعلق علم بھی نہیں ہے۔ آپ حکم کریں تو ہم ان کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ تمہارے بس کے نہیں ہیں ڈی ون۔ ان سے میں ہی نمٹ سکتا ہوں۔ کون سی جگہ بتائی تھی تم نے۔ جہاں سے انہوں نے سرحد کو کراس کرنا ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ٹاما گی جنگل جو داماگ کے دارالحکومت سے مشرق کی طرف دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ کافی گھنا اور خطرناک جنگل ہے چیف''...... ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس جنگل کے بعد اسرائیل کی طرف پہلا قصبہ، شہر یا بستی کون سی آتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''رابات قصبہ باس۔ یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے''۔ ہارڈ مین نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے صرف یہ اطلاع کرنی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت داماگی دارالحکومت سے کس وقت روانہ ہوا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''اس کے علاوہ تم نے یہ بھی بتانا ہے کہ وہ کس سواری پر گیا ہے اگر وہ جیپیں استعمال کریں جیسا کہ تم نے پہلے بتایا تھا تو پھر تم نے جیپوں کے نمبر بھی بتانے ہیں اور انہیں بالکل شک نہیں پڑنا چاہئے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ورنہ وہ فوراً پلاننگ بدل دیں گے اور اس بار میں انہیں کوئی موقع نہیں دینا چاہتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''جب تک میں نہ پہنچ جاؤں تم نے ان کی نگرانی جاری رکھنی ہے اور میں پھر کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے کوئی ہوشیاری نہ کرنا ورنہ وہ بازی پلٹنے میں دیر نہیں لگائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی''...... ہارڈ مین نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ ہارڈ مین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر چیف سے ہونے والی بات چیت اور ان کی ہدایات سے مورٹن کو آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

''ٹھیک ہے باس۔ جیسا چیف نے کہا ہے ہم ویسا ہی کریں گے آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی ان کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں۔ انہیں پتہ ہی نہ چلے گا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے''۔ مورٹن نے کہا اور ہارڈ مین سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے۔ تم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر ساتھ ساتھ رپورٹ دینی ہے اور تم نے بھی اب واچ ٹرانسمیٹر استعمال کرنا ہے''...... ہارڈ مین نے کہا اور مورٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ہارڈ مین مطمئن انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔

یہ اسرئیل کا مشرقی علاقہ تھا جو تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ چٹیل پہاڑی علاقہ تھا۔ ہر طرف پتھریلی چٹانیں اور چھوٹی بڑی پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ چونکہ بے آباد اور ویران علاقہ تھا اور ان پہاڑیوں کے عقب میں طویل اور خوفناک صحرا شروع ہو جاتا تھا اس لئے ان علاقوں کی طرف کوئی نہ آتا تھا۔ پہاڑیوں کی دوسری طرف موجود صحرا میں اکثر خوفناک طوفان اٹھتے رہتے تھے جن کا رخ انہی پہاڑیوں کی طرف ہوتا تھا اور یہ طوفان اس قدر ہولناک اور خوفناک ہوتے تھے کہ بڑی بری پہاڑی چٹانوں کو بھی ہوا میں اچھال دیتے تھے۔ یہ چٹانیں اڑتی ہوئی جہاں جا کر گرتی تھیں وہاں موجود ہر چیز کو تہس نہس کر دیتی تھیں۔ چونکہ صحرائی طوفان کبھی بھی آ سکتے تھے اس لئے صحراؤں میں سفر کرنے والے قافلے بھی ان اطراف سے گزرنے کا رسک نہ لیتے تھے اور وہ ایک شہر یا ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جانے کے لئے دوسرے

راستوں کا استعمال کرتے تھے۔ البتہ کچھ اسمگلر ایسے تھے جو ایسے راستوں کو ہی منتخب کرتے تھے جہاں رسک کم ہو۔ چونکہ ان پہاڑیوں اور صحرائی علاقے کو ناقابل عبور اور انتہائی دشوار گزار راستہ سمجھا جاتا تھا اس لئے حکومت کی طرف سے بھی ان راستوں کی حفاظت کا بھی خاص بندوبست نہ کیا گیا تھا۔

جینڈی جو بلیک کیٹ تھی اسی علاقے میں محاصرہ کرنے کے لئے آئی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق عمران نے اگر اسرائیل داخل ہونے کی کوشش کی تو وہ اسی خطرناک اور دشوار گزار راستے کا انتخاب کر سکتا ہے اس لئے اس نے اس سارے علاقے کو محاصرے میں لے لیا تھا۔ جینڈی اس وقت ایک بڑی سی غار کے اندر ایک فولڈنگ چیئر پر نیم دراز تھی۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور سر پر باقاعدہ اس نے پی کیپ پہن رکھی تھی۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی میز پر ایک مشین رکھی ہوئی تھی۔ اس مشین پر ایک اسکرین بھی نصب تھی۔ جسے چار واضح خانوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ بلیک کیٹ نے یہاں آتے ہی ڈاماری پہاڑی کے گرد اپنی مرضی سے حفاظتی انتظامات کئے تھے۔ اس نے اپنے ساتھ آنے والے خصوصی تربیت یافتہ افراد کو چار چار افراد کے پانچ گروپس میں تقسیم کر دیا تھا اور ڈاماری پہاڑی کے چاروں طرف مختلف جگہوں پر ان کے خفیہ کیمپ بنا دیئے تھے۔ وہاں اونچی چوٹیوں پر مخصوص انداز کی کیمرہ نما مشینیں بھی فٹ تھیں۔ جو چاروں طرف کا

منظر نیچے کیمپ میں موجود مشین تک مسلسل پہنچاتی رہتی تھیں اور وہاں سے یہ منظر یہاں مین کیمپ میں بلیک کیٹ کے سامنے رکھی ہوئی مشین پر بھی پہنچ جاتا تھا۔

اسکرین کے چاروں خانوں میں چار مختلف مقامات کا منظر نظر آ رہا تھا بلیک کیٹ جب بھی چاہتی ایک بٹن دبا کر ڈاماری پہاڑی کے کسی بھی حصے کا منظر یہاں بیٹھے بیٹھے چیک کر سکتی تھی۔ اس نے چاروں گروپوں کو ون سے فور تک کے نمبرز دے دیئے تھے۔ ہر گروپ کے پاس ایک آٹو میٹک انٹی ائیر کرافٹ گن بھی تھی۔ جو انہوں نے ایسی جگہ پر نصب کر رکھی تھی کہ اوپر سے انہیں چیک بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور اگر وہ چاہتے تو اس کا کور ہٹا کر اس سے فضا میں اڑتے ہوئے انتہائی تیز رفتار اور انتہائی بلند طیارے کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔

سب گروپوں کے پاس ایک ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تھا۔ تاکہ ضرورت کے وقت وہ اس سے زمین پر کسی کو بھی ٹارگٹ بنا سکیں۔ اس کے ساتھ بھی چار آدمی تھے اور یہاں بھی انہوں نے ایک انٹی ائیر کرافٹ گن اور ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پہاڑی راستوں پر سفر کرنے والی خصوصی جیپ بھی تھی۔ وہ مسلسل چاروں گروپوں سے رپورٹیں لیتی رہتی تھی۔ اس طرح اس نے ڈاماری پہاڑی کے گرد ایک ایسا حصار قائم کر دیا تھا۔ جسے کراس کرنا کسی انسان کے بس کا

روگ نہ تھا اور ویسے بھی ابھی تک کسی مشکوک آدمی یا گروپ کے بارے میں اسے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ عام پہاڑی راستہ جس پر پہاڑی افراد کے قافلے سفر کرتے تھے۔ ڈاماری پہاڑی سے تقریباً دو ڈھائی میل دور سے گزرتا تھا اور نمبر فور گروپ اس سڑک کے قریب تھا اور اوپر چوٹی پر لگی ہوئی کیمرہ نما مشین سڑک پر سے گزرنے والے ہر آدمی کو مسلسل چیک کرتی رہتی تھی۔

بلیک کیٹ ہاتھ میں جام پکڑے گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف تھی۔ ڈبل ہارس برانڈ اس کی پسندیدہ شراب تھی اور وہ مسلسل اور باقاعدگی سے تو نہ پیتی تھی لیکن وہ اس کی بوتلیں ہمیشہ ساتھ رکھتی تھی اور جب بھی اس کا موڈ بنتا تو کم از کم وہ دو جام ضرور پیتی تھی۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں دوسرا جام تھا اور وہ مسلسل گھونٹ گھونٹ شراب پیتی جا رہی تھی۔ وہ مسلسل عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ گزشتہ کیس میں جب اس کا ٹکراؤ عمران سے پہلی بار ہوا تھا تو وہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ جی پی فائیو میں تھی اور عمران نے اسے ایسی شکست دی تھی کہ جس کا زخم آج تک مندمل نہ ہوا تھا اور اس کی شدید خواہش تھی کہ زندگی میں ایک بار پھر عمران سے ٹکراؤ ہو تو وہ اپنی گزشتہ ناکامی کا داغ دھو ڈالے اور اب یہ موقع آ گیا تھا بشرطیکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل کے اس نئے مشن کا علم ہو گیا ہو۔

ویسے تو کئی بار اس کا خود دل چاہا تھا کہ وہ فون پر عمران کو اس

مشن کے بارے میں مطلع کر دے تاکہ عمران یہاں آئے اور پھر وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم میں مشین گن کا پورا برسٹ اتار کر اپنا انتقام پورا کر سکے لیکن پھر ملک کی خاطر اس نے اپنی اس سوچ کا گلہ گھونٹ دیا تھا کیونکہ اس راز کو لیک آؤٹ کرنا ملک کے مفادات کے خلاف تھا اور وہ بہرحال ایک محبّ الوطن عورت تھی۔ وہ یہی باتیں سوچ رہی تھی کہ اچانک مشین کی ایک سائیڈ سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں ابھریں اور بلیک کیٹ بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔ یہ ٹرانسمیٹر کال تھی۔

اس کی تیز نظریں مشین کے اس حصے پر پڑیں جہاں سے آواز نکل رہی تھی۔ آواز ایک جالی سے نکل رہی تھی اور اس کے اوپر ایک بڑے سے ڈائل میں سرخ اور نیلے رنگ کی دو سوئیاں مختلف ہندسوں پر لرز رہی تھیں۔ ان سوئیوں کو دیکھتے ہی بلیک کیٹ اور بھی زیادہ چونک پڑی کیونکہ ڈائل بتا رہا تھا کہ کال اس کے کسی گروپ کی بجائے دارالحکومت سے مین ٹرانسمیٹر پر آ رہی ہے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"...... بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سنائی دی تو بلیک کیٹ کے اعصاب لاشعوری طور پر تن سے گئے۔

"یس۔ بلیک کیٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... بلیک کیٹ نے جواب بھی قطعی لاشعوری طور پر دیا تھا۔ اس کے ذہن کے کسی بعید

ترین گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی کال بھی اس طرح اچانک آ سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک اس کا شعور اس کال کو قبول نہ کر سکا تھا۔

''بلیک کیٹ۔ میری بات دھیان سے سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو چار افراد پر مشتمل ہے۔ رابات قصبے کی طرف سے ڈاماری پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ میرے آدمی ان کا تعاقب کر رہے تھے لیکن ابھی ابھی مجھے ایک مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت داماگ کے دارالحکومت سے اسرائیل کے پہاڑی علاقے میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کا مقصد عقب سے ڈاماری پہاڑی پر پہنچنا ہے اور چونکہ جس گروپ میں عمران موجود ہو وہ زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں فوری طور پر اس کے خاتمے کے لئے داماگ کی سرحد کی طرف جا رہا ہوں۔ اس دوسرے گروپ کو تم آسانی سے سنبھال سکتی ہو۔ ہوشیار رہنا۔ یہ لوگ بظاہر معدنی سروے کرنے والے محکمے کے افراد کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سنبھال لوں گی انہیں لیکن یہ لوگ دارالحکومت کراس کر کے ادھر آئے ہوں گے۔ آپ نے انہیں کور کیوں نہیں کیا۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے جان بوجھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مجھے جب اطلاع ملی اس وقت وہ دارالحکومت سے نکل چکے تھے۔ میں نے انہیں ایک شہر کے قریب گھیر لیا تھا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے وہ مقامی پولیس کو جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ میں ان کا پیچھا کر رہا تھا کہ مجھے عمران کے بارے میں داماگ سے اطلاع مل گئی چنانچہ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں ہوشیار کر کے ادھر پوری توجہ مبذول کر دوں۔ اوور اینڈ آل''۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا اور بلیک کیٹ نے بھی ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''ہونہہ۔ کاش ان کے ساتھ عمران ہوتا''...... بلیک کیٹ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی دوسری سائیڈ میں لگے ہوئے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''ہیلو ہیلو۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے بٹن دبا کر تیز تیز لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ گروپ نمبر ون اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سنو۔ ابھی دارالحکومت سے اطلاع آئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد کا گروپ رابات قصبے کی طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے۔ یہ لوگ معدنی سروے کرنے والے ڈیپارٹمنٹ کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ یہ علاقہ تمہاری رینج میں ہے۔ تم نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ مجھے ان کی لاشیں چاہیں ہر

صورت اور ہر قیمت پر۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے چاہے انہیں ہلاک کرنے کے لئے تم پورا اسلحہ استعمال کر دو۔ سمجھ گئے۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ بچ کر نہ جا سکیں گے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک کیٹ نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

وہ چند لمحے بیٹھی سوچتی رہی پھر اس نے اٹھ کر ایک طرف کونے میں رکھی ہوئی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک نقشہ نکال کر میز پر پھیلا دیا اور جھک کر اسے غور سے دیکھنے لگی اور تھوڑی دیر بعد اس نے یونیفارم کی جیب سے ایک پنسل نکالی اور نقشے پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔

وہ جانتی تھی کہ عمران اور اس کے گروپ کو روکنا کرنل ڈیوڈ کے بس کا روگ نہیں ہے اس لئے وہ لازماً یہاں تک پہنچیں گے یہی وجہ تھی کہ وہ ان راستوں کو چیک کر رہی تھی جہاں سے کرنل ڈیوڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گروپ کے اسرائیل میں داخل کے متعلق بتایا تھا۔ وہ اس سلسلے میں پہلے سے جامع منصوبہ بندی کر لینا چاہتی تھی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ سیدھی ہوئی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے نمایاں تاثرات موجود تھے۔ وہ ایک خاص پلاننگ کر چکی تھی۔ اس نے نقشہ اٹھایا اور آ کر کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے اس گروپ کو ہدایات دینا

شروع کر دیں جو اس طرف موجود تھا۔ جدھر سے عمران اور اس کا گروپ آ سکتا تھا گروپ لیڈر کو ہدایات دینے کے بعد وہ مطمئن ہو گئی۔

''اب دیکھتی ہوں کہ یہ لوگ میرے ساتھیوں سے کیسے بچ کر نکلتے ہیں۔ اس بار ان سب کی موت طے ہے اور ان کی ہلاکت کا کریڈٹ صرف اور صرف کیٹ ایجنسی کو ہی ملے گا جس کی میں چیف ہوں''...... بلیک کیٹ نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سامنے پڑا ہوا جام اٹھایا اور ہونٹوں سے لگا کر شراب کے سپ لینا شروع ہو گئی۔

وہ تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریبی ٹرام اسٹیشن کی طرف بڑھے جا رہے تھے کیونکہ ان کے نقطۂ نظر سے اب سڑک کی نسبت ٹرام کا سفر زیادہ محفوظ رہ سکتا تھا انہیں معلوم تھا کہ اس پہاڑی علاقے میں ٹرام کا آخری اسٹیشن جاسار تھا۔ جو ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا۔ جہاں سے انہیں آسانی سے پہاڑی راستوں پر سفر کرنے والے مخصوص خچر مل سکتے تھے اور وہ ان خچروں کی مدد سے آسانی سے ڈاماری پہاڑی کے قریب پہنچ سکتے تھے۔ اسلحے کا تھیلا نعمانی نے اپنی کمر پر باندھ رکھا تھا۔ ایک ایک گھوڑے پر دو دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

ٹرام اسٹیشن پہنچنے پر انہوں نے گھوڑوں کو باہر ہی درختوں سے باندھا اور پھر ٹرام اسٹیشن کی عمارت کی طرف بڑھتے گئے۔ اسی لمحے ایک نوجوان آدمی جس کے جسم پر مخصوص یونیفارم تھی۔ شاید گھوڑوں کی ٹاپوں اور ان کے قدموں کی آواز سن کر کمرے سے نکل کر باہر

برآمدے میں آ گیا۔

"سنو۔ کیا تم یہاں اسٹیشن ماسٹر ہو"...... تنویر نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

"ہاں مگر آپ لوگ کون ہیں پہلے تو اس طرف کبھی نظر نہیں آئے"...... اس نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم معدنی سروے کرنے والے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر ہیں۔ ہم نے فوری طور پر جاسار پہنچنا ہے۔ ہماری جیپ راستے میں خراب ہو گئی ہے اور ہم قصبے کے نمبردار سے گھوڑے لے کر یہاں آئے ہیں۔ ٹرام کس وقت یہاں آئے گی"...... نعمانی نے کہا۔

"ٹرام تو اب ڈھائی گھنٹے بعد آئے گی اس سے پہلے آپ کو ٹرام نہیں مل سکتی"...... اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر اب کیا ہو سکتا ہے۔ سوائے انتظار کے"...... نعمانی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ اندر میرے دفتر میں آ جائیں۔ میں اپنے کوارٹر سے آپ کے لئے چائے بنا کر لے آتا ہوں"...... اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ رہنے دو ہمیں تمہاری اس مہربانی کی ضرورت نہیں ہے"...... تنویر نے اسے جھڑک دیا اور اسٹیشن ماسٹر ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا اور وہ سب اسٹیشن پر ہی ٹہلنے لگے۔

"وہ لوگ اگر ہمارے پیچھے قصبے تک پہنچ گئے تو پھر انہیں یقیناً پتہ چل جائے گا کہ ہم یہاں آئے ہیں اور ٹرام کا کوئی پتہ نہیں کہ کب آئے"...... تنویر نے کہا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو"...... چوہان نے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ انتظار کرنے کی بجائے کیوں نہ ہم گھوڑوں پر ہی آگے سفر جاری رکھیں"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن گھوڑوں کے ذریعے ہم کہاں تک جاسکیں گے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں بہرحال ٹرام کا ہی انتظار کر لینا چاہئے تاکہ ہم محفوظ طریقے سے جاسار تک تو پہنچ جائیں"...... چوہان نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ لیکن بے چینی بہرحال ان سب کو محسوس ہو رہی تھی۔

"ارے یہ کیا۔ اس طرف دیکھو۔ یہ اتنی دھول کیوں اڑ رہی ہے"...... اچانک نعمانی نے کہا اور وہ سب تیزی سے اس طرف کو مڑ گئے جدھر نعمانی دیکھ رہا تھا۔

"اوہ۔ واقعی۔ اوہ اوہ۔ یہ ضرور تیز رفتار جیپیں ہیں۔ ان کی تیز رفتاری کی وجہ سے اتنی دھول اڑ رہی ہے اور یہ آ بھی ادھر ہماری طرف رہے ہیں"...... خاور نے چونکتے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر کا خیال درست ثابت ہوا

ہے۔ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"اب ہم پھنس گئے ہیں۔ اب تو گھوڑوں پر بیٹھ کر بھی دور نہیں جایا جا سکتا۔ اب کیا کریں ادھر کہیں چھپ جائیں"...... چوہان نے بے چین ہو کر کہا۔

"یہ اسٹیشن ماسٹر سب کچھ بتا دے گا۔ پہلے میں اس کا بندوبست کر لوں"...... تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا اس ہال نما کمرے کے اندر گیا جس میں وہ اسٹیشن ماسٹر اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں اور انسانی چیخ سنائی دی۔

"یہ تنویر نے کیا کر دیا۔ اسٹیشن ماسٹر کو مار کر اس نے مزید مصیبت مول لے لی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ یہ لوگ یہاں گھوڑے اور اسٹیشن ماسٹر کی لاش دیکھ کر اردگرد کا سارا علاقہ پوری تفصیل سے چیک کریں گے"...... خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آؤ چلیں۔ ادھر ادھر بکھر کر چھپ جائیں۔ وہ لوگ اب قریب آ چکے ہیں"...... تنویر نے باہر آتے ہوئے کہا اور خاور نے اپنا خیال دوہرا دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا تو مجھے واقعی خیال ہی نہ آیا تھا۔ اب بتاؤ کیا کریں۔ ایسا کرو کہ اسلحہ نکالو اور آنے والوں کو بموں سے اڑا دو"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں تنویر۔ ہو سکتا ہے ان کے پیچھے بھی لوگ آ رہے ہو۔ اس

طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں سنو اگر ہم اس اسٹیشن کی چھت پر چڑھ
جائیں تو مجھے یقین ہے کہ ان کا خیال چھت کی طرف کبھی نہ جائے
گا۔ یہ لوگ یہی سوچیں گے کہ ہم ادھر ادھر چھپے ہوئے ہیں اور آخر
یہ تھک ہار کر واپس چلے جائیں گے۔ اس کے بعد ٹرام آ جائے گی
تو ہم اس پر سوار ہو جائیں گے“...... خاور نے کہا اور چند لمحوں کی
بحث کے بعد آخر کار سب نے خاور کی تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ
کیا۔ کیونکہ اگر وہاں بھی انہیں چیک کر لیا گیا تو پھر ان کے پاس
انتہائی طاقتور اسلحہ تو بہرحال موجود ہی تھا وہ آسانی سے انہیں اوپر
سے ہلاک بھی کر سکتے تھے۔

چھت پر جانے کے لئے سیڑھیاں وغیرہ موجود نہ تھیں۔ اس
لئے وہ دوڑتے ہوئے عمارت کے آخری کونے میں موجود کھمبے کی
طرف بڑھ گئے اور پھر اس پول کی مدد سے ایک ایک کر کے وہ
چاروں چھت پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور اس کے بعد وہ
چاروں کونوں میں چھت پر اس طرح لیٹ گئے کہ اسٹیشن کے
چاروں اطراف کا وہ آسانی سے جائزہ لے اور چیک کر سکتے تھے
لیکن انہیں اوپر آئے بغیر نیچے سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

مشین پسٹل ان سب کے ہاتھوں میں تھے۔ دھول اب بالکل
قریب پہنچ چکی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس دھویں میں سے دو
پولیس جیپیں نمودار ہوئیں اور ان کے لائے ہوئے گھوڑوں کے
قریب آ کر رک گئیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب یہ دیکھ کر بری

طرح چونک پڑے کہ جیپ میں سے سب سے پہلے نکلنے والا آدمی
اسرائیل جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ تھا۔ وہ اپنے مخصوص انداز
میں چیخ چیخ کر جیپ سے اترنے والے دوسرے افراد کو ہدایات
دے رہا تھا۔

جیپ میں سے نکلنے والوں کی زیادہ تعداد البتہ پولیس کے
سپاہیوں کی تھی ان میں اس پولیس آفیسر کو بھی انہوں نے پہچان لیا
تھا جو انہیں ہیڈ کوارٹر لے گیا تھا۔ وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے
آگے بڑھے اور انہوں نے اسٹیشن کی چھوٹی سی عمارت کو چاروں
طرف سے گھیر لیا۔ کرنل ڈیوڈ اور وہ پولیس آفیسر اندر کمرے میں
چلا گیا۔ جہاں اس اسٹیشن ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ سب دم
سادھے خاموش پڑے ہوئے تھے اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے
سپاہیوں اور پولیس آفیسر کو اسٹیشن کے گرد چاروں طرف دوڑتے
ہوئے دیکھا وہ بڑے محتاط انداز میں دوڑ بھی رہے تھے اور چیکنگ
بھی کر رہے تھے جبکہ کرنل ڈیوڈ باہر نہ آیا تھا یا تو وہ اندر کمرے
میں تھا یا پھر برآمدے میں تھا۔

سپاہیوں نے واقعی اردگرد کے علاقے کو اچھی طرح چھان مارا۔
لیکن ظاہر ہے وہ وہاں ہوتے تو انہیں نظر بھی آتے۔ وہ تو ان کے
سروں کے اوپر موجود تھے۔ اس کی طرف ان کا خیال بھی نہ جا سکتا
تھا۔ خاص طور پر کرنل ڈیوڈ کا کیونکہ وہ کرنل ڈیوڈ کا مزاج جانتے
تھے۔ وہ اتنے قریب کا کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا حالانکہ اسٹیشن ماسٹر

کی لاش دیکھ کر اسے سمجھ جانا چاہئے تھا کہ اسے قتل ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اور اتنے کم وقت میں ظاہر ہے وہ زیادہ دور کیسے جا سکتے تھے۔ اس صورت میں لامحالہ انہیں چھت کی چیکنگ کرنی چاہئے تھی۔ لیکن وہ اسی طرح دور دور تک انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ انہیں تلاش کرنے کے بعد جیپوں میں بیٹھ کر واپس چلے گئے لیکن وہ ان کے جانے کے باوجود اسی طرح چھت پر لیٹے رہے کیونکہ یہ ڈاج بھی ہوسکتا تھا۔ وہ دور جیپیں روک کر واپس پیدل بھی ادھر ادھر بکھر کر آسکتے تھے۔ حالانکہ اڑتی ہوئی دھول انہیں بتا رہی تھی کہ جیپیں واقعی واپس جا رہی ہیں لیکن پھر بھی وہ احتیاطاً وہیں پڑے رہے۔ ویسے بھی نیچے جا کر انہوں نے کیا کرنا تھا۔ ٹرام اسٹیشن ویسے ہی سنسان پڑا ہوا تھا۔ دھول اڑتے اڑتے آخر کار بیٹھ گئی اور ماحول پر ہر طرف سکوت سا طاری ہو گیا۔ کافی دیر بعد اچانک انہیں دور سے ایسی آواز سنائی دی جیسے دور سے کوئی ہیوی جیپ آرہی ہو اور وہ بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ ہیوی جیپ اس طرف کیوں آرہی ہے"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں یقیناً اسٹیشن ماسٹر کے قتل کی خبر دے دی گئی ہو گی اس لئے تحقیقات کے لئے متعلقہ پولیس آرہی ہو گی"...... خاور نے جواب دیا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہ مقامی پولیس تھی۔ یہ اسٹیشن کی حدود میں ہونے والے جرم کی تحقیقات نہیں کر سکتی۔ پولیس آفیسر نے یقیناً اندر موجود ون سائیڈ فون پر اطلاع دی ہو گی"......تنویر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہمیں اس ہیوی جیپ پر قبضہ کرنا ہے"...... خاور نے کہا۔

"اور اگر جیپ میں موجود افراد ہمارے قدوقامت کے ہوں تو پھر اور زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ہم پولیس کی یونیفارمز میں آسانی سے آخری اسٹیشن تک پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ کرنل ڈیوڈ اس طرح آسانی سے جان چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس نے یقیناً اب ہیلی کاپٹر کے ذریعے سڑک اور اردگرد کے علاقے کو چیک کرنا ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ تمام ٹرام اسٹیشنوں پر بھی اپنے آدمی پہنچا دے۔ اس نے ہماری تلاش کے لئے وہ سب کچھ کرنا ہے جو اس کے بس میں ہے اور ایک بار ہم ان کی نظروں میں آگئے تو وہ ہمیں فوراً گولیوں سے اُڑا دیں گے"...... چوہان نے کہا اور اس کے بعد وہ چاروں تیزی سے اسی پول کے ذریعے جس سے وہ اوپر گئے تھے نیچے اتر آئے۔

"خیال رکھنا۔ انہیں اس طرح مارنا ہے کہ ان کی یونیفارمز خراب نہ ہوں تاکہ یہ ہمارے کام آسکیں"...... خاور نے کہا اور اس کے بعد وہ چاروں سائیڈ کے برآمدے کے ایک کونے میں جا کر چھپ کر کھڑے ہو گئے۔

یہاں سے وہ ہیوی جیپ کو دور سے چیک کر سکتے تھے اور واقعی تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی بڑے ٹائروں والی ہیوی جیپ اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ اس جیپ کے آگے سرخ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جیپ میں پانچ افراد سوار تھے۔ جن میں سے ایک ڈرائیور اور چار پولیس آفیسرز تھے۔ ہیوی جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس اسٹیشن کے قریب آئی اور پھر رک گئی۔ جیسے ہی جیپ رکی اسی لمحے وہ چاروں پولیس آفیسر اچھل اچھل کر جیپ سے اترے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو کر اس ہال نما کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ جس میں اس اسٹیشن ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

''تم نے اس جیپ کے ڈرائیور کو بے ہوش کرنا ہے۔ یہ ہمیں لے کر جائے گا۔ باقی چار پولیس آفیسرز کو ہم تینوں ہلاک کر دیں گے''...... خاور نے چوہان سے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر کی سرکردگی میں نعمانی اور خاور انتہائی محتاط انداز میں پنجوں کے بل دوڑ کر سائیڈ سے نکل کر برآمدے سے ہوتے ہوئے اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ جہاں اسٹیشن ماسٹر کی لاش تھی اور پولیس آفیسر اندر گئے تھے۔ اندر سے تیز تیز باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

''ہینڈز اَپ۔ ہاتھ اٹھا دو''...... اچانک تنویر نے مشین پسٹل سمیت کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا اور اس کے پیچھے خاور

اور نعمانی بھی مشین پسٹل لئے اندر داخل ہو گئے۔ ان کی کرخت آواز سن کر وہ چاروں بری طرح سے اچھل پڑے اور پھر ان کے ہاتھ مشینی انداز میں اوپر اٹھتے چلے گئے۔ ان سب کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب کون ہو تم''...... ان میں سے ایک نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''اپنا منہ بند رکھو اور دیوار کی طرف منہ کر کے ہاتھ دیوار پر رکھ دو۔ جلدی کرو۔ ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ ہری اپ''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ مم۔ مم۔ مگر......'' ان میں سے ایک نے خوف بھرے انداز میں ہچکچاتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ ان کے قریب سے گزر کر دیوار سے ٹکرائی اور ان چاروں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ ان کے رنگ یکلخت ہلدی کی مانند زرد پڑ گئے تھے۔

''جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو ورنہ دوسری بار گولیاں تمہارے جسم چھلنی کر دیں گی''...... تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ چاروں اس بار بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور انہوں نے دیوار پر ہاتھ رکھ دیئے۔

''ان سے اسلحہ لے لو''...... تنویر نے کہا تو خاور اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے ان چاروں کے سائیڈ ہولسٹروں میں

موجود ریوالور نکال لئے۔

''او کے اب ہماری طرف پلٹو''...... تنویر نے کہا اور وہ چاروں ان کی طرف مڑ گئے۔ اسی لمحے چوہان بھی اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا ڈرائیور کا''...... تنویر نے پوچھا۔

''میں نے اسے کور کر لیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ویل ڈن''...... تنویر نے کہا۔

''تت تت۔ تم ہو کون اور یہ سب کیا کر رہے ہو۔ کیا چاہتے ہو''...... ان میں سے ایک پولیس آفیسر نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اپنا منہ بند رکھو۔ ہم جو چاہتے ہیں۔ ابھی تم سب کو پتہ چل جائے گا۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی منہ سے آواز نکالی تو وہ موت کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے خاموش کھڑے رہو اور جیسا کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان کے چہروں پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔ شاید وہ ایسی سچویشن میں پہلی بار مبتلا ہوئے تھے اس لئے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔

''اب تم چاروں اپنی یونیفارمز اتار دو۔ جلدی کرو''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''یونیفارم''...... ان چاروں کے حلق سے بے اختیار نکلا تو اسی لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں ایک بار پھر ان کی سائیڈ سے نکل

گئیں اور ایک بار پھر ان چاروں نے تیزی سے یونیفارم اتارنی شروع کر دی جیسے اس بار انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو وہ موت کا شکار ہو جائیں گے۔ چند لمحوں کے بعد وہ چاروں بنیان اور انڈر ویئر پہنے کھڑے تھے۔ خاور نے آگے بڑھ کر ان کی یونیفارمز ایک طرف کر دیں۔

''گڈ شو۔ اب تم باری باری اپنا اپنا تعارف بھی کرا دو''...... تنویر نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''میرا نام ڈی ایس پیٹر ہے۔ میں ٹرام پولیس انسپکٹر ہوں''۔ ایک نے جلدی سے کہا۔ دوسرے نے اپنا نام جانسن، تیسرے نے مارٹن اور چوتھے نے فرانک بتایا۔ باقی تینوں اسسٹنٹ سب انسپکٹر تھے۔ تنویر نے باقاعدہ ان سے تفصیلی انٹرویو لیا اور اس کے بعد اچانک اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور دوسرے لمحے وہ چاروں گولیوں کی بوچھاڑ میں چیختے ہوئے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

''یونیفارمز لباس کے اوپر ہی پہن لو آسانی سے پورے آ جائیں گے۔ ان کے جسم بھاری ہیں اس لئے ہم لباسوں کے اوپر ہی یونیفارمز پہن سکتے ہیں''...... تنویر نے مڑ کر ان سب سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے بعد ان چاروں نے تیزی سے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارمز پہننا شروع کر دیں۔ سروں پر پی کیپ

رکھنے کے بعد انہوں نے نام کے بیج بھی باقاعدہ بانٹ لیئے۔ تنویر انسپکٹر پیٹر۔ نعمانی پرنام مارٹن۔ چوہان جانسن اور خاور فرانک بن گیا۔

"ان کی لاشیں ٹھکانے لگانی ہوں گی تاکہ فوری طور پر ہمارا تعاقب نہ ہو سکے"...... تنویر نے کہا۔

"انہیں کسی گڑھے میں پھینک کر اوپر سے گڑھا بھر دیتے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ اس میں وقت لگے گا۔ صرف ان کے چہرے مسخ کر دیتے ہیں۔ پیچھے ٹرام آنے والی ہے۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر مشین گن سیدھی کی اور کمرہ ایک بار پھر تیز تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ اس بار گولیاں لاشوں کے چہروں پر پڑ رہی تھیں۔ ان لاشوں کے چہرے بگڑتے چلے گئے۔

"اس جیپ ڈرائیور کو بھی اٹھا لاؤ تاکہ وہ یہ لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ ان لاشوں کو دیکھ کر وہ اور ڈر جائے گا اور ہمارے ساتھ کوئی گڑبڑ نہیں کرے گا"...... تنویر نے چوہان سے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

چند لمحوں کے بعد وہ واپس آیا تو اس نے بے ہوش جیپ ڈرائیور کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ کمرے میں لاکر اس نے اسے زمین پر پٹخا اور پھر جھک کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے

بند کر دیا پھر جیسے ہی اس جیپ ڈرائیور کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی چوہان پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ ڈرائیور کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی وہ چیخ مار کر بے اختیار اٹھ بیٹھا۔

"سس۔ سس۔ سر۔ آ۔ آ۔ آپ۔ کک کیا۔ کیا مطلب"۔ اس نے بے اختیار اپنے سامنے کھڑے پولیس آفیسروں کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اجنبی آواز سن کر جیپ ڈرائیور بے اختیار ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا اب اس کی آنکھیں شدید حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

"تمہارے چاروں آفیسرز کی لاشیں ادھر پڑی ہیں۔ دیکھو ان کی طرف"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو اس نے پلٹ کر لاشوں کو دیکھا اور پھر وہ خوف سے لرز کر رہ گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب"...... اس نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے آفیسروں کی لاشیں ہیں۔ انہیں اچھی طرح دیکھ لو اور بتاؤ کیا تم بھی ان لاشوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ یا ہم سے تعاون کر کے زندہ رہنا چاہتے ہو"...... تنویر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں غریب آدمی ہوں۔ مجھے مت مارو''...... جیپ ڈرائیور نے مڑ کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گھگیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ہم تمہیں نہیں ماریں گے۔ اور سنو۔ اگر تم وعدہ کرو کہ ہمیں جیپ پر بغیر کسی کو اشارہ کئے یا کوئی غلط حرکت کئے آخری اسٹیشن جاسار تک پہنچا دو گے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں ورنہ جیپ ہم خود بھی چلا سکتے ہیں البتہ تمہاری لاش بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائے گی''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مم۔ مم۔ میں لے جاؤں گا۔ میں لے جاؤں گا اور کوئی غلط حرکت نہ کروں گا''...... جیپ ڈرائیور نے فوراً ہی کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... تنویر نے پوچھا۔

''ابو ریحان۔ میرا نام ابو ریحان ہے''۔ جیپ ڈرائیور نے کہا۔

''اوہ۔ تم مسلمان ہو''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ میں مسلمان ہوں''...... ابو ریحان نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''پھر تمہارے زندہ رہنے کے چانس اور بھی بڑھ گئے ہیں ورنہ میں سمجھ رہا تھا کہ تم بھی ان آفیسرز کی طرح سے یہودی ہو''۔ تنویر

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا آ۔ آپ بھی مسلمان ہیں''...... ابو ریحان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں چلو۔ اب وقت ضائع مت کرو۔ ٹرام آنے والی ہو گی''...... تنویر نے کہا۔

''ٹرام تو آج دو گھنٹے لیٹ ہے۔ آئیں''...... ابو ریحان نے کہا۔ اس کے چہرے پر اب کافی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ چاروں پولیس آفیسرز کی یونیفارم میں جیپ میں بیٹھے خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''کیا ہمیں ہر جگہ پر چیکنگ کے رکنا پڑے گا''...... تنویر نے ابو ریحان سے پوچھا۔

''اوہ۔ نہیں جناب۔ پولیس جیپ کو روکنے کی کس میں جرأت ہے''...... ابو ریحان نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

''جج۔ جناب۔ ایک بات پوچھوں''...... اس نے ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

''کون سی بات''...... تنویر نے کہا۔

''کیا آپ نے ہی اس اسٹیشن ماسٹر کو مارا تھا''...... اچانک ابو ریحان نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں ساتھ بیٹھے تنویر سے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں جناب۔ ویسے پوچھ رہا تھا۔ کیا آپ مجرم ہیں"۔ ابو ریحان کا تجسس بدستور قائم تھا۔

"ہاں۔ مسلمان اسرائیل میں مجرم ہی سمجھے جاتے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ابو ریحان بڑی مہارت سے جیپ کو کہیں پر بھی رکے بغیر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا۔

اگر ابو ریحان ان سے تعاون نہ کر رہا ہوتا تو وہ زیادہ سے زیادہ اگلے اسٹیشن تک ہی پہنچ سکتے تھے پھر انہیں وہاں قتل و غارت کرنی پڑتی اور وہ جلد ہی نظروں میں آ سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کا رویہ ابو ریحان کے ساتھ اتنا سخت نہ رہا تھا اسی لئے ابو ریحان کے چہرے پر سے بھی خوف کے تاثرات زائل ہو گئے تھے۔

"اسرائیل میں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ کا تعلق کسی اور ملک سے ہے"...... ابو ریحان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہاں ڈاماری پہاڑی پر ایک سائنسی لیبارٹری قائم کی گئی ہے جہاں دنیا کا خوفناک ترین ہتھیار بنایا جا رہا ہے۔ ایسا ہتھیار جس کی مدد سے پاکیشیا کے لاکھوں کروڑوں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے گا اور ہم مسلمانوں کو بچانے کے لئے یہ لیبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہیں"۔ تنویر نے لفظ مسلمانوں پر خاص طور پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ ارادے ہیں ان یہودیوں کے۔ اوہ"...... ابو

ریحان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت جذبات کی حدت واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی۔

"بہرحال۔ اس بارے میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بس ہمیں جاسار تک پہنچا دو اور بس"...... تنویر نے کہا۔

"جناب۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں تو میں جاسار سے آگے بھی آپ کی مدد کر سکتا ہوں میں مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان یہ میرا فرض ہے کہ میں مسلمانوں کے خلاف ان یہودیوں کی سازش کو ناکام کرنے کے لئے جو بھی کر سکتا ہوں ضرور کروں مجھے بھی ان سے بے حد نفرت ہے۔ ان کے ظلم وستم جس طرح سے غزہ میں بڑھتے جا رہے ہیں اس سے ہر مسلم کے دل میں ان کے لئے نفرت اور جارحیت بسی ہوئی ہے"...... ابو ریحان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس کے لہجے سے خلوص ٹپک رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم جاسار سے آگے ہماری اور کیا مدد کر سکتے ہو"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ ڈاماری پہاڑی سے بارہ میل پہلے ایک گاؤں ہے۔ ترت۔ وہاں میرا سسرال ہے۔ یہ سارا گاؤں مسلمانوں کا ہے۔ وہاں سے آپ کو کافی مدد مل سکتی ہے"...... ابو ریحان نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ہم کسی گاؤں میں جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ تم نہیں جانتے حکومت نے وہاں ہر طرف اپنے مخبر چھوڑ رکھے ہیں"...... تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات ہے جناب تو آپ گاؤں میں نہ جائیں۔ میں چلا جاؤں گا۔ گاؤں میں ایک آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام تو ابن وقاص ہے لیکن گاؤں والے اسے پہاڑی سیاہ بچھو کہتے ہیں۔ وہ ان پہاڑوں کے اندر ایسے ایسے راستے جانتا ہے کہ جن کی خبر آج تک وہاں رہنے والوں کو بھی نہیں ہو سکی۔ اس کا شوق ہے پہاڑوں کے اندر گھومنے اور نئے نئے راستے تلاش کرنے کا۔ وہ بھی مسلمان ہے۔ اسے یہودیوں سے شدید نفرت ہے۔ اسرائیل کے وجود سے ہی وہ نفرت کرتا ہے۔ میں اسے بلا لاؤں گا۔ وہ یقیناً آپ کی بہت مدد کر سکتا ہے۔ ویسے بھی وہ انتہائی بہادر، بڑے دل گردے والا اور انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک ہے اور کھرا بھی ہے۔ ایک بار جو کہہ دے گا۔ پھر چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے وہ اپنی بات سے نہ پھرے گا''...... ابو ریحان نے جواب دیا۔

''ویل ڈن۔ ہمیں ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے۔ ایسا آدمی واقعی ہمارے لئے معاون ثابت ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر تقریباً چار گھنٹوں تک پوری رفتار سے جیپ دوڑانے کے بعد وہ جاسار اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو گئے۔ ابو ریحان نے اسٹیشن سے کچھ دور ہی جیپ روک دی۔

''صاحب۔ آپ سب مل کر اس جیپ کو دھکیل کر ایک طرف موجود بڑے کھڈ میں چھپا دیں ورنہ جاسار بڑا اسٹیشن ہے وہاں باقاعدہ فوج بھی ہوتی ہے۔ وہ آسانی سے آپ کو جانے نہ دیں

گے اور ایک بات اور کہ جاسار کا اسٹیشن ماسٹر پولیس انسپکٹر پیٹر کا سگا بھائی بھی ہے''...... ابو ریحان نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ چاروں نیچے اتر کر ابو ریحان کے ساتھ مل کر جیپ کو دھکیلتے ہوئے ایک کھڈ کی طرف لے گئے۔ اس کھڈ کے کناروں پر جھاڑیاں تھیں جو اس طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ کھڈ کا دہانہ نظر نہ آتا تھا۔ انہوں نے جیپ اس کھڈ کے اندر دھکیل دی اور جیپ ایک زور دار دھماکے سے اندر جا گری اور لچک دار جھاڑیاں ایک بار پھر آپس میں مل گئیں۔ جن میں جیپ چھپ گئی تھی۔

''اب ٹھیک ہے۔ یہ آسانی سے کسی کو نہیں ملے گی۔ آپ میرے ساتھ آئیں''...... ابو ریحان نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ پھر وہ انہیں لے کر ٹرام کی پٹریاں کراس کرتا ہوا ایک پہاڑی راستے پر آگے بڑھنے لگا۔

''ایک بات بتاؤ''...... تنویر نے کہا۔

''جی جناب''...... ابو ریحان نے کہا۔

''ہم نے جو یونیفارمز پہنی ہیں یہ یہیں اتار دیں یا ان کا ہمیں کوئی فائدہ ہو گا''...... تنویر نے پوچھا۔

''جناب بڑا فائدہ دیں گی۔ یہاں لوگ پولیس والوں سے جتنا ڈرتے ہیں اتنا شاید کسی سے بھی نہ ڈرتے ہوں گے''...... ابو ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر سب بے

اختیار ہنس پڑے۔

”تم واپس جا کر کیا کہو گے۔ ظاہر ہے تم سے پوچھ گچھ تو ہو گی“...... خاور نے پوچھا۔

”میں کہوں گا کہ مجھے مشین گن کی نوک پر لے جایا گیا تھا اور پھر انہوں نے مجھے بے ہوش کر کے جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ جہاں سے ہوش آنے کے بعد میں گرتا پڑتا جاسار اسٹیشن پہنچا اور اس کے بعد آگے کی کہانی شروع۔ آپ بے فکر رہیں میں سب سنبھال لوں گا“...... ابو ریحان نے جواب دیا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔ آگے ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا۔ جہاں سے انہوں نے پولیس کی یونیفارمز کی وجہ سے خچر حاصل کر لئے اور اس کے بعد ان کا سفر کہیں زیادہ تیزی سے ہونے لگا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ایک پہاڑی درے کے قریب ابو ریحان نے خچر رکوائے اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔

”آپ یہاں ٹھہریں جناب۔ میں جا کر پہاڑی سیاہ بچھو کو بلا لاتا ہوں“...... ابو ریحان نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا اور ابو ریحان تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

”ادھر ادھر چھپ جاؤ۔ ہو سکتا ہے یہ شخص ہمیں ڈاج دے رہا ہو“...... تنویر نے کہا اور وہ سب خچروں کو وہیں پتھروں سے باندھ کر بکھر کر چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں ایک چٹان کے پیچھے سے دو آدمی آتے دکھائی دیئے۔ ان

میں سے ایک ابو ریحان تھا۔ دوسرا مقامی پہاڑی آدمی تھا۔ لیکن اس کا جسم خاصا مضبوط تھا۔ اس کے جسم پر کپڑے بھی موٹے اور سستے سے تھے۔ جیسے عام طور پر پہاڑی علاقوں کے غریب لوگ پہنتے ہیں اور اس کا چہرہ واقعی کسی پہاڑی سیاہ بچھو سے ملتا جلتا تھا۔ تنویر سب سے پہلے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور آگے بڑھ گیا۔

”جناب میں نے ابن وقاص کو بتا دیا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی مدد کرنے کے لئے تیار ہے“...... ابو ریحان نے کہا۔

”کیا آپ اکیلے ہیں“...... ابن وقاص نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم وعدہ کرو کہ ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں کرو گے اور ہمارے ساتھ پوری ایمانداری اور خلوص کے ساتھ کام کرو گے“...... تنویر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سپاٹ لہجے میں کہا اور ابن وقاص نے وعدہ کر لیا تو تنویر کو اطمینان ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کا بلایا اور وہ سب چٹانوں کے پیچھے سے نکل آئے۔

”جناب۔ ادھر آ جائیں۔ یہ راستہ ہے۔ یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے ادھر ایک بڑی غار ہے ہم وہاں جا کر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں“...... سیاہ بچھو نے کہا اور وہ سب سیاہ بچھو کے پیچھے خچروں کو کھینچتے ہوئے ایک طرف ہٹ کر ایک پہاڑی میں موجود ایک بڑی غار میں پہنچ گئے۔ خچروں کو باندھ دیا گیا۔

''جناب آپ مجھے تفصیل بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں اور آپ کو کس قسم کی امداد درکار ہے۔ میں ان یہودیوں کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے آپ کا ہر طرح سے ساتھ دوں گا اور جس قدر ممکن ہوا بھرپور انداز میں مدد بھی کروں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے''...... سیاہ بچھو نے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا اور تنویر نے اسے مختصر طور پر ڈاماری پہاڑی پر قائم لیبارٹری اور کیٹ ایجنسی کے متعلق بتا دیا۔

''اوہ ہاں۔ میں نے ان کی چیک پوسٹ دیکھی ہے۔ یہاں سے بارہ میل دور ایک پہاڑی پر انہوں نے مشینیں لگا رکھی ہیں۔ بڑی عجیب سی توپ بھی ہے جس کا منہ آسمان کی طرف ہے اور ایک ہیلی کاپٹر بھی انہوں نے چھپا رکھا ہے۔ میں ایک پہاڑی خرگوش کو پکڑنے کے لئے وہاں تک جا پہنچا تھا ان کی تعداد چار ہے۔ وہ لمبے تڑنگے فوجی ہیں''...... سیاہ بچھو نے چونک کر کہا۔

''کیا ان کے ساتھ کوئی لڑکی بھی ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''لڑکی۔ نہیں جناب۔ میں نے تو کوئی لڑکی نہیں دیکھی ہے۔ وہ چاروں مرد ہیں''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''میرے خیال میں یہ ان کی کوئی چیک پوسٹ ہو گی۔ وہ بلیک کیٹ یقیناً مین کیمپ میں ہو گی''...... خاور نے کہا۔

''اوکے۔ تم ہمیں وہاں تک لے چلو۔ ہم ان سے مزید پوچھ گچھ کر لیں گے''...... تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''پھر جناب ہمیں ایک لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑے گا۔ انہوں نے پہاڑی پر گھومنے والی جدید ترین کیمرہ نما مشین لگائی ہوئی ہے۔ اور میں نے ان کے قریب دو پہاڑی آدمیوں کی لاشیں بھی دیکھی تھیں۔ میں تو ڈر کے مارے واپس آ گیا تھا کہ یہ فوجی ہیں۔ مجھے بھی مار ڈالیں گے''...... سیاہ بچھو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بہرحال تمہارے ساتھ جانے کا ہمیں یہ فائدے ہونا چاہئے کہ وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں''...... تنویر نے کہا۔

''اس بات کی آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں آپ کو نہایت محفوظ اور ایسے راستوں سے لے جاؤں گا کہ ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے اور انہیں خبر تک نہ ہو گی''...... سیاہ بچھو نے کہا۔

''ویری گڈ۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔ کیا میں واپس جا سکتا ہوں یا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں''...... ابو ریحان نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔ تم واپس جاؤ۔ تمہارے اس تعاون کا شکریہ''...... تنویر نے کہا۔

''ارے۔ اس میں شکریہ کی کون سی بات ہے۔ یہ تو میرا فرض تھا''...... ابو ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ باقاعدہ تنویر اور دوسرے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے غار سے نکلا اور دوڑتا ہوا ایک چٹان کی طرف بڑھا اور پھر وہ چٹانوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے ابو سالار کے ساتھ پوری تفصیل سے ساری پلاننگ
کر لی تھی اور اب وہ داماگ سے اسرائیل اور پھر وہاں سے
پہاڑیوں کے اندر ہوتے ہوئے ڈاماری پہاڑی کی طرف جانے کا
پروگرام بنائے ہوئے تھے۔ وہ سب خاکی رنگ کی دو ہیوی اور
انتہائی طاقتور جیپوں میں سوار تھے اور یہ جیپیں انتہائی تیز رفتاری
سے ایک کھلی اور خالی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی
جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ابو سالار تھا۔ اس کے ساتھ جولیا تھی۔
جبکہ عقبی سیٹ پر عمران اور صفدر بیٹھے ہوئے تھے۔

پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا۔ اس کے ساتھ
ہی ٹائیگر اور عقبی سیٹوں پر جوانا اور جوزف موجود تھے۔ جولیا، صفدر،
کیپٹن شکیل، ٹائیگر، جوزف اور جوانا، عمران کے ساتھ ہی داماگ
آئے تھے اور پھر عمران انہیں ایک ہوٹل میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور
بعد میں اس نے ان سب کو اسٹیلن کی دی ہوئی کوٹھی میں بلا لیا

تھا۔

جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی
تھیں۔ کیونکہ انہوں نے اسرائیل کی سرحد میں داخل ہونے تک
خاصا طویل سفر طے کرنا تھا۔

"ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"...... اچانک پچھلی نشست پر
خاموش بیٹھے ہوئے عمران نے کہا اور جیپ میں بیٹھے ہوئے سب
افراد بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہاں کون ہمارا تعاقت کر سکتا ہے
جناب"...... ابو سالار نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سرخ رنگ کی ایک کار کو میں کالونی سے ہی پیچھے دیکھ رہا تھا۔
وہ مسلسل ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ ہمارا انتہائی محتاط انداز میں
تعاقب کیا جا رہا ہے۔ وہ سرخ رنگ کی کار تیسرے چوک پر ایک
سیاہ رنگ کی کار کے قریب جا کر رک گئی تھی اور پھر وہ سیاہ رنگ کی
کار ہمارے پیچھے آنے لگ گئی۔ اب وہ پیچھے ہے۔ یہ کاریں بدل
کر ہمارے پیچھے آ رہے ہیں تا کہ ہم شبہ نہ کر سکیں"...... عمران نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جیپ کے سائیڈ مرر پر جمی
ہوئی تھیں۔

"اوہ۔ کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ"...... جولیا نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"جو بھی ہیں۔ کم از کم دوست تو نہیں ہو سکتے ہیں"...... عمران

نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ انہیں گھیر کو معلوم کرنا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے یہ اس ہارڈ مین کے آدمی ہوں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہارڈ مین۔ وہ کون ہے''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ابو سالار انہیں جانتا ہے۔ اسرائیلی ایجنٹ ہے اور اگر یہ اسی کے آدمی ہیں تو اس کا واضح مطلب ہے کہ مجھے ٹریس کر لیا گیا ہے اور ایسا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اسٹیلن کے گروپ میں سے کسی نے مخبری کی ہو۔ ورنہ کسی صورت ایسا نہیں ہو سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ ایسا نہ سوچیں۔ باس کے گروپ میں سے کسی کی جرأت نہیں کہ وہ ایسا کوئی کام کر سکے''...... ابو سالار نے کہا۔

''او کے۔ تم ایک کام کرو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''حکم کریں''...... ابوسالار نے کہا۔

''جیپ کسی ویران سڑک کی طرف موڑ دو۔ پھر مجھے کسی موڑ پر اتار کر تم آگے بڑھ جانا۔ اس طرح آخری چیکنگ بھی ہو جائے گی کہ کیا واقعی ہماری نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں اور میں جیپ کا ٹائر بلاسٹ کر کے اسے روک بھی لوں گا۔ ویران سڑک کی وجہ سے کام

میں کوئی مداخلت بھی نہ ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''او کے جناب۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک چوک آ رہا ہے۔ میں وہاں سے دائیں طرف کو مڑ جاؤں گا۔ وہ قطعی ویران سڑک ہے۔ آگے ایک موڑ ہے۔ وہاں آپ اتر جائیں۔ ہم آگے جا کر رک جائیں گے اور پھر واپس آ جائیں گے۔ اس دوران آپ انہیں آسانی سے روک سکتے ہیں''...... ابو سالار نے کہا۔

''او کے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا کر اس نے ٹائیگر کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ ابو سالار نے اگلے چوک سے جیپ دائیں طرف جانے والی سنگل روڈ کی طرف موڑ دی۔ ٹائیگر کی جیپ بھی ان کے پیچھے ہی مڑ گئی۔

''ہم موڑ کے قریب پہنچ گئے ہیں جناب''...... ابو سالار نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے ہاتھ میں لے لیا۔ دوسرے لمحے موڑ پر ابو سالار نے جیپ روکی اور عمران یکلخت اچھل کر نیچے کودا اور دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود درخت کے موٹے سے تنے کے پیچھے ہو گیا۔

ٹائیگر کی جیپ بھی آگے نکل گئی۔ اب سڑک صاف تھی اور پھر دور سے اسے وہ سیاہ رنگ کی کار آتی ہوئی دکھائی دی اور عمران چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کار تیزی سے آگے آ رہی تھی۔ پھر جیسے ہی

وہ ریوالور کی رینج میں آئی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے کار قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کی سائیڈ پر دور جا گری۔ عمران نے اس کے اگلے پہیے پر اس وقت فائر کیا تھا جب وہ موڑ مڑی ہی تھی۔ اس لئے ڈرائیور کار کو بروقت سنبھال نہ سکا۔ تین چار قلابازیاں کھا کر کار جیسے ہی رکی اس میں سے اچھل کر دو آدمی باہر نکلے اور دوڑتے ہوئے کار سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ کار میں سے آگ کے شعلے نکلتے نظر آ رہے تھے اور چند لمحوں کے بعد ایک خوفناک دھماکے سے کار کی پٹرول ٹینکی پھٹی اور کار کے پرزے شعلوں کی صورت میں دور دور تک بکھر گئے۔

وہ دونوں مڑے اور دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے اور پھر ان میں سے ایک نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اسی لمحے عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبایا اور وہ آدمی یکلخت چیخ مار کر لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے زمین پر گرا اور اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر نکل کر سڑک پر دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ دوسرے آدمی نے ایک جھاڑی کے پیچھے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عمران نے تیسری بار ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے آدمی کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ جھاڑیوں میں گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔

عمران تنے کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا جھاڑیوں میں پڑے

پھڑکتے ہوئے آدمی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گولی اس کی ران میں ماری تھی۔ اس لئے وہ پھڑکنے کے بعد اب اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اور عمران نے قریب پہنچتے ہی پوری قوت سے اس کے سر پر ریوالور کا دستہ دے مارا اور وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی ٹانگ حرکت میں آئی اور نیچے گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی کنپٹی پر زور دار ضرب کھا کر ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس کی ران سے خون بہہ رہا تھا عمران نے اسے بازو سے پکڑا اور تیزی سے گھسیٹتا ہوا سڑک کے کنارے لے آیا اور پھر اس نے زمین سے مٹی اٹھا کر اس کے زخم پر ڈالنی شروع کر دی۔

چند لمحوں کے بعد اسے اپنی جیپیں واپس آتی ہوئی دکھائی دیں۔ جیپیں قریب آ کر رک گئیں اور عمران کے ساتھی اچھل کر نیچے اتر آئے۔ مٹی پڑنے سے زخم سے نکلنے والا خون بند ہو گیا اور عمران نے جھک کر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

چند لمحوں کے بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت ہوئی اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔ اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر ٹانگ کے زخم کی وجہ سے وہ چیخ کر دوبارہ گر گیا۔ اس کا ایک ہاتھ بے اختیار زخم پر جم گیا اور پھر وہ اس حالت میں اپنے گرد کھڑے عمران اور اس کے

ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں خوف و ہراس کی پرچھائیاں لہرانے لگی تھیں۔

''اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''جم مارکر۔ مم۔ میرا نام جم مارکر ہے''...... اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا تم ہارڈ مین کے آدمی ہو''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں ہارڈ مین کا ساتھی ہوں''...... اس آدمی کے حلق سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے اس نے لاشعوری طور پر یہ الفاظ بول دیئے ہوں۔

''ہونہہ۔ یہ بتاؤ کہ ہمارا تعاقب کرنے کے لئے کیا پلان بنایا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تعاقب۔ کس کا تعاقب۔ ہم تو کسی کا تعاقب نہیں کر رہے تھے''...... جم مارکر نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جوانا۔ اس کے سارے دانت باہر نکال دو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک طرف کھڑا جوانا یکلخت اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور دوسرے لمحے جم مارکر جوانا کے ہاتھ میں جکڑا ہوا اس طرح فضا میں اٹھتا گیا جیسے وہ کوئی پلاسٹک کا بنا ہوا کھلونا ہو۔ اس کے ساتھ ہی جوانا کا دوسرا ہاتھ گھوما اور جم مارکر کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ جوانا کے ایک ہی زوردار تھپڑ سے اس کے منہ سے دانت پھلجڑیوں کی

طرح باہر آ گرے تھے۔ گال پھٹ گیا تھا اور اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

''رک جاؤ۔ بس کرو۔ کہیں مر نہ جائے''...... عمران نے کہا اور جوانا نے جھٹکا دے کر اسے واپس زمین پر پٹخ دیا۔ اس آدمی کا جسم نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران نے کہا اور جوانا نے لات اس کی پسلیوں میں مار دی۔ دوسرے لمحے جم مارکر کا جسم بری طرح پھڑکا اور وہ ہوش میں آ کر چیخنے لگا۔

''بولو ورنہ اس بار تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ مورٹن نے ہمیں حکم دیا تھا''...... جم مارکر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''کون ہے یہ مورٹن''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''وہ وہ۔ ہارڈ مین کا نمبر ٹو ہے۔ ہمارا سیکنڈ باس''...... جم مارکر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساری پلاننگ بتا دی کہ انہوں نے چھ کاروں اور دو جیپوں کی مدد سے ان ٹاما گی جنگل تک تعاقب کرنا تھا لیکن وہ یہ نہ بتا سکا کہ یہ تعاقب کیوں ہو رہا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ ہارڈ مین اور مورٹن کہاں ہوں گے''...... عمران نے پوچھا اور جم مارکر نے ہارڈ مین اور مورٹن کے

متعلق تفصیل بتا دی۔ عمران نے ان کا حلیہ بھی معلوم کر لیا پھر اس نے ریوالور کا ٹریگر دبایا تو ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی جم مارکر کی پیشانی میں گھس گئی اور وہ چیخ مارے بغیر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

''ٹائیگر تم جوزف اور جوانا کے ساتھ جیپ میں جاؤ اور اس ہارڈ مین کو پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ مورٹن کے ساتھ کافی آدمی ہوں گے جبکہ بقول اس جم مارکر کے ہارڈ مین اس وقت اکیلا ہو گا۔ ابو سالار کو ساتھ لے جاؤ یہ ان جگہوں کو جانتا ہے۔ اس کے ساتھ آسانی رہے گی''...... عمران نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں ہارڈ مین کی رہائش گاہ جانتا ہوں۔ وہ ایسی جگہ پر ہے کہ عام آدمی وہاں آسانی سے پہنچ بھی نہیں سکتا''...... ابو سالار نے کہا۔

''ٹھیک ہے جاؤ اور اسے زندہ پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ ہم یہیں تمہارا انتظار کریں گے اور ابو سالار ایسے راستے سے جانا جہاں سے ان کے ساتھی تمہاری جیپ نہ پہچان سکیں۔ سمجھ گئے تم''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں جناب میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر اسے لے کر یہاں پہنچ جائیں گے''...... ابو سالار نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

''تم ہارڈ مین سے کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''جم مارکر نے ٹاماگی جنگل کا نام لے کر مجھے چونکا دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری پوری پلاننگ کا علم ہے اور ہارڈ مین جی پی فائیو کا آدمی ہے۔ تو پھر لازماً یہ پلاننگ کرنل ڈیوڈ تک بھی پہنچ چکی ہو گی اور کرنل ڈیوڈ ہمارے لئے جال بچھا چکا ہو گا۔ وہ ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے۔ اگر اس کے بارے میں معلوم نہ کیا گیا تو وہ جنگل میں کہیں بھی ہمارا شکار کر سکتے ہیں اور ان الجھنوں سے بچنے کے لئے ہارڈ مین کا ہاتھ آنا ضروری ہے''۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تب پھر ہمیں یہاں سے دور ہٹ جانا چاہئے۔ کیونکہ اب جم مارکر کی کار جب اگلے پوائنٹ پر نہ پہنچے گی اور نہ ہی جیپیں پہنچیں گی تو پھر لازماً یہ لوگ چونک پڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ تلاش کرتے ہوئے ادھر آ نکلیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ہم جیپ لے کر آگے نکل چلتے ہیں۔ ابو سالار ادھر ہی گیا ہے اور ظاہر ہے ادھر سے ہی واپس آئے گا''...... عمران نے کہا اور وہ سب جیپ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے جیپ کافی آگے لے جا کر سڑک کی سائیڈ پر بنے ہوئے ایک پرانے سے کھنڈر نما مکان کی اوٹ میں روک دی اور خود نیچے اتر کر وہ ادھر ادھر بکھر گئے تا کہ اگر مورٹن اس کے آدمی ادھر آ بھی جائیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے لیکن طویل انتظار

کے باوجود ادھر سے کوئی آدمی نہ آیا تو وہ سمجھ گئے کہ مورٹن یا اس کے آدمیوں کو اس طرف کا خیال ہی نہ آیا ہوگا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد انہیں دور سے اپنی جیپ آتی ہوئی دکھائی دی اور عمران اور جولیا اوٹ سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا اور جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی۔

''ہارڈ مین کے ساتھ چار آدمی بھی تھے۔ ان کی وجہ سے دیر لگ گئی ہے۔ انہیں پہلے خاموشی سے بے ہوش کرنا پڑا تھا''...... جوزف نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے جوانا ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کے بے ہوش آدمی کو کاندھے پر اٹھائے نیچے اتر آیا۔

''اسے کھنڈر میں لے آؤ اور ابو سالار تم جیپ کو کسی جگہ چھپا دو۔ جوزف اور جوانا کے علاوہ باقی سب باہر رک کر خیال رکھیں گے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کھنڈر کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔ جوانا ہارڈ مین کو اٹھائے اس کے پیچھے تھا اور اس کے پیچھے جوزف تھا۔

''اس کے ہاتھ اور پیر بیلٹس سے باندھ دو۔ یہ آسانی سے سب کچھ نہیں اگلے گا''...... عمران نے کہا اور جوانا نے اسے نیچے گرد آلود فرش پر پٹخ دیا۔

''میرے پاس رسی ہے باس''...... جوزف نے کہا اور اس نے پشت پر لدے ہوئے بڑے سے تھیلے میں سے ہاتھ ڈال کر نائلون

کی سیاہ رنگ کی باریک رسی کا گچھا نکالا۔ اس میں گانٹھیں لگی ہوئی تھیں۔ اور ایک طرف مخصوص قسم کا آنکڑہ تھا۔ یہ کمند تھی۔ بہرحال اسے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ چند لمحوں کے بعد ہارڈ مین کے ہاتھ اور پیر بندھ گئے۔ اور جوانا جھک کر اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لانے لگا۔

چند لمحوں کے بعد ہارڈ مین کے جسم میں حرکت ہوئی پھر آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا اور عمران نے پاؤں اس کی گردن پر رکھ کر اسے گھما دیا۔ ہارڈ مین کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ کون ہو تم''...... ہارڈ مین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اس کے منہ سے بمشکل آواز نکلی تھی۔

''تم بتاؤ۔ تمہارا نام ہارڈ مین ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پاؤں کو ذرا سا واپس گھما دیا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں ہارڈ مین ہوں''...... ہارڈ مین کے حلق سے مسلسل ہاں ہاں کے الفاظ نکلنے لگے۔ اس کی حالت اتنی ہی دیر میں غیر ہو گئی تھی اور اسی لمحے عمران نے یکلخت پاؤں اس کی گردن سے ہٹا لیا کیونکہ اس نے ہارڈ مین کے سینے کو عجیب انداز میں پھولتے پچکتے دیکھ لیا تھا۔ یہ انداز بتا رہا تھا کہ ہارڈ مین دل کا مریض ہے۔ اگر عمران چند لمحے اور پاؤں اس کی گردن پر رکھے

رہتا تو ہارڈ مین یقیناً ختم ہو جاتا۔ پاؤں ہٹنے کے کافی دیر بعد جا کر ہارڈ مین کی بری طرح بگڑی ہوئی حالت سنبھل سکی۔

''تم نے کرنل ڈیوڈ کو ہمارے بارے میں کیا اطلاع دی تھی۔ جلدی بتاؤ ورنہ......'' عمران نے دوبارہ پاؤں اس کی گردن کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن اس بار اس نے پاؤں کا پورا زور ایڑی پر ہی رکھا تھا اور صرف پنجے کا معمولی سا دباؤ گردن پر دیا تھا۔

''وہ وہ۔ وہ''...... ہارڈ مین نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''بولو۔ ورنہ ایک لمحے میں مسل کر رکھ دوں گا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''تت۔ تت۔ تم کون ہو۔ کون ہو تم''...... ہارڈ مین نے بری طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہم وہی ہیں جن کا تعاقب مورٹن اور اس کے آدمی کر رہے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا چونکہ عمران میک اپ میں تھا۔ اس لئے ظاہر ہے ہارڈ مین اسے کیسے پہچان سکتا تھا۔

''اوہ اوہ۔ تم عمران ہو۔ علی عمران''...... ہارڈ مین کے لہجے سے اور زیادہ خوف کا اظہار ہونے لگا۔

''ہاں بولو۔ کیا رپورٹ دی ہے تم نے کرنل ڈیوڈ کو۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ......'' عمران نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور ہارڈ مین نے فوراً ہی وہ ساری باتیں دوہرا دیں جو اس نے کرنل ڈیوڈ کو

بتائی تھیں۔

''کہاں سے تم نے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔ بولو''...... عمران نے پنجے کا دباؤ ذرا سا بڑھاتے ہوئے کہا۔

''بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ سب بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک میں دل کا مریض ہوں۔ مجھے کچھ نہ کہو میں بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں''...... ہارڈ مین نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا

''وہ اسٹیلن کے گروپ کا ایک خاص آدمی ہے ہولٹس۔ وہ مورٹن کے لئے مخبری کرتا ہے۔ اس نے مورٹن کو سب کچھ بتایا تھا۔ اسی کے ذریعے ہمیں تمہارے بارے میں معلومات ملی تھیں۔ میں سچ بتا رہا ہوں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''سچ بتاؤ۔ کیا یہ معلومات تمہیں اسٹیلن نے تو نہیں دی تھیں''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس نے کچھ نہیں بتایا۔ میں سچ بول رہا ہوں۔ میری بات کا یقین کرو''...... اس نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پیر گردن پر رکھ کر اسے تیزی سے گھما دیا۔ ہارڈ مین کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

''جوزف۔ اس کی رسی کھول دو اور اسے اسی طرح سے یہاں پڑا رہنے دو''...... عمران نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

''ابو سالار۔ کیا تم کسی ہولٹس نامی آدمی کو جانتے ہو۔ جو اسٹیلن

کے گروپ میں موجود ہے''...... عمران نے ابو سالار سے پوچھا۔

''ہولٹس۔ جی ہاں۔ باس کا خاص آدمی ہے کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... ابو سالار نے حیران ہو کر پوچھا۔

''وہ ہولٹس اس مورٹن کو تمہارے باس کی مخبری کرتا رہتا ہے اور ہمارے متعلق بھی اس نے ہی بتایا ہے ٹاماگی جنگل والی بات بھی ہولٹس نے ہی انہیں بتائی ہے کیا تم نے ہولٹس سے بات کی تھی کیونکہ ٹاماگی جنگل والی بات تو میرے اور تمہارے درمیان ہوئی تھی''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں نے خود باس کو یہ سب کچھ بتایا تھا۔ باس کا ایک خصوصی اڈہ ٹاماگی جنگل میں ہے۔ کیونکہ اسرائیل سے تمام اسمگلنگ اسی جنگل کے راستے ہوتی ہے۔ میں نے باس کو اس لئے بتایا تھا تاکہ باس اڈے میں موجود اپنے آدمیوں کو ہمارے متعلق بتا دے۔ ورنہ ہم کسی صورت بھی یہ جنگل کراس نہ کر سکتے اور باس نے مجھے کہا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو اطلاع کر دی ہے اب میں آپ سمیت اطمینان سے جنگل کراس کروں''۔ ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باس کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کیا ہے۔ میں اسے ہولٹس کے متعلق بتانا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''جی ہاں جانتا ہوں''...... ابو سالار نے کہا۔

''بتاؤ''...... عمران نے کہا اور ابو سالار نے سر ہلاتے ہوئے

اسے فریکوئنسی بتا دی۔

''جوزف۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر جیپ سے نکال کر لے آؤ''...... عمران نے پاس کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف تیزی سے اپنے والی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ابو سالار کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ پرنس کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے اسٹیلن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس۔ اسٹیلن اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... اسٹیلن کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی اور ظاہر ہے ہونی بھی چاہئے تھی کیونکہ عمران کی کال اس کے لئے قطعی غیر متوقع تھی۔

''اسٹیلن۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے گروپ میں کوئی ہولٹس نامی آدمی بھی موجود ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہولٹس۔ جی ہاں ہے اور وہ میرا خاص آدمی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اوور''...... اسٹیلن نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تو پھر سن لو کہ تمہارا یہ ہولٹس ہارڈ مین کے اسسٹنٹ مورٹن کو مخبری کرتا رہتا ہے۔ اوور''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”مخبری کرتا ہے ہولٹس۔کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پرنس۔ اوور“...... اسٹیلن نے بدستور حیرت سے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے اسے اب تک ہونے والی تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

”اوہ اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ فکر نہ کریں۔ میں اس ہولٹس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ میں اس کا عبرتناک حشر کروں گا۔ اوہ اوہ۔ میرا خاص اسسٹنٹ اور مخبری کرے۔ میں اسے زندہ درگور کر دوں گا۔ اوور“...... اسٹیلن کی حالت واقعی غصے سے پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔

”تم نے جو کرنا ہے وہ تم کرتے رہنا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ابو سالار نے تم سے ٹاما گی جنگل بات کی تھی۔ اوور“...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ابو سالار نے۔ ہاں اور میں نے ٹاما گی جنگل میں اپنے آدمیوں کو اطلاع بھی کر دی ہے۔ وہ ابو سالار کو پہچانتے ہیں۔ اس لئے وہ تمہاری پوری مدد کریں گے۔ کیوں۔ یہ بات تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اوور“...... اسٹیلن نے کہا۔

”میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ابو سالار نے تم سے بات کی پھر ہولٹس کو اس کا پتہ کیسے چلا۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے اپنے دفتر میں ریکارڈنگ سسٹم لگایا ہوا ہے۔ ہماری بات چیت ٹیپ ہو گئی ہو اور یہ ٹیپ ہولٹس نے سن

لیا ہو گا۔ وہ اس ریکارڈنگ سسٹم کا انچارج ہے۔ اوور“...... اسٹیلن نے کہا۔

”اچھا آدمی رکھا ہوا ہے تم نے ریکارڈنگ سسٹم کا انچارج۔ یہ لوگ ہمارے تعاقب کی حماقت نہ کرتے تو ہم پکے ہوئے پھل کی طرح ٹاما گی جنگل سے نکلتے ہی جی پی فائیو کی جھولی میں جا گرتے۔ اوور“...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ مجھ سے واقعی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ آئندہ میں محتاط رہوں گا۔ اوور“...... دوسری طرف سے اسٹیلن نے شرمندگی بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ابو سالار۔ کیا ٹاما گی جنگل میں نکلنے کا اور کوئی پوائنٹ ہے یا نہیں“...... عمران نے اس بار ابو سالار سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک تلخی کا عنصر موجود تھا۔

”جی ہاں جناب۔ یہاں ایک اور پوائنٹ بھی ہے۔ ادھر سے ذرا فاصلہ بھی بڑھ جائے گا اور راستہ بھی زیادہ دشوار ہو گا۔ لیکن بہرحال وہ محفوظ رہے گا“...... ابو سالار نے کہا۔

”اوکے پھر چلو“...... عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے آگے بڑھتے ہی ابو سالار اور عمران کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ عمران کو سنجیدہ دیکھ کر ان سب کے چہروں پر بھی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

یہ ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی پہاڑی تھی۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک کھلا اور وسیع غار موجود تھا۔ اس غار کے دہانے پر کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

ظاہر ہے ان کا موضوع گفتگو عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دوربینیں بھی تھیں۔ وہ باتوں کے دوران دوربین آنکھوں سے لگاتے اور پہاڑی سے نیچے گہرائی میں موجود انتہائی گھنے جنگل کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے۔ کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھ تقریباً بیس آدمی لے آیا تھا۔ اس کے آدمیوں نے یہاں باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت مورچے سنبھالے ہوئے تھے۔

''باس۔ مجھے تو اب فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی ہے''...... ریڈ روزی نے آنکھوں سے دور بین ہٹا کر کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''کس بات کی فکر''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

''کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان کا یہیں انتظار کرتے رہ جائیں اور یہ لوگ کسی اور راستے سے نکل جائیں اب تک تو انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا''...... ریڈ روزی نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ وہ کیوں راستہ بدلیں گے۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم ان کی گھات لگائے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں''۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ لیکن جنگل بے حد وسیع ہے۔ وہ کسی بھی طرف سے نکل سکتے ہیں۔ ویسے میں نے اپنے ٹاپ گروپ کے آدمیوں کو دس میل دور اونچی چوٹی پر بٹھایا ہوا ہے تاکہ اگر وہ کسی اور جگہ سے نکلیں تب بھی ہمیں اطلاع مل جائے وہاں سے سارا جنگل اور اس کے کنارے تک نظر آتے ہیں''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ لیکن وہاں سے بھی کوئی اطلاع نہیں آئی اب تک''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ ان کی طرف سے اطلاع کیوں نہیں آئی ہے اب تک''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''تو تم خود بات کر لو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ میں خود بات کرتی ہوں''...... ریڈ روزی نے کہا اور اٹھ کر غار کے اندر چلی گئی۔ جہاں ان کا سامان موجود تھا۔ چند

لمحوں کے بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلنے لگیں۔

ریڈ روزی نے کرنل ڈیوڈ کی اجازت سے جی پی فائیو کے بارہ افراد کو علیحدہ کر کے ایک الگ گروپ بنایا ہوا تھا اور وہ خود ان کی ٹریننگ بھی کرتی رہتی تھی۔ اسے اس نے ٹاپ گروپ کا نام دیا ہوا تھا اور کرنل ڈیوڈ کے ساتھ آتے ہوئے وہ اپنے ٹاپ گروپ کو بھی ساتھ لے آئی تھی جسے اس نے شروع سے علیحدہ ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹاپ نمبر ون کالنگ۔ اوور''...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ ٹاپ ٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ٹاپ ٹو۔ تم نے اب تک کوئی رپورٹ کیوں نہیں دی۔ اوور''...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں کہا۔

''سوری مادام۔ ابھی تک کسی بھی طرف جنگل میں کسی کے داخل ہونے کی اطلاع ہی نہیں ملی۔ اوور''...... ٹاپ ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک۔ پوری طرح ہوشیار رہنا اور ہر طرف گہری نظر رکھنا''...... ریڈ روزی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس مادام''...... ٹاپ ٹو نے جواب دیا اور ریڈ روزی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''ہونہہ۔ وہاں بھی کچھ نہیں ہے اور یہاں بھی''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس انہیں اب تک کہیں نہ کہیں سے تو جنگل میں داخل ہو ہی جانا چاہئے تھا۔ کہیں انہوں نے ارادہ ہی نہ بدل دیا ہو''۔ ریڈ روزی نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ وہ ارادہ بدلنے والا آدمی نہیں ہے اور میرا دل کہہ رہا ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ہم یہاں اس کے انتظار میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسی حرکت بھی کر سکتا ہے۔ جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ لیکن اسے کیسے علم ہوسکتا ہے باس۔ کیا اسے الہام ہوتا ہے''...... ریڈ روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ الہام تو نہیں ہوتا۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ ایسے معاملات میں ہمیشہ خوش قسمتی اس کے ساتھ رہتی ہے پہلے بھی ایسا کئی بار ہو چکا ہے ورنہ اب تک وہ میرے ہاتھوں نجانے کب کا اپنے انجام تک پہنچ چکا ہوتا''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات مکمل ہوتی اچانک ساتھ پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور ریڈ روزی نے جلدی سے

ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ کرنل ڈیوڈ بھی چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹاپ ٹو کالنگ ٹاپ ون۔ اوور''...... بٹن پریس کرتے ہی ٹاپ ٹو پرجوش آواز سنائی دی۔

''یس۔ ٹاپ ون اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

''مادام۔ تھرڈ پوائنٹ کی طرف سے دو جیپیں جنگل میں سے نکلی ہیں اور اب وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہٹم قصبے کی طرف بڑھی جا رہی ہیں۔ میں نے مخصوص دوربینوں سے چیک کیا ہے۔ ان میں آٹھ افراد ہیں جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے۔ اوور''...... ٹاپ ٹو نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ہمیں انہیں فوری طور پر ہٹم پہنچنے سے پہلے گھیر لینا چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''ٹاپ ٹو۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت فوراً ہٹم قصبے سے پہلے شمال کی طرف دونوکوں والی پہاڑی کے پیچھے مورچہ سنبھال لو۔ وہاں ایک تنگ درہ ہے۔ اس درے سے گزرتے ہوئے انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں بالکل تمہاری وہاں موجودگی کا علم نہیں ہونا چاہئے اور میں چیف کرنل ڈیوڈ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ درے کی جنوبی

سمت کو کور کروں گی۔ اور جب تک میں آرڈر نہ دوں کوئی فائر نہیں ہونا چاہئے۔ سمجھ گئے ہو تم۔ اوور''...... ریڈ روزی نے چیخ کر کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ریڈ روزی نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تیزی سے کرنل ڈیوڈ کے پیچھے دوڑ کر نیچے اترتی چلی گئی۔ کرنل ڈیوڈ پہلے ہی نیچے موجود اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''وہ۔ وہ تھرڈ پوائنٹ سے نکلے ہیں اور ہٹم قصبے کی طرف جا رہے ہیں ہم نے انہیں ہر قیمت پر قصبے میں پہنچنے سے پہلے ختم کرنا ہے۔ نقشہ نکالو نقشہ۔ ہری اپ''...... کرنل ڈیوڈ وہاں پہلے ہی چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔

''باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے پہلے ہی سے نقشہ دیکھ کر تمام ممکنہ راستوں پر نشان لگا دیئے تھے۔ ہٹم سے تقریباً دو کلو میٹر پہلے ایک چھوٹا سا درہ آتا ہے۔ جہاں سے گزر کر ہی ہٹم جایا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے ٹاپ گروپ کو وہاں پہنچنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ وہ اس کے شمال کی طرف مورچہ لگائیں گے ہم یہاں سے فوری روانہ ہو کر ان سے پہلے وہاں جنوب کی طرف پہنچ کر مورچہ بندی کر سکتے ہیں کیونکہ انہیں تھرڈ پوائنٹ سے نکل کر ایک لمبا راستہ طے کر کے ہٹم پہنچنا پڑے گا جبکہ وہ راستہ بے حد شارٹ ہے۔ اس طرح جیسے ہی ان کی جیپیں اس تنگ درے سے گزریں گی ہم دونوں اطراف سے ان پر میزائلوں اور بموں کی

بارش کر کے انہیں یقینی طور پر ہلاک کر سکتے ہیں۔ وہ انتہائی آسان ٹارگٹ ہوں گے“...... ریڈ روزی نے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو۔ ریڈ روزی جیسے کہتی ہے ویسے ہی کرو۔ ہری اَپ۔ ہری اَپ“...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور چند لمحوں کے بعد چار جیپوں میں لدے ہوئے وہ پہاڑی راستوں پر تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔

سب سے آگے والی جیپ میں ریڈ روزی اور کرنل ڈیوڈ تھے جبکہ عقبی جیپوں میں جی پی فائیو کے ارکان تھے ان کی تعداد بیس کے قریب تھی اور اس کے ساتھ ساتھ جیپوں میں ہر قسم کا انتہائی خطرناک اسلحہ بھی بھرا ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جی پی فائیو کا وہ آدمی تھا جو انہی علاقوں کا رہنے والا تھا۔ اس لئے وہ اس سارے علاقے کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ واقعی ایک تنگ درے کے قریب پہنچ گئے۔ پھر ریڈ روزی نے ہی عملی طور پر کمان سنبھال لی۔

تمام جیپوں کو کھائیوں میں چھپا دیا گیا اور اسلحہ لے کر وہ درے کے اوپر والے حصے پر اس طرح پھیل کر بیٹھ گئے کہ پورا درہ ان کی زد میں تھا۔ اس درے کی طوالت خاصی تھی اور جیپیں چاہے کتنی بھی تیز رفتاری سے کیوں نہ گزریں وہ ان کے اسلحے کی زد سے بچ نہ سکتی تھیں اور گہرائی اور درے کی بناوٹ ایسی تھی کہ نیچے سے کسی

طرح بھی ان پر فائر نہ ہو سکتا تھا ریڈ روزی نے واقعی انتہائی ذہانت سے یہ سپاٹ منتخب کیا تھا۔

”ویل ڈن ریڈ روزی۔ رئیلی ویل ڈن۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ ویل ڈن۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ عمران لاکھ ہوشیار ہو اس درے سے زندہ بچ کر نہ جا سکے گا“...... کرنل ڈیوڈ نے سچوئیشن دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اب صرف یہ بات طے ہونی باقی ہے کہ یہ لوگ واقعی وہی ہیں جو ہم سمجھ رہے ہیں یا کوئی اور ہیں۔ اس کے لئے بھی میرے ذہن میں ایک تجویز موجود ہے۔ جیسے ہی یہ جیپیں درے میں داخل ہوں۔ آپ ٹرانسمیٹر کی جنرل فریکوئنسی پر عمران کو کال کریں۔ اس کے پاس لازماً ٹرانسمیٹر موجود ہو گا۔ جنرل فریکوئنسی کی وجہ سے اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ ہم کہاں سے اسے کال کر رہے ہیں۔ اس کے جواب دینے پر آپ اس کا لہجہ پہچان لیں گے تو پھر اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہی لوگ درے میں سے گزر رہے ہیں“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”لیکن اس کی کیا ضرورت ہے اور کون یہاں سے گزر سکتا ہے وہ چوکنا ہو جائے گا اور پھر ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”نہیں باس۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس طرح ہمیں مکمل اطمینان ہو جائے گا اور ایک بار درے میں داخل ہونے کے بعد وہ

کسی طرح بھی زندہ بچ کر نہ جا سکے گا''...... ریڈ روزی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم اسے کال ہی کرتے رہ جائیں اور وہ درہ کراس کر جائے پھر اس کا ہاتھ آنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں موقع دینا اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے والی بات ہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''اوہ باس۔ درے کی طوالت آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ وہ اتنی جلدی اس درے سے بھلا کیسے نکل سکتے ہیں''...... ریڈ روزی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اس کی جیب میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ ریڈ روزی نے فوراً جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''ٹاپ ٹو کالنگ۔ اوور''...... ٹاپ ٹو کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ ٹاپ ون اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... ریڈ روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ دونوں جیپیں درے کے قریب پہنچنے والی ہیں۔ میں نے نمبر سیون کو اونچی چوٹی پر بٹھا دیا تھا۔ اس نے ابھی اطلاع دی ہے۔ ویسے ہم سب جنوب کی طرف پوری طرح تیار بیٹھے ہوئے ہیں اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ جیسے ہی ہماری طرف سے فائر ہو تم لوگوں نے بھی

فائر کھول دینا ہے۔ ان پر اپنا سارا اسلحہ ختم کر دینا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ اوور اینڈ آل''...... ریڈ روزی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے پاس پڑے ہوئے تھیلے میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔

''باس۔ جیسے ہی جیپیں درے میں داخل ہوں آپ کال دینا شروع کر دیں''...... ریڈ روزی نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اس بار اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے دو جیپیں تنگ درے میں داخل ہوتی دکھائی دیں۔ درہ یہاں اتنا تنگ تھا کہ دونوں جیپیں ساتھ ساتھ چلنے کی بجائے آگے پیچھے چل رہی تھیں۔

کافی فاصلہ ہونے کی وجہ سے دونوں جیپیں بالکل کھلونا جیپیں نظر آ رہی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا اور ٹرانسمیٹر میں سے مخصوص آواز نکلنے لگی۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ علی عمران۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو کرنل ڈیوڈ دوبارہ کال دینا شروع ہو گیا۔

''ہیلو ہیلو عمران۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ میری کال اٹنڈ کر لو۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہراتے ہوئے کہا پہلے تو کافی دیر تک کال اٹنڈ ہی نہ

کی گی اور جیپیں اب خاصی واضح ہو چکی تھیں۔ لیکن پھر اچانک ٹرانسمیٹر میں سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہیلو کرنل ڈیڈ باڈی۔ اوہ سوری۔ وہ کیا کیا کہتے ہیں۔ وہ جسے مرنے کے بعد تابوت میں ڈال کر دفن کیا جاتا ہے۔ ایک تو یہ لفظ عین وقت پر راہ فرار اختیار کر جاتے ہیں بہرحال جو بھی ہو اسرائیل جی پی فائیو کے چیف کا عہدہ ایک معزز عہدہ ہے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ تم نے ایسا کون سا ٹرانسمیٹر ایجاد کر لیا ہے کہ اسرائیل میں بیٹھ کر پاکیشیا میں فلیٹ پر بھی تمہاری کال سنی جا رہی ہے۔ اوہ کہیں تم میرے فلیٹ کے باہر تو نہیں کھڑے ہو۔ ارے پاکیشیا آنا تھا تو بتا تو دیتے میں تمہارا شایان شان استقبال کرتا آخر تم جی پی فائیو کے کرنل ڈیڈ باڈی۔ اوہ میرا مطلب ہے کرنل ڈیوڈ ہو۔ اوور''۔ عمران کی مخصوص شوخ آواز سنائی دی اور ریڈ روزی کے ہونٹ بری طرح بھنچ گئے۔ عمران اس کے باس کی واضح طور پر توہین کر رہا تھا۔

''ہونہہ۔ سنو عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ڈاماری پہاڑی کی طرف جا رہے ہو لیکن تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اس ارادے سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ اس بار یقینی موت نے تمہارے چاروں طرف اپنے جال پھیلا رکھے ہیں۔ آگے تمہاری مرضی۔ اوور اینڈ آل''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''یہ واقعی عمران ہے۔ واقعی تسلی ہو جانا زیادہ بہتر رہا ہے لیکن

اب ہمیں فوراً فائر کھول دینا چاہئے۔ وہ شیطان الرٹ ہو چکا ہو گا۔ اب اسے موقع ملا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گدھے کے سینگوں کی طرح سے غائب ہو جائے گا اور ہم سوائے لکیر پیٹنے کے کچھ نہ کر سکیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ اسے آسان موت نہیں ملنی چاہئے۔ اس نے آپ کی بے عزتی کی ہے باس اور اسے اس کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا''...... ریڈ روزی نے غصیلے لہجے میں کہا جیپیں اب کافی نزدیک آ چکی تھیں۔ ریڈ روزی نے ساتھ پڑی ہوئی میزائل گن اٹھائی اور پھر سب سے آگے آنے والی جیپ کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گن کی لمبی سی نال سے نکلنے والا میزائل اڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھا لیکن درے میں تیز ہوا کی وجہ سے میزائل جیپ پر جا کر لگنے کی بجائے سائیڈ پر زمین پر جا گرا اور ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ پڑا۔

اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے بھی فائر کھول دیا اور پھر تو درے کے دونوں اطراف سے دونوں جیپوں پر میزائلوں، مشین گنوں کی گولیوں اور بموں کی جیسے بارش سی ہو گئی۔ جیپیں الٹ گئیں اور اس میں سے عمران کے ساتھی نکل نکل کر دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑنے لگے لیکن اس خوفناک بارش میں وہ کہاں جا سکتے تھے چنانچہ چند لمحوں کے بعد وہ ڈھیر ہو گئے۔ پھر جیپیں بھی خوفناک دھماکے سے پھٹ گئیں۔

درے کے دونوں اطراف سے ہونے والی فائرنگ اس قدر
اچانک شدید اور زور دار تھی کہ جیپوں پر سوار افراد کو ایک لمحے کے
لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا تھا اور تھوڑی دیر بعد تنگ سے
درے میں دونوں جیپوں کے پرزے اور انسانی لاشوں کے ٹکڑے
بکھرے ہوئے پڑے نظر آ رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ فائرنگ ختم
ہوتی چلی گئی۔

''وہ مارا۔ ویل ڈن۔ ریڈ روزی ویل ڈن''...... کرنل ڈیوڈ نے
اٹھ کر بے اختیار ناچتے ہوئے انداز میں کہا اس کا چہرہ خوشی کی
شدت سے بری طرح پھڑک رہا تھا۔ آج اس نے اپنی زندگی کی
سب سے بڑی حسرت پوری کر لی تھی۔ آج اس کا خوفناک دشمن
جس نے اسے ہمیشہ اور ہر قدم پر شکست دی تھی اس کے ہاتھوں
عبرتناک موت سے دو چار ہو گیا تھا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں
کی لاشوں کے ٹکڑے ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔ جو آگ میں
جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''مبارک ہو باس''...... ریڈ روزی نے بھی اٹھ کر مسکراتے
ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ریڈ روزی گریٹ ریڈ روزی۔ آج میں خوش ہوں
بے حد خوش تمہاری وجہ سے مجھے آج بہت بڑی کامیابی ملی ہے ایسی
کامیابی جس کے میں صرف خواب ہی دیکھتا تھا۔ تھینک یو ریڈ
روزی۔ ریئلی تھینک یو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ریڈ روزی

بھی ہنس پڑی۔ دونوں اطراف سے ان کے ساتھی اٹھ کھڑے
ہوئے تھے۔

''آؤ اب نیچے چلیں۔ عمران کا سر اس کے جسم سے کٹ کر گر
چکا ہو گا۔ میں عمران کے سر کو خود ٹھوکریں مارنا چاہتا ہوں۔ میں اس
کا سر اٹھا کر لے جاؤں گا اور صدر اور وزیراعظم کے سامنے پیش
کروں گا۔ سنو ریڈ روزی۔ آج سے تم جی پی فائیو کی ڈپٹی چیف
ہو''...... کرنل ڈیوڈ اس قدر خوش تھا کہ مسرت اس سے سنبھالے نہ
سنبھالی جا رہی تھی اور پھر وہ سب اپنا اپنا اسلحہ اٹھائے نیچے جاتے
ہوئے تنگ راستوں سے درے میں اترنے لگے اور تھوڑی دیر بعد
وہ لاشوں کے سروں پر پہنچ چکے تھے۔ کٹی پھٹی اور مسخ شدہ لاشیں ہر
طرف بکھری ہوئی تھیں

''اوہ اوہ۔ یہ تو ایک لڑکی کا کٹا ہوا سر ہے۔ یہ غیر ملکی ہے اور
یہ یقیناً عمران کی ساتھی لڑکی جولیا کا سر ہے''...... ریڈ روزی نے
ایک عورت کے سر کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں اسے ٹھوکر ما دی۔
کیونکہ کرنل ڈیوڈ نے اسے بتا دیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اس
رکن کا نام جولیا ہے اور جولیا عمران کے بے حد قریب ہے۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیا ہے''...... اچانک ریڈ روزی بے اختیار اچھل
پڑی کیونکہ اس نے جیسے ہی اس لڑکی کے سر کو ٹھوکر ماری تھی اس
کے سر پر موجود وگ ایک طرف جا گری۔ اب اصل مردانہ بال نظر

آنے لگ گئے تھے۔

''مردانہ بال''...... ریڈ روزی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے جلدی سے جھک کر اس کٹے ہوئے سر کو اٹھایا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں اس کے چہرے پر موجود کٹے پھٹے ماسک کو کھینچ کر اتارا تو وہ واقعی ایک مقامی آدمی کا چہرہ تھا۔ ماسک میک اپ سے اسے لڑکی کا چہرہ بنایا گیا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ عمران کا سر کہاں ہے۔ مجھے عمران کا سر کہیں نظر نہیں آ رہا''...... اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے قریب آ کر کہا۔

''بب بب۔ باس۔ یہ دیکھیں یہ لڑکی نہیں تھی۔ اس پر لڑکی کا ماسک میک اپ کیا گیا تھا۔ یہ مقامی آدمی کا چہرہ ہے''...... ریڈ روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو نانسنس۔ ماسک میک اپ''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ ریڈ روزی کے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ سے ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ ریڈ روزی نے بے اختیار ہاتھ میں پکڑا ہوا سر پھینک دیا اور تھیلے میں سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس پر چونکہ وہی جنرل فریکوئنسی پہلے سے ایڈجسٹ تھی۔ اس لئے کال اسی جنرل فریکوئنسی پر ہی آ رہی تھی۔

''ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ جناب کرنل ڈیوڈ چیف آف اسرائیل جی پی فائیو۔ اوور''...... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی دونوں کے چہرے عمران کی آواز سنتے ہی اس طرح زرد پڑ گئے جیسے وہ صدیوں قبر میں دفن رہنے کے بعد ابھی باہر نکلے ہوں۔

''تت۔ تت۔ تم۔ کک کک کیا مطلب۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''آسمان کی بلندیوں سے بلکہ جنت سے۔ تم نے تو ہمیں ڈائریکٹ جنت میں پہنچا دیا ہے لیکن یہاں چند دوزخیوں کی کمی ہے اس لئے دوزخ کے داروغہ نے خصوصی طور پر کہا ہے کہ میں تم سب کو جلد سے جلد جہنم واصل کروں تاکہ وہ تمہیں آگ میں مرغ مسلم کی طرح سے بھون سکے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران کی آواز سنائی دی۔

''اوہ اوہ۔ نکلو۔ جلدی چلو یہاں سے۔ دوڑو دوڑو۔ وہ ہمارے سروں پر ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے پاگلوں کے سے انداز میں ٹرانسمیٹر پھینک کر ریڈ روزی کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی اس نے درے کی قریبی چٹانوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسی لمحے ایک بار پھر اوپر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ ساتھ ہی درے میں سے انسانی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

فائرنگ پہلے کی طرح مسلسل اور خوفناک انداز میں کی جا رہی

تھی لیکن کرنل ڈیوڈ بروقت دوڑ پڑنے کی وجہ سے ریڈ روزی سمیت ایک چھوٹی سی غار میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسی لمحے درے کی شمالی سمت سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن یہ فائرنگ درے کے اندر کی بجائے اوپر کی طرف ہو رہی تھی۔

''اوہ اوہ۔ لگتا ہے اب میرے آدمیوں نے ان پر فائر کھول دیا ہے۔ وہ انہیں یقیناً مار ڈالیں گے''...... ریڈ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے فائرنگ ہوتے ہی درے کے اندر ہونے والی فائرنگ یکلخت ختم ہو گئی۔ اب صرف ریڈ روزی کے آدمیوں کی طرف سے فائرنگ جاری تھی۔ وہ بھی تھوڑی دیر بعد ختم ہو گئی۔ ریڈ روزی تیزی سے غار کے دہانے کی طرف جانے لگی تھی کہ کرنل ڈیوڈ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ عمران اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے۔ وہ اب تمہارے آدمیوں کو ٹریپ کر کے ان پر دوبارہ فائر کھولے گا۔ کاش ہمارے پاس ٹرانسمیٹر ہوتا۔ میں نے گھبراہٹ میں وہیں پھینک دیا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ریڈ روزی ہونٹ چباتے ہوئی رک گئی۔

''یس باس۔ واقعی اگر ہمارے پاس ٹرانسمیٹر ہوتا تو کم از کم میں اپنے گروپ کو تو الرٹ کر دیتی۔ ویسے مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ میرے آدمی خود ہی الرٹ ہوں گے میں نے انہیں خصوصی تربیت دے رکھی ہے''...... ریڈ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود اپنے آپ کو مطمئن کر رہی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی بڑبڑاہٹ ختم ہوتی ایک بار پھر تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے غار کے باہر کا ماحول گونج اٹھا اور اس بار ریڈ روزی اچانک اچھل کر غار کے دہانے کی طرف دوڑ پڑی۔ کرنل ڈیوڈ بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر انہوں نے شمالی طرف اوپر سے ٹاپ گروپ کے چند آدمیوں کو نیچے گرتے ہوئے دیکھا ان کے عقب سے فائرنگ ہو رہی تھی اور وہ اچھل اچھل کر نیچے گر رہے تھے اور ریڈ روزی اس بری طرح ہونٹ کاٹنے لگی جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اڑتی ہوئی جائے اور اس عمران کی گردن اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ ڈالے۔

اس نے ٹاپ گروپ پر بے حد محنت کی تھی ان کی ایسی ٹریننگ کی تھی کہ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ پوری دنیا کے بہترین سیکرٹ ایجنٹ ثابت ہوں گے۔ لیکن وہی لوگ اس کی آنکھوں کے سامنے لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ چند لمحوں کے بعد فائرنگ رک گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کی چیختی ہوئی آواز درے میں گونجنے لگی۔

''مجھے معلوم ہے کرنل ڈیوڈ کہ تم درے کے غار میں چھپے ہوئے ہو اور تم نے تو اپنی طرف سے میری موت پر جشن بھی منایا ہو گا۔ لیکن میں اتنا گھٹیا نہیں ہوں کہ جی پی فائیو کے چیف کو اس بے بسی

کی موت مار دوں۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ تمہاری بہتری اسی
میں ہے کہ تم میرے پیچھے نہ آنا ورنہ شاید تمہیں زندہ رہنے کا دوسرا
موقع نہ ملے یہ میری طرف سے تمہیں لاسٹ وارننگ ہے''۔ عمران
اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہہ رہا تھا اور اس کے بعد خاموشی طاری
ہو گئی۔ کرنل ڈیوڈ کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرہ بے بسی اور
غصے کے ملے جلے تاثرات سے مسخ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ لاچار اور
بے بس تھا اور عمران کے رحم و کرم پر تھا اس لئے وہ کچھ بھی نہ کر
سکتا تھا۔

''مم۔ مم۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہیں اپنے
ہاتھوں سے ماروں گا۔ آخر تم کب تک بچ سکو گے میرے ہاتھوں
سے عمران۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی ہو گی۔ انتہائی عبرتناک
موت جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے
پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اس سے شاید غصہ برداشت نہ ہو سکا
تھا۔ ریڈ روزی خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی وہ اپنے آپ کو
بے حد عقلمند سمجھی تھی لیکن اب اسے بھی احساس ہو رہا تھا کہ ذہانت
کسی کی میراث نہیں ہوتی لیکن ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں عمران
کے خلاف نفرت اور انتقام کا لاوا ابل رہا تھا۔ وہ غصے سے پیچ و
تاب کھا رہے تھے اور ان کی آنکھیں انتقام کے انگارے برسا رہی
تھیں جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ عمران اور ان کے ساتھی ان
کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ ان کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دیں۔

جنگل سے متصل پہاڑی علاقے کی ٹانگی نامی ایک بڑی پہاڑی
کی ایک بڑی غار کا دہانہ ایک بڑی چٹان کی مدد سے پوری طرح
بند کر دیا گیا تھا۔ اس غار کے اندر بیٹری سے چلنے والی دو پورٹیبل
لائٹس جل رہی تھیں۔ جن کی وجہ سے غار پوری طرح روشن تھی۔
غار کے کھلے اور درمیانی حصے میں لوہے کی ایک فولڈنگ میز پر ایک
مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی اس مشین پر ایک بڑی سی
اسکرین نصب تھی۔ اسکرین روشن تھی اور اس پر مختلف مناظر تیزی
سے بدلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ باہر گھپ اندھیرے کے
باوجود پہاڑ کی چوٹی پر لگی ہوئی کیمرہ نما مشین دور دور تک کے
مناظر مسلسل اسکرین پر ٹیلی نائٹ ویو کی طرح دکھا رہی تھی۔

''ہونہہ۔ آخر وہ لوگ ہیں کہاں۔ ہم نے ہر طرف دیکھ لیا ہے
لیکن ابھی تک وہ لوگ رینج میں نہیں آئے جن کے بارے میں
مادام نے اطلاع دی تھی''...... میز کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے

ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے سائیڈ پر کھڑے ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر بے چینی کے عالم میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم یونہی فکر مند ہو رہے ہو۔ جب وہ رینج میں داخل ہوں گے تو نظر بھی آئیں گے۔ جان اسمتھ۔ ویسے کیسے نظر آ جائیں گے''...... دوسری آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ کافی وقت ہو گیا ہے اب تک انہیں رینج میں آ جانا چاہئے تھا''...... بیٹھے ہوئے آدمی نے جس کا نام جان اسمتھ تھا منہ بناتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ دوسرا آدمی مزید کوئی بات کرتا اچانک میز کی سائیڈ پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے مگر جدید ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی تیز آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ جان اسمتھ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو جان اسمتھ۔ میں زارنے بول رہا ہوں پوائنٹ تھری سے۔ اوور''...... بٹن پریس کرتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سرگوشی میں بول رہا ہو۔

''یس۔ جان اسمتھ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے زارنے۔ اوور''...... جان اسمتھ نے کہا۔

''سنو۔ جان اسمتھ۔ میں نے چند سائے تھرڈ کریک کی طرف جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ ان کی بس مجھے ایک جھلک دکھائی دی ہے لیکن بہرحال وہ انسانی ہیولے تھے۔ میں کافی دیر تک مزید

چیک کرتا رہا ہوں لیکن پھر مجھے وہ دوبارہ نظر نہیں آئے میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں۔ اوور''...... زارنے نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انسانی ہیولے اور تھرڈ کریک کی طرف۔ اوہ تم ایسا کرو کہ مارٹن کو کہہ کر مشین کا شارٹ رینج بٹن بھی آن کرا دو اور پھر تم دونوں نیچے آ جاؤ۔ جلدی کرو۔ اوور''...... جان اسمتھ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''یس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''حیرت انگیز۔ اگر یہ واقع انسانی سائے ہیں تو پھر وہ لانگ رینج سے کیسے بچ کر یہاں پہنچ گئے ہیں''...... دوسرے آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ پہاڑی علاقہ ہے رابرٹ۔ یہاں ایسے ایسے راستے ہوں گے جن کا شاید ہمیں زندگی بھر علم نہ ہو سکے لیکن ان لوگوں کا اس طرح یہاں تک پہنچ جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا مقامی آدمی موجود ہے جو اس سارے علاقے کے چپے چپے سے واقف بھی ہے اور جو پہلے ہمیں یہاں دیکھ بھی چکا ہے''۔ جان اسمتھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے ہمیں یہاں چیک کیا ہو اور ہمیں اس کے آنے کا علم ہی نہ ہوا ہو''...... رابرٹ نے حیران

ہو کر پوچھا۔ اس سے پہلے کہ جان اسمتھ کوئی جواب دیتا۔ اچانک مشین کی اسکرین پر جھماکا سا ہوا اور اسکرین یکلخت آف ہو گئی لیکن پھر کچھ ہی لمحوں میں اسکرین دوبارہ روشن ہو گئی اور اب اسکرین پر پہلے سے بدلے ہوئے مناظر نظر آنے لگے تھے۔ اب یہ مشین لانگ رینج کی بجائے شارٹ رینج میں کام کر رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہ مناظر اس پہاڑی کے چاروں طرف کے دکھائی دے رہے تھے۔ جس پر یہ مشین نصب تھی اور جس کے اندر ایک غار میں وہ سب موجود تھے۔

مارٹن اور زارفے ان کے دو ساتھی تھے جنہیں جان اسمتھ نے جو اس گروپ کا انچارج تھا باہر مخصوص جگہوں پر نائٹ ٹیلی سکوپ دے کر بٹھایا ہوا تھا کیونکہ جان اسمتھ کا خیال تھا کہ مشینوں کو تو ڈاج دیا جا سکتا ہے لیکن انسانی آنکھ کو ڈاج نہیں دیا جا سکتا اور اب زارفے کی بات اگر واقعی درست تھی تو اس کا مطلب تھا کہ اس کا خیال بھی درست ثابت ہوا تھا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک غار کی دائیں طرف سے عجیب سی کھڑکھڑانے کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں کے بعد ایک تنگ سے سوراخ میں سے دو اور آدمی یکے بعد دیگرے تیزی سے اندر آ گئے۔ دونوں کے جسموں پر فوجی وردیاں تھیں اور ان کے گلوں میں نائٹ ٹیلی اسکوپ لٹک رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔

''کیا ہوا۔ کوئی نظر آیا''...... ان میں سے ایک نے مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے جان اسمتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نو۔ مجھے تو کوئی دکھائی نہیں دیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہو''...... جان اسمتھ نے کہا۔

''نہیں۔ یہ میرا وہم نہیں ہے۔ میں نے خود انسانی ہیولے دیکھے تھے جو ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر انتہائی تیزرفتاری سے دوسری چٹان کے پیچھے چھپ گئے تھے''...... اس آدمی نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اس طرف دیکھو جان اسمتھ''...... اچانک پہلے سے غار میں موجود رابرٹ نے بری طرح سے چیختے ہوئے جان اسمتھ سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انہوں نے اسکرین پر واضح طور پر پانچ افراد کو جھکے جھکے انداز میں ایک کریک کے اندر دوڑ کر داخل ہوتے دیکھا۔ ان میں سے چار افراد کے جسموں پر ٹرام پولیس کی مخصوص یونیفارم تھی اور ان میں سے ایک نے اپنی پشت پر بڑا سا تھیلا بھی اٹھا رکھا تھا۔ جبکہ پانچواں مقامی پہاڑی آدمی تھا اور وہ ان چاروں سے آگے تھے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی تھیں۔ وہ انتہائی تیزی اور پراسرار انداز میں اندر داخل ہو رہے تھے۔

''یہ پہاڑی آدمی ان کو لے کر اندر آ رہا ہے مارٹن اور یہ بہت نزدیک آ گئے ہیں''...... جان اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... مارٹن نے چونک کر کہا۔

"اس ریز مشین کو آن کرو اور اس غار کو بند کر دو فوراً"۔ جان اسمتھ نے چیختے ہوئے کہا تو مارٹن فوراً سامنے والی دیوار میں نصب ایک مشین کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اسی لمحے وہاں سائیں سائیں کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں۔

"ایسے کام نہیں چلے گا۔ تم ایسا کرو زارفے کہ سپیشل بلاسٹرز سسٹم کی مشین کو چیکنگ مشین کے ساتھ منسلک کر کے آن کر دو۔ ہری اپ"...... جان اسمتھ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے اپنے دوسرے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے غار کی جنوبی سمت کی طرف دوڑ پڑا۔ جہاں سیاہ رنگ کا ایک بڑا تھیلا پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ تھیلا کھولا اور اس کے اندر سے ٹرانسمیٹر نما ایک مشین کے ساتھ ساتھ ایک چارجر بھی نکالا اور ٹرانسمیٹر مشین لا کر اس نے جان اسمتھ کے سامنے پڑی ہوئی مستطیل مشین کے اوپر رکھ کر اس نے اس کے عقب میں موجود ایک تار کے سرے کو مستطیل مشین کے ساتھ منسلک کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور اس پر بے شمار بلب بیک وقت تیزی سے جلنے بجھنے لگ گئے۔

"چارجر مجھے دو"...... جان اسمتھ نے کہا اور زارفے نے چارجر جان اسمتھ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اسکرین پر دوبارہ وہ انسانی سائے نظر نہ آئے تھے۔ وہ شاید کسی کھلی جگہ سے دوبارہ نہ گزرے تھے۔ جان اسمتھ سمیت غار میں موجود تمام افراد کی نظریں

اب اسکرین کی بجائے اس ٹرانسمیٹر نما مشین پر جلنے بجھنے والے بلبوں پر جمی ہوئی تھیں۔

چارجر ریموٹ کنٹرول جیسا تھا اور اس پر بھی بٹن لگے ہوئے تھے۔ جن میں سے ہر بٹن کے اوپر ایک ہندسہ چمک رہا تھا۔ وہ سب دیکھتے رہے پھر اچانک مستطیل مشین کا ایک بلب بجائے جلنے بجھنے کے مسلسل جلنے لگ گیا اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ دیکھو ڈبل ہنڈرڈ بلاسٹر کی رینج میں یہ لوگ داخل ہو چکے ہیں"...... جان اسمتھ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس چارجر پر موجود ڈبل ہنڈرڈ بلاسٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے مستطیل مشین کے سارے بلب بیک وقت بجھ گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکرین پر جیسے آتش فشاں پھٹتے دکھائی دیئے چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر اڑتے ہوئے پوری اسکرین پر نظر آ رہے تھے اور دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں غار کے اندر بھی سنائی دے رہی تھیں۔

چند لمحوں کے بعد یہ اڑتے ہوئے پتھر اور چٹانیں اسکرین سے غائب ہو گئیں اور اسکرین صاف ہو گئی لیکن اب اسکرین پر نظر آنے والے مناظر پہلے کی نسبت تبدیل ہو چکے تھے یوں لگتا تھا جیسے کسی نے پہاڑی کی چاروں سائیڈوں کی ماہیت ہی تبدیل کر کے رکھ دی ہو اور ان سب کے چہروں پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"ختم ہو گئے سب۔ اب ہم باہر جا کر چیکنگ کر سکتے ہیں"۔ رابرٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ پہلے ان کی لاشیں تلاش کریں یا مادام کو اطلاع کر دیں"...... جان اسمتھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو کہتا ہوں پہلے لاشیں تلاش کر لو۔ مادام بے حد وہمی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری بات پر یقین ہی نہ کریں۔ جب ہم انہیں بتائیں گے کہ لاشیں ہمارے سامنے پڑی ہیں۔ تب ہی انہیں یقین آ سکے گا ورنہ نہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"لیکن اب اس بات میں کوئی شک رہ گیا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو سکتا ہے اس لئے مادام سے بات کر لینا ہی اچھا ہے"...... جان اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے رکھے ہوئے ایک مخصوص انداز کے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا اور اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو۔ گروپ ون۔ جان اسمتھ کالنگ مادام۔ ہیلو ہیلو اوور"...... جان اسمتھ نے تیز لہجے میں دوسری طرف بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس مادام اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں کے بعد بلیک کیٹ کی آواز سنائی دی اور جواب میں جان اسمتھ نے ان پانچ افراد کی چیکنگ سے لے کر ڈائنامنٹ بلاسٹ تک کی پوری تفصیل سنا دی۔

"اوہ۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ ٹرام پولیس کی وردی میں تھے۔

اوور"...... مادام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یس مادام۔ چار افراد ٹرام پولیس کی یونیفارم میں تھے جبکہ ایک مقامی لباس میں تھا۔ اوور"...... جان اسمتھ نے جواب دیا۔

"مگر چیف کرنل ڈیوڈ نے تو کہا تھا کہ یہ لوگ معدنی سروے کرنے والے افراد کے میک اپ میں ہیں اور معدنی سروے کرنے والے ٹرام پولیس جیسی یونیفارم تو نہیں پہنتے۔ اوور"...... بلیک کیٹ نے کہا۔

"یس مادام۔ ہو سکتا ہے راستے میں انہوں نے ٹرام پولیس کے افراد کو ختم کر کے ان کی یونیفارمز اڑا لی ہوں۔ اوور"...... جان اسمتھ نے کہا۔

"جو بھی ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں ہر حال میں ان کی یقینی موت کی خواہاں ہوں اور بس۔ تم فوراً دو آدمیوں کو پوائنٹ سے باہر بھیجو اور ان کی لاشیں تلاش کراؤ۔ یاد رکھنا جب تک ان کی لاشیں اس پوائنٹ میں نہ پہنچ جائیں اس وقت تک مجھے کال نہ کرنا۔ میں لنکنگ مشین کے ذریعے ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔ ان کی لاشیں دیکھ کر ہی مجھے سکون آئے گا۔ اوور"...... بلیک کیٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ اوور"...... جان اسمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی مادام نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو جان اسمتھ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ میز کے نیچے

رکھ دیا۔

"تم تینوں جاؤ اور جا کر ان کی لاشیں تلاش کرو اور سنو۔ سرچ لائٹ والی ٹارچیں اپنے ساتھ لے لو اور ان لاشوں کو ریز بلاسٹنگ والی جگہ سے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ جاؤ فوراً جاؤ"...... جان اسمتھ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں لے آنے کے لئے ریز مشین بھی آف کرنی ہو گی اور غار کا بڑا دہانہ بھی کھولنا پڑے گا تب ہی لاشیں اندر آسکیں گی ورنہ نہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"یہی ٹھیک رہے گا۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے"...... جان اسمتھ نے کہا اور رابرٹ تیزی سے دیوار میں نصب ریز مشین کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں سے سائیں سائیں کی آوازیں مسلسل نکل رہی تھیں۔ اس نے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین آف ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سائیں سائیں کی آوازیں نکلنی بھی بند ہو گئیں۔ پھر وہ مڑا اور غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں مارٹن اور زارفے پہلے سے جا کر کھڑے ہو چکے تھے۔

ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی سفید رنگ کی ٹارچیں پکڑی ہوئی تھیں۔ زارفے کے ہاتھ میں دو ٹارچیں تھیں جبکہ مارٹن کے ہاتھ میں ایک۔

"ہمیں اس چٹان کو ہٹانا ہے۔ اس لئے ٹارچیں نیچے رکھو اور میرے ساتھ بھاری چٹان کو ہٹاؤ"...... رابرٹ نے کہا تو انہوں نے

اثبات میں سر ہلائے اور ٹارچیں نیچے رکھ دیں اور پھر وہ تینوں مل کر دہانے پر موجود بھاری چٹان کو ہٹانے کی کوشش کرنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں ان کی کوشش رنگ لائی اور چٹان ایک زور دار دھماکے سے الٹ کر دوسری طرف جا گری اور ان تینوں نے پہلے ہاتھ جھاڑے پھر جھک کر ایک ایک ٹارچ اٹھائی اور چٹان پھلانگتے ہوئے تیزی سے غار کے دہانے سے باہر نکل گئے۔ ان کے چہروں پر جوش کے تاثرات نمایاں تھے

عمران، اسٹیلن کے ساتھ اس کے ٹاماگی اڈے پر پہنچا اور پھر وہ اسٹیلن کا یہ اڈہ دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ان لوگوں نے بہت بڑا اڈہ بنایا ہوا تھا اور یہ اڈہ مکمل طور پر زیر زمین تھا اور اس اڈے کا انچارج لمبے قد اور چھریرے جسم کا ایک آدمی تھا۔ جس کی کلائی پر سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کا نام عماد بن حارث تھا۔

ان کی جیپیں جیسے ہی ٹاماگی جنگل میں داخل ہوئیں درختوں کی اوٹ سے نکل کر کئی مسلح آدمیوں نے انہیں روک لیا تھا۔ دونوں جیپیں اڈے کے اندر لے جائی گئی تھیں اور وہاں اڈے میں عماد بن حارث نے ان کا استقبال کیا تھا۔

''آپ کے بارے میں مجھے باس نے اتنا کچھ کہہ دیا ہے کہ آپ سے مل کر مجھے انتہائی فخر کا احساس ہونے لگا ہے اور واقعی یہ میری خوش قسمتی ہے''...... عماد بن حارث نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت ایک بڑے کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''تو پھر اپنا نام ابوفخر یا پھر فخر الدین رکھ لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ہاں ہاں کیوں۔ نہیں آپ کہتے ہیں تو رکھ لیتا ہوں شکریہ۔ بہرحال باس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ ڈاماری پہاڑی کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ وہاں جا کر آپ نے کیا کرنا ہے''...... عماد بن حارث نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہرنوں یا پھر سمجھ لو کہ لومڑیوں کا شکار کرنا ہے۔ کبھی کھیلا ہے تم نے پہاڑی لومڑیوں کا شکار''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں عمران صاحب میں نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار کھیلا ہے۔ میرے خیال میں پہاڑی لومڑی کا شکار دنیا کا سب سے مشکل شکار کہلاتا ہے۔ بہرحال آپ نہیں بتانا چاہتے تو ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ آپ کی مرضی۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ میرا ایک گروپ صبح ڈاماری پہاڑی کی طرف قبیلہ حاتار کی طرف جا رہا ہے۔ آپ اگر چاہیں تو اس گروپ کے ساتھ چلے جائیں۔ اس طرح یہ لوگ آپ کی حفاظت بھی کریں گے اور آپ کو پہنچا بھی دیں گے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''گروپ جا رہا ہے۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ بتاؤ کہ یہ گروپ کس راستے سے جا رہا ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ہم ایک ہی راستے سے واقف ہیں۔ انتہائی محفوظ راستہ۔ ہم

اسی طرف سے ہی آتے جاتے ہیں۔ آج تک اس راستے پر ہمارا مال کبھی بھی نہیں پکڑا جا سکا''...... عماد بن حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ذرا مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم کس راستے کی بات کر رہے ہو''...... عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ آپ کے پاس تو نقشہ بھی ہے۔ ایک منٹ رکیں۔ میں داماج رجب کو بلاتا ہوں۔ وہ اس راستے کا انچارج ہے۔ وہی آپ کو تفصیل سے بتا سکتا ہے''...... عماد بن حارث نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر دروازے کے پاس مؤدب کھڑے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر اسے داماج کے رہنے والے آدمی رجب کو بلانے کا کہہ دیا اور وہ نوجوان تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

''یہ بتاؤ کہ کتنے آدمی ہوں گے تمہارے اس گروپ میں''۔ عمران نے پوچھا۔

''آٹھ دس افراد تو ہوں گے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''کیسے جائے گا یہ قافلہ''...... عمران نے پوچھا۔

''دو بڑی فورڈ جیپوں پر جبکہ مال تو اونٹوں پر آتا ہے۔ اس لئے دو جیپیں ہی کافی ہیں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''کچھ خاص نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ یہ بتاؤ کیا ان کے

ساتھ کوئی عورت بھی ہو گی''...... عمران نے پوچھا۔

''عورت۔ اوہ نہیں۔ اس دھندے میں کسی عورت کو شامل نہیں کیا جاتا''...... عماد بن حارث نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا پہاڑی آدمی اندر داخل ہوا۔

''تم نے بلایا ہے عماد بن حارث مجھے''...... آنے والے نے کہا۔

''ہاں بیٹھو۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے تاکہ تم نقشے پر نشان لگا کر عمران صاحب کو بتا سکو کہ تم کن راستوں سے اپنا گروپ لے کر حاتار قبیلے میں آتے جاتے ہو''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''اوہ۔ کیوں۔ کیا یہ ہمارے ساتھ جانا چاہتے ہیں''...... رجب نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہو سکتا ہے بہرحال یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ تم بتاؤ انہیں''...... عماد بن حارث نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور رجب سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور سامنے صوفے پر بیٹھ کر درمیانی میز پر جھک گیا جس پر عمران نے نقشہ پھیلا رکھا تھا۔ پہلے تو رجب کو نقشے کی کوئی سمجھ ہی نہ آئی۔

اس نے شاید کبھی کسی نقشے کو دیکھا ہی نہ کیا تھا لیکن جب عمران نے اسے ٹاما گی جنگل اور اس طرح مختلف قصبوں کے ناموں پر نشان لگا کر بتائے تو رجب نقشے کو سمجھنے لگ گیا اور تھوڑی دیر بعد

اس نے وہ راستہ تفصیل سے بتا دیا جس راستے سے وہ گروپ لے کر جاتا تھا اور مال کے کر آتا تھا۔

''اوکے شکریہ''...... عمران نے کہا اور رجب اٹھ کھڑا ہوا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ''...... عماد بن حارث نے کہا اور رجب سلام کر کے واپس چلا گیا۔

''ابو سالار۔ اب تم بتاؤ۔ کہ تم مجھے دوسرے کس راستے سے لے جانا چاہتے تھے''...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ابو سالار سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ سب سے محفوظ ترین راستہ ہے جناب۔ اس لئے ہم اسی راستے سے ہر خطرے سے بے فکر ہو کر سفر کر سکتے ہیں''...... ابو سالار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''عماد بن حارث۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس گروپ میں کسی عورت کو بھی شامل کرو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں سب کچھ کر سکتا ہوں جناب۔ ایک تو کیا کئی عورتوں کو شامل کر دوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس اڈے پر کوئی ایک عورت بھی موجود نہیں ہے۔ پھر میں عورت کہاں سے لا سکتا ہوں۔ اور پھر کل صبح گروپ کا جانا بھی ضروری ہے۔ ورنہ تو میں کسی قصبے سے کسی عورت کو منگوا لیتا لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آپ اس بات پر کیوں اصرار کر رہے ہیں''...... عماد بن حارث نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''جو ہماری نگرانی کر رہے ہیں میں انہیں اصل میں ڈاج دینا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ڈاج۔ اوہ۔ کیا مطلب''...... عماد بن حارث نے چونک کر کہا۔

''انہیں معلوم ہے کہ ہمارے گروپ میں ایک عورت بھی موجود ہے۔ اس گروپ میں اگر کوئی عورت شامل ہو جائے تو وہ اسی طرف متوجہ رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھ نہیں رہا۔ آپ ذرا تفصیل سے مجھے بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ آپ کی نگرانی کون کر رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا مال بھی پکڑا جائے''...... عماد بن حارث نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''ارے نہیں نہیں۔ تمہارے مال کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہماری نگرانی کرنے والوں کا اس کام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ جی پی فائیو کے لوگ ہیں۔ اسرائیل جی پی فائیو کے اور اسمگلنگ وغیرہ جی پی فائیو کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں ادھر نقشے کی طرف دیکھو''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عماد بن حارث نقشے پر جھک گیا۔ جی پی فائیو کی بات ہی اسے سمجھ نہ آئی تھی کیونکہ وہ ایک چھوٹے درجے کا ان پڑھ سا مجرم تھا۔ اس

لئے ظاہر ہے وہ جی پی فائیو کو سرے سے جانتا ہی نہ تھا۔ اس کا واسطہ تو پولیس اور زیادہ سے زیادہ رینجرز سے ہی پڑتا رہتا ہوگا اس لئے اس نے جی پی فائیو کا نام سن کر کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا تھا۔

''یہ دیکھو۔ ہمارا پروگرام اس راستے سے ڈاماری پہنچنا تھا''۔ عمران نے نقشے پر سرخ پنسل سے لائن لگاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ راستہ بھی ڈاماری کو جاتا ہے۔لیکن اس راستے میں دو تین قصبے آجاتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ راستہ استعمال نہیں کرتے اور ان قبیلوں کی سائیڈ سے ہی نکل جاتے ہیں''...... عماد بن حارث نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب دیکھو۔ رجب اس راستے پر جائے گا۔ ان دونوں راستوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے''...... عماد بن حارث نے جواب دیا۔

''جی پی فائیو والوں کو ہمارے راستے کا پتہ چل چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں باقاعدہ چیک کریں گے اور یہ جگہ ہے جہاں وہ چھپ سکتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمیں جنگل سے نکلتا بھی دیکھ سکتے ہیں اور ہمیں چیک بھی کر سکتے ہیں۔لیکن اس جگہ سے جنگل کا صرف ایک کنارہ ہی چیک ہو سکتا ہے۔ پورا علاقہ نہیں۔ انہوں نے یقیناً کسی ایسی جگہ ہی چیکنگ پوائنٹ بنا رکھا ہوگا جہاں سے وہ جنگل کی پوری سرحد کو چیک کر سکیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے پاس جیپیں ہیں۔ اس لئے اگر ہم سے پہلے تمہاری

جیپیں انہیں جنگل سے نکلتی نظر آئیں گی تو پھر لازماً وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم آرہے ہیں۔ چنانچہ وہ اس چیکنگ پوائنٹ کو چھوڑ کر لازماً اس طرف کو آجائیں گے۔ یہاں آکر جب وہ تمہارے آدمیوں کو قریب سے چیک کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہم لوگ نہیں ہیں بلکہ دوسرے ہیں۔ اس لئے وہ فوری طور پر واپس پہلے والے پوائنٹ پر پہنچیں گے لیکن اس دوران ہم خاموشی سے اس پوائنٹ کو کراس کر کے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔ اس طرح وہ یہیں ہمارے انتظار میں بیٹھے رہیں گے اور ہم آگے نکل چکے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ ہمیں کہیں نہیں پا سکتے بس میرا یہی مقصد ہے''...... عمران نے اسے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس میں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن عورت کا کیا مسئلہ ہے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''انہیں معلوم ہے کہ میرے ساتھ ایک عورت ہے اور پہلے انہوں نے طاقتور دوربینوں سے جیپوں کے اندر بیٹھے ہوئے افراد کو چیک کرنا ہے۔ اگر انہیں اس گروپ میں کوئی عورت نظر نہ آئی تو پھر وہ وہیں بیٹھے بیٹھے سمجھ جائیں گے کہ یہ ہم لوگ نہیں ہیں۔ اس طرح ساری پلاننگ ہی فیل ہو جائے گا لیکن ایک عورت کو دیکھ کر وہ فوراً دھوکہ کھا جائیں گے اور ہمیں ان سے بچ کر نکلنے کا راستہ بھی مل جائے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن اب عورت کہاں سے لائی

جائے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''تم کسی نوجوان کو لے آؤ۔ میں اس پر ماسک میک اپ کر کے اس کے چہرے کو عورت جیسا بنا دوں گا اور اس کے سر پر وگ لگا دوں گا اس طرح وہ دور سے عورت ہی دکھائی دے گی۔ اس طرح دوربین سے چیک کرتے وقت وہ لازماً دھوکہ کھا جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے''...... عماد بن حارث نے کہا اور پھر اس نے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان کو کسی کا نام لے کر اسے بلانے کے لئے کہا۔

''صرف یہ بتا دیں کہ ان سب سے ہمارے گروپ کو کوئی خطرہ تو نہیں ہوگا''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''خطرہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ ان لوگوں کا اسمگلنگ سے تو کوئی تعلق نہیں۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ جب وہ تمہیں جاتے ہوئے چیک کریں گے تو ظاہر ہے تمہارے پاس اسمگلنگ کا کوئی مال بھی موجود نہ ہوگا۔ اس لئے وہ کس چیز پر ہاتھ ڈالیں گے۔ لیکن خطرہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ پاگل ہو جائیں اور مقابلہ شروع کر دیں تو اس صورت میں تمہارے آدمیوں کو مقابلہ کرنا ہوگا ویسے اگر تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہو تو تم پیچھے ہٹ سکتے ہو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ہماری وجہ سے تمہارے آدمیوں کو کوئی نقصان پہنچے میں کوئی اور پلاننگ کر لوں گا''...... عمران نے بڑے

صاف اور واضح انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''وہاں جی پی فائیو کے کتنے افراد ہوں گے''...... عماد بن حارث نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

''دس بھی ہو سکتے ہیں بیس بھی ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بہرحال نہیں ہوں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ پھر ٹھیک ہے۔ اتنے آدمی تو کیا اگر اس سے دوگنے بھی آ جائیں تب بھی میرے آدمی ان کا آسانی سے مقابلہ کر لیں گے۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے''...... عماد بن حارث نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ آپ یہ کیسے معلوم کریں گے کہ وہ لوگ کہاں موجود ہیں اور کس وقت وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں گے''...... عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔ صفدر کے علاوہ عمران کے باقی ساتھی آرام کرنے کے لئے مختلف کمروں میں چلے گئے تھے۔ صرف صفدر، عمران کے ساتھ موجود تھا۔

''اس کے لئے ابو سالار سے بات چیت ہو چکی ہے۔ ابو سالار ان سب علاقوں کا کیڑا ہے۔ یہ ابھی ایک فکسڈ ٹرانسمیٹر لے کر خفیہ طور پر چلا جائے گا اور صبح تک یہ ساری صورتحال ہمیں بتاتا رہے گا۔ ہم جیپوں کے ساتھ یہاں تیار رہیں گے جیسے ہی وہ لوگ عماد بن حارث کے گروپ کو دیکھ کر یہ راستہ چھوڑ کر ادھر جائیں گے۔ ہم فوری طور پر یہاں سے چل دیں گے اور جب تک وہ لوگ

انہیں چیک کریں گے اس وقت تک ہم اس حصے کو پار بھی کر چکے ہوں گے‘‘......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کے خیال کے مطابق انہوں نے ایسی چیکنگ کا انتظام نہ کر رکھا ہو کہ وہ دوسرے راستے کو بھی چیک کرسکیں‘‘......صفدر نے کہا۔

’’تو پھر براہ راست ٹکراؤ ہو گا‘‘......عمران نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چنانچہ عماد بن حارث کے ساتھ یہ ساری پلاننگ پوری طرح طے ہو گئی اور عمران نے رجب کے ساتھ جانے والے ایک کم عمر نوجوان کے چہرے پر ماسک میک اپ کر کے اسے ایک لحاظ سے عورت کی شکل دے دی۔ سر پر جولیا کی طرح کے بالوں کی وگ بھی لگا دی گئی لیکن چہرہ بالکل جولیا کی طرح نہ بنایا کیونکہ ایسی صورت میں انہیں فوری طور پر معلوم ہو جاتا کہ عمران انہیں ڈاج دے کر پہلے والے راستے سے نکل رہا ہے۔

صبح سے پہلے ابو سالار کی طرف سے اطلاع بھی مل گئی اور ابو سالار کی اطلاع نے عمران کے خیال کی مکمل تصدیق کر دی۔ ان لوگوں نے دو جگہوں پر چیکنگ کا انتظام کر رکھا تھا اور ابو سالار کے بقول پہلے والے راستے پر ایک عورت اور بیس کے قریب مرد تھے اور سات کے قریب جیپیں بھی ان کے پاس تھیں جبکہ دوسرے گروپ میں دس مرد تھے اور ان کے پاس دو جیپیں تھیں۔

دس آدمیوں والا گروپ ایسی جگہ پر چیکنگ کر رہا تھا جس سے پورے ٹاماگی جنگل کی سرحد کو چیک کیا جا سکتا تھا اور انہوں نے چوٹی پر ایک انتہائی طاقتور اور آٹومیٹک دوربین بھی نصب کر رکھی تھی چنانچہ پہلے سے طے شدہ پلاننگ کے تحت کارروائی کی گئی اور عماد بن حارث کا گروپ رجب کی سرکردگی میں دو جیپوں پر سوار دوسرے راستے سے اپنی مخصوص منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

عماد بن حارث بلکہ عمران نے بھی رجب کو سمجھا دیا تھا کہ اگر انہیں ان لوگوں کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہو تو وہ بلا تکلف فائر کھول دیں اور اپنی حفاظت مکمل طور پر کریں۔ ہاں اگر وہ صرف چیکنگ کریں تو پھر مقابلے کی ضرورت نہیں ہے ادھر عمران اور اس کے ساتھی دو جیپوں میں سوار ابو سالار کی کال کے منتظر تھے۔ ان کے پاس پہلے سے اسلحہ موجود تھا لیکن کچھ خاص قسم کا اسلحہ انہیں عماد بن حارث سے بھی مل گیا تھا۔

پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ اس کے ساتھ عمران اور عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا۔ اس کے ساتھ جولیا اور عقبی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اسلحے کے بڑے تھیلے دوسری جیپ میں رکھے ہوئے تھے۔ صرف ضروری اسلحہ ان سب کے پاس تھا۔ رجب گروپ تھوڑی دیر پہلے روانہ ہو چکا تھا اور عمران کو اس کی اطلاع مل چکی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ابو سالار کی طرف سے

اطلاع مل گئی کہ دونوں گروپ جیپوں میں سوار ہو کر دوسرے راستے کی طرف چلے گئے ہیں۔

جس پر عمران نے ٹائیگر کو جیپ چلانے کا اشارہ کیا اور پھر دونوں جیپیں جنگل سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے درمیانی کھلے میدان کو پار کر کے پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگیں ابھی جیپیں پہاڑیوں کے قریب پہنچنے ہی والی تھیں کہ فکسڈ فریکوئنسی پر کال آ گئی اور عمران اس کال کا کاشن ملتے ہی بری طرح چونک پڑا کیونکہ یہ کال قطعی غیر متوقع تھی۔ اسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں کرنل ڈیوڈ کو اصل پلاننگ کا علم نہ ہو گیا ہو اور وہ رجب گروپ کو چھوڑ کر واپس نہ پلٹ پڑا ہو۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ابو سالار کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... ابو سالار کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کیا ہے۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب۔ ان لوگوں کے ارادے رجب گروپ کے خلاف انتہائی جارحانہ ہیں۔ میں ان کے پیچھے ایک شارٹ کٹ کے تحت گیا ہوں۔ انہوں نے ہنگاری پہاڑی سے آگے انتہائی تنگ درے کے دونوں اطراف میں مورچے بنا لئے ہیں اور انتہائی خطرناک اسلحہ ان کے پاس مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ چیکنگ کی بجائے براہ راست رجب گروپ پر فائر کھول دیں گے۔ ان کے

ارادے ایسے ہی ہیں۔ اوور"...... ابو سالار نے ہراساں سے لہجے میں کہا۔ بہرحال رجب گروپ کے آدمی اسٹیلن کے آدمی تھے۔ اس لحاظ سے ابو سالار کو ان کے بارے میں بے حد فکر تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ کرنل ڈیوڈ بغیر چیک کئے حملہ کرنے کی حماقت نہیں کرے گا۔ تم فوراً اس شارٹ کٹ کے راستے واپس آ جاؤ۔ تاکہ ہم آگے نکل سکیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ میرا سپر مارک کے پاس انتظار کریں۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور"...... ابو سالار نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ سپر مارک کا نشان وہ پہلے ہی نقشے پر لگا چکے تھے اور ابو سالار نے ان سے یہیں ملنا تھا۔

ٹائیگر کو چونکہ راستہ اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا۔ اس لئے ٹائیگر انتہائی اطمینان بھرے انداز میں لیکن پہاڑی راستہ ہونے کے باوجود خاصی تیز رفتاری سے جیپ دوڑائے چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ سپر مارک کے قریب پہنچ گئے ابھی انہوں نے جیپیں وہاں روکی ہی تھیں کہ اچانک عمران کے قدموں میں پڑے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ابو سالار کے پاس تو فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر تھا۔ پھر یہ کال کس کی طرف سے آ رہی تھی اور ٹرانسمیٹر بھی نیا تھا۔ ابھی عمران نے اس پر فریکوئنسی بھی ایڈجسٹ نہ کی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر عمران نے ویسے ہی عماد بن حارث کے سٹور سے اٹھا لیا تھا کہ شاید کہیں

کام آ جائے۔

عمران نے جھک کر نیچے پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ایک بار پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کال جنرل فریکوئنسی پر ہی آ رہی تھی۔ عمران نے بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ علی عمران۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''۔ کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سن کر اور عمران مسکرا دیا۔ اس کال کا مطلب تھا کہ کرنل ڈیوڈ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا درے کی طرف آنے والی جیپوں میں عمران موجود بھی ہے یا نہیں اور اس کی وجہ بھی اسے سمجھ آ گئی تھی۔

کرنل ڈیوڈ کے ذہن میں یہ خیال آیا ہو گا کہ عمران خود اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ پیچھے نہ رہ گیا ہو اور اس نے انہیں ڈاج دینے کے لئے اپنے غیر ضروری ساتھی آگے بھیج دیئے ہوں۔ چنانچہ اس نے بٹن دبایا اور پھر اس نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ مذاق کرنا شروع کر دیا تا کہ کرنل ڈیوڈ یہی سمجھے کہ عمران کو ان کی پکٹنگ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

کرنل ڈیوڈ نے فائدے کی بات یہی کہی تھی کہ وہ ڈاماری پہاڑی کی طرف نہ جائے اس کے ساتھ ہی کال ختم ہو گئی اور عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر واپس سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک چٹان کے پیچھے سے ابو سالار نمودار ہوا۔

تیز اور مسلسل دوڑنے کی وجہ سے اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ

ہو رہا تھا اور چہرے سمیت اس کا پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ابھی ابو سالار عمران کی جیپ میں سوار ہو کر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا کہ یکلخت دور سے خوفناک دھماکوں اور تیز فائرنگ کی لگاتار آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ اس احمق نے رجب گروپ پر فائر کھول دیا ہے۔ اور ویری بیڈ''...... عمران نے فائرنگ کی آواز سن کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''رجب گروپ پر۔ اوہ مجھے پہلے ہی خطرہ تھا۔ وہ سب لوگ مارے جائیں گے۔ میں نے ان کی پوزیشن دیکھی ہے''...... ابو سالار کا چہرہ یکلخت اپنے ساتھیوں کی موت کا تصور کرتے ہی تاریک سا ہو گیا تھا۔

''جلدی کرو ابو سالار۔ فوراً اس شارٹ کٹ سے جیپیں ادھر لے چلو۔ اب مجھے کرنل ڈیوڈ کی اس حماقت کا اس سے انتقام لینا پڑے گا۔ یہ سب کر کے اس نے اچھا نہیں کیا ہے۔ یہ لوگ ہماری وجہ سے موت کا شکار ہوئے ہیں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ابو سالار کا چہرہ انتقام کی بات سنتے ہی کھل اٹھا۔

دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی چٹانوں کے اندر بنے ہوئے تنگ اور ٹیڑھے میڑھے راستوں پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ ٹائیگر کی جگہ ڈرائیونگ ابو سالار نے خود سنبھال لی تھی اور وہ واقعی انتہائی مہارت اور تیزی سے جیپ اس قدر

خطرناک راستے پر دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

فائرنگ کی آوازیں اب آنی بند ہو گئی تھیں۔ اس کا مطلب یہی تھا، کہ رجب گروپ کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے یا پھر انہیں قید کر لیا گیا ہے۔ عمران کو جیسے ہی رجب گروپ کی گرفتاری کا خیال آیا۔ اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور قدموں میں رکھے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ وہ کرنل ڈیوڈ سے بات کر کے اسے یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ جن لوگوں کو اس نے گرفتار کیا ہے ان کا کوئی تعلق اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اس طرح اگر کرنل ڈیوڈ نے انہیں گرفتار کر لیا ہے تو پھر وہ انہیں چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔

''ہوشیار۔ ہم درے کے بہت قریب ہیں''...... اچانک ابو سالار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران جو ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرنے ہی لگا تھا رک گیا۔ اسی لمحے ابو سالار نے تیزی سے جیپ کو گھمایا اور دوسرے لمحے انہوں نے ایک کھائی میں سات خالی جیپیں کھڑی دیکھ لیں۔ ابو سالار نے ان کے قریب جا کر جیپ روک دی۔

''اپنا اپنا اسلحہ اٹھاؤ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ وہ بے حد چوکس دکھائی دے رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ میں تھا لیکن اب وہ ساری صورتحال چیک کرنے کے بعد ہی کال کرنا چاہتا تھا۔ عمران کی ہدایات پر انہوں

نے مشین گنیں اور میزائل گنیں اٹھائیں اور تیزی سے ایک قطار کی صورت میں جنگلی خرگوشوں کی طرح چٹانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں کے بعد ہی وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے درہ کی گہرائی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

درے میں دونوں جیپیں تباہ شدہ حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ ان تباہ شدہ جیپوں کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ صرف جیپیں ہی نہیں وہاں پر ہر طرف انسانی جسموں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور کئی افراد ان لاشوں میں گھومتے پھر رہے تھے۔ عمران کو کرنل ڈیوڈ وہاں کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ شاید دوسری طرف دیوار کے ساتھ جڑ میں تھا۔ لاشیں دیکھ کر ابو سالار اور عمران کے ساتھیوں کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ ان سب کو واقعی انتہائی بے دردی سے ہلاک کیا گیا تھا۔

''باس''...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''دوسری طرف وہ دس آدمی شاید ابھی موجود ہیں میں نے ان میں سے ایک کی جھلک دیکھی ہے''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم فوراً ابو سالار، جوزف اور جوانا کو لے کر ان کی عقبی طرف جاؤ۔ یہ لوگ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان سب کو ہلاک کر دو۔ کوئی ایک بھی زندہ نہ بچے''......

عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران، ٹائیگر اوٹ لے کر تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ عمران نے اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ جناب کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو۔ اوور''...... عمران نے انتہائی خوشگوار لہجے میں کہا۔ اسے یقین تھا کہ کرنل ڈیوڈ جو اس کی نیچے لاش تلاش کرنے میں مصروف ہو گا جب اس کی آواز سنے گا تو وہ یقیناً اپنی بوٹیاں نوچنا شروع کر دے گا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ کک کک کیا مطلب۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''آسمان کی بلندیوں سے بلکہ جنت سے۔ تم نے تو ہمیں ڈائریکٹ جنت میں پہنچا دیا ہے لیکن یہاں چند دوزخیوں کی کمی ہے اس لئے دوزخ کے داروغہ نے خصوصی طور پر کہا ہے کہ میں تم سب کو جلد سے جلد جہنم واصل کروں تا کہ وہ تمہیں آگ میں مرغ مسلم کی طرح سے بھون سکے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے یکلخت تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر نیچے رکھا اور زمین پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر اس نے درے میں فائر کھول دیا۔

اس کے فائر کھولتے ہی صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ وہ فائرنگ کرتے ہوئے آگے کی طرف

بڑھتے گئے تا کہ درے میں موجود ہر آدمی کو ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنے آگے کے سفر کو محفوظ بنا سکتے تھے۔ چونکہ نیچے موجود افراد انتہائی مطمئن انداز میں گھوم پھر رہے تھے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اوپر سے اس طرح اچانک ان پر بھی فائر کھل سکتا ہے۔ اس لئے وہ آسانی سے ٹارگٹ میں آ گئے اور درہ فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن اسی لمحے اچانک درے کی دوسری جانب سے ان پر تیز فائرنگ شروع ہو گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھی چونکہ دوسری طرف سے پہلے ہی چوکنے تھے اس لئے انہیں فوری طور پر اس فائرنگ سے کوئی نقصان نہ پہنچا۔

''بس فائرنگ روک دو تا کہ وہ لوگ یہی سمجھیں کہ ہم ہٹ ہو چکے ہیں''...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے فائرنگ روک دی۔ اب صرف دوسری طرف سے ہی فائرنگ ہو رہی تھی اور گولیاں اور میزائل ان کے آس پاس گر رہے تھے لیکن جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے دوبارہ فائرنگ نہ کی گئی تو آہستہ آہستہ ان کی طرف سے بھی فائرنگ بند ہو گئی۔ عمران چٹان کی اوٹ سے مسلسل دوسری طرف کا جائزہ لے رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس نے دوسری طرف چند افراد کو اوٹ لے کر درے کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

وہ شاید اپنے ساتھیوں کا حال معلوم کرنے کے لئے آگے بڑھ

رہے تھے۔ اب عمران ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے ان کے عقب میں پہنچنے کا منتظر تھا اور چند لمحوں کے بعد اس کا انتظار ختم ہو گیا جب اچانک ان لوگوں کے عقب میں تیز فائرنگ کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی ان میں سے کئی گولیاں کھا کر اچھلے اور درے میں جا گرے۔

انسانی چیخوں سے پہاڑیاں گونج اٹھی تھیں۔ لیکن چند لمحوں کے بعد ہی دوسری طرف سے بھی فائرنگ ختم ہو گئی اور پھر عمران نے ٹائیگر، جوزف اور جوانا اور ابو سالار کو اوٹ سے نکل کر درے کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف موجود تمام افراد ختم ہو چکے ہیں۔

عمران فوراً اوٹ سے نکل آیا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا بڑی چٹان کے کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ درے کے کنارے پر موجود چٹان کی اوٹ سے اس نے نیچے موجود لاشوں کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ کرنل ڈیوڈ کو تلاش کر رہا تھا لیکن کرنل ڈیوڈ کی لاش اسے کہیں نظر نہ آ رہی تھی اور نہ ہی اس عورت کی لاش موجود تھی جس کے متعلق ابو سالار نے بتایا تھا کہ وہ بھی کرنل ڈیوڈ والے گروپ میں موجود تھی۔ درے میں اب لاشوں کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔ عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کی کال کی وجہ سے کرنل ڈیوڈ یقیناً درے کی دیواروں میں موجود سینکڑوں غاروں میں سے کسی میں چھپ گیا ہو

گا۔ اس لئے اب اسے یہاں تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

”میں جانتا ہوں کرنل ڈیوڈ کہ تم درے کی غار میں چھپے ہوئے ہو۔ میری موت کا سن کر تم نے یقیناً جشن منانا شروع کر دیا ہو گا لیکن میں اتنا کم ظرف نہیں ہوں کہ جی پی فائیو کے چیف کو اس بے بسی کی موت مار دوں۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں بس یہ یاد رکھنا کہ تمہارے لئے اب یہی بہتر ہو گا کہ میرے پیچھے نہ آنا۔ ایسا ہوا تو تمہیں زندہ رہنے کا دوسرا موقع نہیں ملے گا۔ یاد رکھنا یہ میری طرف سے تمہیں لاسٹ وارننگ ہے“...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو واپسی کا مخصوص اشارہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے واپس اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں کرنل ڈیوڈ کی سات جیپوں کے ساتھ ساتھ ان کی ایک جیپ موجود تھی۔ دوسری جیپ ابو سالار اور ٹائیگر لے گئے تھے۔

”کیپٹن شکیل۔ یہ جوزف والی جیپ ہے۔ اس میں بموں کا تھیلا موجود ہے۔ تم بم نکال لو۔ میں جیپ دور لے جاتا ہوں۔ تم کرنل ڈیوڈ کی واپسی کا راستہ مسدود کر دو“...... عمران نے اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا جیپ کی عقبی سیٹ پر چڑھا اور اس نے بموں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھایا اور جب تک عمران جیپ کو ریورس کر کے پیچھے لے جاتا وہ تھیلا اٹھائے نیچے اتر گیا۔ جولیا اور صفدر وہیں کھڑے تھے۔

عمران جیپ کو دور لے گیا اور پھر فضا پے در پے بموں کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ صفدر، جولیا اور کیپٹن شکیل نے مسلسل بم پھینک کر ساتوں جیپوں کو تباہ کر دیا تھا۔ پہلے دھماکے تو بموں کے تھے لیکن اس کے بعد بھی دھماکے مسلسل ہوتے رہے۔ یہ دھماکے جیپوں میں موجود اسلحے کے پھٹنے سے ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ابو سالار بھی جیپ لے کر آ گیا اور عمران نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد دونوں جیپیں ایک بار پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگیں۔ اب عمران ابو سالار والی جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

”عمران صاحب۔ میں ایک درمیانے راستے سے جا رہا ہوں۔ میں نے آپ کی آواز سن لی تھی۔ اب اگر کرنل ڈیوڈ کسی طرح ہمارے پیچھے آدمی بھیجے گا بھی سہی تو وہ اس راستے پر ہمیں تلاش نہ کر سکیں گے“...... ابو سالار نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گو ابو سالار نے اپنی طرف سے خاصی عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن عمران کرنل ڈیوڈ کی نفسیات جانتا تھا۔

کرنل ڈیوڈ ان کا پیچھا کرنے کی بجائے اب براہ راست ڈاماری پہاڑی پر پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ وہاں جا کر اس کیٹ ایجنسی کے ساتھ مل کر عمران کا راستہ روک سکے۔ اس لئے وہ اب درمیانی راستے کی طرف سے بے فکر ہو گیا تھا۔

”تھینک یو عمران صاحب“...... اچانک ابو سالار نے بڑے

عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ جوش و جذبات سے جگمگا رہا تھا۔

”کس بات کا شکریہ ادا کر رہے ہو“...... عمران نے کہا۔

”آپ نے رجب اور اس کے ساتھیوں کا بھرپور انتقام لے کر میرا دل جیت لیا ہے عمران صاحب“...... اچانک ابو سالار نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل ڈیوڈ کو پہلے چیکنگ کرنی چاہئے تھی۔ اس نے بہت بڑی حماقت کی جو اس نے چیکنگ کئے بغیر براہ راست فائر کھول دیا تھا۔ بہرحال مجھے یہ افسوس رہے گا کہ ہماری وجہ سے رجب اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا اور میں ان کی موت رائیگاں نہیں جانے دینا چاہتا تھا“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کو نہیں معلوم عمران صاحب۔ ہمارے دھندے میں موت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ ہمارے ہاں اصل بات موت کا انتقام ہوتا ہے۔ اور وہ انتقام بھرپور انداز میں لے گیا ہے۔ میں اب مطمئن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ عماد بن حارث اور چیف باس اسٹیلن کو بھی جب علم ہو گا تو وہ بھی مطمئن ہو جائیں گے“...... ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے پھر وہی حماقت کر دی ہے عمران“...... جولیا نے کہا جو عقبی سیٹ پر صفدر کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"کون سی حماقت"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تم نے کرنل ڈیوڈ کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ تمہیں اس بار اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ ہم اسے نیچے اتر کر آسانی سے تلاش کر سکتے تھے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ حماقت نہیں ہے۔ ہمارے نیچے اترتے ہی کرنل ڈیوڈ کو بھی اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کو موقع مل جاتا۔ وہ کسی غار میں بے ہوش نہ پڑا ہو گا۔ کہ ہم اس کے سر پر پہنچ جاتے اور اسے علم تک نہ ہو سکتا اور میں مزید کسی ساتھی کی جان گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے زندہ رہ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میرے کسی ساتھی کی جان جانے سے ہمیں بے حد فرق پڑ سکتا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے اب سمجھ آ گئی تھی کہ عمران نے کرنل ڈیوڈ کو زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے اور یہ تھی بھی حقیقت۔ وہ زیادہ سے زیادہ نیچے اتر کر کرنل ڈیوڈ کو تو مار لیتے لیکن ان کے اپنے ساتھیوں میں کسی نہ کسی کی موت بھی بہرحال یقینی ہو جاتی۔ اسی لئے عمران نے کرنل ڈیوڈ کو ہلاک کرنے سے گریز کیا تھا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور اب ہر سو اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ تنویر اور اس کے ساتھی سیاہ بچھو کی رہنمائی میں خچروں کی مدد سے پہاڑی علاقے میں آگے بڑھتے جا رہے تھے لیکن جب رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا تو سیاہ بچھو کے کہنے پر وہ خچروں سے اتر کر پیدل آگے بڑھنے لگے۔ انہوں نے خچروں کو وہیں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ خچر واپس اپنے ٹھکانوں پر خود بخود پہنچ جائیں گے کیونکہ ان خشک پہاڑوں میں خوراک آسانی سے نہ ملتی تھی۔ اس لئے جانور خوراک والے اڈے کو بخوبی پہچانتے تھے۔ اندھیرے میں خچروں پر سفر کرنا انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ کسی بھی وقت کسی گہری کھڈ میں بھی گر سکتے تھے۔ سیاہ بچھو واقعی اس علاقے کا کیڑا تھا۔ وہ انہیں ایسے راستوں سے لے جا رہا تھا جن کی وجہ سے وہ پہاڑوں کے اندر ہی اندر آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے گو ہر طرف گھپ اندھیرا چھا چکا تھا۔ لیکن ان کی آنکھیں بھی

اندھیروں سے مانوس ہوگئی تھیں۔ اس لئے وہ گھپ اندھیرے میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ تنویر اور اس کے ساتھی تو پھر بھی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے لیکن سیاہ بچھو اس طرح بے دھڑک آگے بڑھ رہا تھا۔ جیسے اس کی آنکھوں میں بلی کی آنکھیں فٹ کر دی گئی ہوں اور ایسے گھپ اندھیرے کے باوجود ہر چیز واضح اور روشن دکھائی دے رہی ہو۔

''یہ بڑے عجیب اور ٹیڑھے میڑھے سے راستے ہیں''۔ چوہان نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ ان راستوں پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں آپ کو ایسے راستے سے لے جا رہا ہوں جو قدرے محفوظ ہیں''۔ سیاہ بچھو نے مڑ کر کہا۔

''تم ہماری فکر نہ کرو۔ ان لوگوں کی کرو جنہوں نے ہمیں چیک کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہی محفوظ راستہ ہمارے لئے موت کا راستہ بن جائے''...... تنویر نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں گے''...... سیاہ بچھو نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

''میرا خیال ہے ہمیں چیک کر لیا گیا ہے''...... اچانک چوہان نے کہا تو تنویر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کیسے۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا''...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

''جب ہم ان چٹانوں کے پیچھے سے نکل کر کھلے حصے سے گزر

رہے تھے تو اچانک مجھے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کہیں قریب ہی کوئی مشین سی چل رہی ہو۔ اسی وقت سے میری چھٹی حس مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی ہے''...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ممکن ہے آپ کی چھٹی حس درست الارم بجا رہی ہو کیونکہ ہم اسی پہاڑی پر ہی چل رہے ہیں جہاں ان کا غار ہے''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''جو بھی ہے۔ ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ اب کتنی دور رہ گئی ہے وہ غار''...... تنویر نے پوچھا وہ اس وقت ایک سرنگ نما غار کے دہانے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

''زیادہ دور نہیں ہے۔ ہم نے کافی سفر طے کر لیا ہے زیادہ سے زیادہ ہم وہاں بیس منٹ تک پہنچ جائیں گے ہم زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹ بعد وہاں پہنچ جائیں گے''...... سیاہ بچھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی ہمیں مزید محتاط ہو کر چلنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے احتیاط نہ کی تو اندھیرے میں ہی ہم کسی طرف سے اچانک ہونے والی فائرنگ کا شکار ہو جائیں''...... تنویر نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا اور سیاہ بچھو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کا سفر ایک بار پھر جاری ہو گیا۔ اس بار وہ انتہائی محتاط انداز میں چل رہے تھے۔ ان کے کان کھلے ہوئے تھے اور ہلکی سی بھی آواز سن کر وہ

اس طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ چلتے چلتے وہ ایک کریک میں داخل ہوئے اسی لمحے تنویر کا پیر الجھا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ اس کے پیچھے چلنے والے چوہان نے اسے فوراً سنبھال لیا۔

''کیا ہوا۔ سب ٹھیک تو ہے نا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ سب ٹھیک ہے۔ میرا پیر کسی تار میں الجھا ہے''......تنویر نے کہا۔

''تار۔ کیا مطلب۔ کیسا تار''......سب کے منہ سے بیک وقت نکلا اور تنویر مڑ کر اس جگہ پر جھک گیا۔ جہاں اس کے اندازے کے مطابق اس کا پیر الجھا تھا۔

''تم رکو۔ میں دیکھتا ہوں''...... سیاہ بچھو نے کہا اور پھر واقعی چندلمحوں کے بعد سیاہ بچھو پتھروں کی اوٹ میں موجود ایک باریک سی تار کو چیک کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ تار اس سرنگ نما راستے سے نکل کر کریک کی طرف جا رہی تھی اور نجانے کہاں سے آ رہی تھی۔

''کٹر دو نعمانی۔ جلدی کرو کٹر دو۔ یہ ڈبل ہنڈرڈ بلاسٹر کا تار ہے''......تنویر نے چیخ کر کہا اور نعمانی جس نے اپنی پشت پر بڑا سا تھیلا لادا ہوا تھا۔ جلدی سے تھیلا نیچے اتارا اور اسے کھول کر اس کے اندر ہاتھ ڈال دیا۔

''جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... تنویر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

''یہ لو۔ اب اس گھپ اندھیرے میں اسے ٹٹول کر ہی نکالا جا سکتا ہے''......نعمانی نے کہا اور تھیلے میں سے ہاتھ باہر نکال لیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کٹر موجود تھا۔ تنویر نے کٹر نعمانی کے ہاتھ سے جھپٹا اور پھر اس نے جھک کر بجلی کی سی تیزی سے تار کو کاٹنا شروع کر دیا۔ چندلمحوں کے بعد تار میں سے چنگاری سی نکلی اور تار کٹ گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ تنویر سیدھا ہوتا اچانک اس قدر خوفناک دھماکوں کی آوازیں ان کے بالکل قریب سنائی دیں کہ وہ سب بے اختیار اچھل کر منہ کے بل نیچے گرے۔

ایک لمحے کے لئے تو انہیں یہی محسوس ہوا تھا کہ دھماکے عین اسی سرنگ میں ہوئے ہیں۔ جس میں وہ موجود ہیں لیکن نیچے گرتے ہی انہیں بہرحال یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دھماکے اس سرنگ کے اندر نہیں بلکہ باہر ہو رہے ہیں۔

دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ وہ پہاڑی سرنگ بھی لرز اٹھی تھی لیکن بہرحال وہ ان دھماکوں سے محفوظ رہے تھے۔ دھماکوں کے ساتھ ہی سرنگ کے دہانے کے باہر ایک لمحے کے لئے اس قدر تیز روشنی پھیلی تھی جیسے اچانک سورج اس سرنگ کے دہانے پر اتر آیا ہو لیکن دوسرے لمحے دوبارہ اندھیرا چھا گیا۔ البتہ چٹانوں اور پتھروں کے گرنے اور لڑھکنے کی آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری پہاڑی کو ہی کسی نے بموں سے اڑا دیا ہو لیکن بہرحال وہ محفوظ تھے کیونکہ یہ سرنگ قدرتی تھی اور اس کی

سائیڈوں اور اوپر ٹھوس چٹانیں تھیں۔

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اگر ہم یہ تار نہ کاٹتے تو یقیناً یہ دھماکے اس سرنگ کے اندر بھی ہونے تھے۔ ہم بال بال بچے ہیں ورنہ ہمارے بھی چیتھڑے اُڑ جاتے''...... خاور نے سب سے پہلے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''بالکل۔ بس ایک لمحے کا فرق ہماری زندگیاں بچا گیا ہے اور اب اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی ہے کہ چوہان کی چھٹی حس درست سائرن بجا رہی تھی''...... تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اندھیرے کے باوجود انہیں چوہان کے مسکرانے کی وجہ سے اس کے چمکتے ہوئے دانت بخوبی نظر آ گئے تھے۔ چٹانوں اور پتھروں کے گرنے اور لڑھکنے کا شور اب آہستہ آہستہ مدھم پڑتا جا رہا تھا۔

''واقعی انہوں نے یہاں بہت خوفناک انتظام کر رکھا تھا''...... سیاہ بچھو نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اندھیرے کے باوجود خوف کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

''ہمیں بھی اب ان کا استقبال کرنے کے سلسلے میں پوری طرح تیاری کر لینی چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''استقبال۔ کیا مطلب۔ کس کا استقبال''...... تنویر اور دوسرے ساتھیوں نے چونک کر خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ان کے خیال کے مطابق تو ہم ہلاک ہو چکے ہوں

گے اور یقیناً وہ اب ہماری لاشیں اٹھانے آئیں گے''...... خاور نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کام صبح تک کے لئے ملتوی کر دیں پھر کیا ساری رات ہم ان کا انتظار کرتے رہیں گے''۔ نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ اتنا طویل انتظار بیکار ہے۔ یہ تو پہلی چوکی ہے اور اس قسم کی نجانے کتنی چوکیاں اور ہوں گی۔ تب ہم ان کے مین کیمپ تک پہنچ سکیں گے۔ اس لئے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہئے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ایک گھنٹہ انتظار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے تنویر۔ ان دھماکوں سے پہاڑی کی سابقہ ہیئت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہو گی اس لئے اب سیاہ بچھو بھی ہماری رہنمائی ان کے اڈے تک اتنی آسانی سے نہ کر سکے گا جتنی آسانی سے وہ پہلے کر رہا تھا اور دوسری بار اگر ہم انہیں نظر آ گئے تو ضروری نہیں کہ ہم بچ بھی سکیں''...... چوہان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایک گھنٹے تک تو بہرحال انتظار کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہمیں دہانے کے قریب ہی رہنا ہو گا لیکن کھلی فضا سے بچ کر کیونکہ وہ لوگ ہماری طرح اندھیرے میں ٹکریں مارتے نہ آئیں گے اور پھر وہ تو اپنی طرف سے لاشیں اٹھانے آ رہے ہوں گے۔

اس لئے وہ لازماً ٹارچ وغیرہ ساتھ لے کر آئیں گے اور ہم نے ان میں سے ایک کو ہر حال میں زندہ پکڑنا ہے تاکہ اس سے اگلے مورچوں کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کی جاسکیں''۔ خاور نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب بڑے دہانے کی سائیڈ میں اس طرح دبک کر بیٹھ گئے کہ باہر کھلی فضا سے وہ نظر نہ آسکیں۔ انہیں وہاں بیٹھے ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ انہیں دور سے تین روشنیاں چمکتی ہوئی دکھائی دیں۔

صرف روشنیاں نظر آرہی تھیں لیکن روشنیاں جلانے والے چٹانوں کی اوٹ کی وجہ سے نظر نہ آرہے تھے۔ روشنیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور وہ سرچ لائٹ کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔

''شاید ہماری لاشوں کی تلاش کا کام شروع ہو گیا ہے۔ تین آدمی ہیں''......خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی سب نے اثبات سر ہلا دیئے پھر دو روشنیاں کہیں غائب ہوگئیں جبکہ ایک انہیں نظر آرہی تھیں۔ باقی دو کہیں دور نکل گئے تھے۔

''انہیں کاشن دے کر اکٹھا کرنا پڑے گا ورنہ ان کا علیحدہ علیحدہ رہنا ہمارے لئے خطرناک بھی ہوسکتا ہے''......خاور نے کہا۔

''کاشن۔ کیا مطلب''......تنویر نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

''میں دہانے سے ذرا ہٹ کر زمین پر لیٹ کر کراہنا شروع کر

دیتا ہوں۔ تم ایسا کرو بڑے بڑے پتھر میرے گرد اکٹھے کر دو۔ صرف میرے پیر دہانے سے نظر آنے چاہئیں۔ اس طرح وہ سب اکٹھے ہو کر دوڑتے ہوئے ادھر آئیں گے۔ تم سب دہانے کی سائیڈوں میں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ۔ پتھروں کی وجہ سے وہ لازماً دوڑ کر اندر آئیں گے تاکہ مجھے ہلاک کرسکیں۔ ان کے اندر آتے ہی تم آسانی سے انہیں بے ہوش کر سکتے ہو۔ اس طرح ہمیں بیرونی فضا میں بھی نہ جانا پڑے گا کیونکہ ہوسکتا ہے ان کا کوئی ساتھی کسی مشین کے ذریعے ہمیں باہر چیک کرے''۔ خاور نے کہا۔

''ویری گڈ خاور۔ تمہاری ذہانت کی داد دینی پڑتی ہے۔ یہ سب سے بہترین ترکیب ہے۔ چلو لیٹ جاؤ۔ ہم پتھر اکٹھے کرتے ہیں''......تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور خاور مسکراتا ہوا دہانے سے کچھ اندر کی طرف زمین پر لیٹ گیا اور اس کے ساتھیوں نے نہ صرف اس کے گرد بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے بلکہ چھوٹے پتھر ان بڑے پتھروں پر اس انداز میں رکھ دیئے کہ خاور مکمل طور پر ان پتھروں کے اندر چھپ گیا۔

اس کے صرف بوٹ ہی پتھروں سے باہر تھے۔ جو دہانے سے صاف نظر آرہے تھے اور دوسرے لمحے خاور نے کافی اونچی آواز میں کراہنا شروع کر دیا تاکہ آواز باہر موجود افراد تک پہنچ سکے۔ باقی ساتھی دہانے کی سائیڈوں میں چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ انہیں احساس ہوا کہ باہر روشنی

چمکی ہے۔

''اس طرف آجاؤ زارنے۔ ادھر کوئی زخمی پڑا کراہ رہا ہے''...... باہر کچھ فاصلے سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ خاور نے اب آہستہ آہستہ کراہنا شروع کر دیا تھا۔

''ہاں واقعی ادھر سرنگ میں سے آواز آرہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی ابھی زندہ ہے۔ آؤ چلو''...... ایک اور آواز ابھری اور پھر ٹارچ کی تیز روشنی ان پتھروں پر پڑی جن کے نیچے خاور موجود تھا۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ پورا غار روشن ہو گیا تھا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو پتھروں میں دبا ہوا ہے''...... ایک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تینوں آدمی بیک وقت دوڑ کر اندر داخل ہوئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ پتھروں کے ڈھیر تک پہنچتے۔ تنویر، چوہان اور نعمانی بجلی کی سی تیزی سے ان پر جھپٹے اور غار آنے والوں کی چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ تینوں فضا میں اڑ کر دھماکے سے نیچے گرے تھے۔

اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے دو افراد مشین گن کی فائرنگ کی زد میں آکر بری طرح چیختے ہوئے چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے جبکہ تیسرا جو بچ گیا تھا خود ہی خوف کے مارے واپس زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے نعمانی نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے

کھڑا کر دیا۔

چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے قابو کر لئے خاور بھی اپنے اوپر موجود پتھروں کو ہٹا کر سمٹ کر اٹھا اور پھر کر بڑے پتھر پھلانگتا ہوا باہر آ گیا۔ تیز روشنی والی ٹارچیں ان تینوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی تھیں۔ جنہیں سیاہ بچھو نے اکٹھا کر کے پکڑ لیا تھا۔

''اس کے ہاتھ باندھ دو۔ جلدی کرو''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا وہ مشین گن کی نال اس آدمی کے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم۔ تم سب زندہ ہو۔ یہ سرنگ تباہ نہیں ہوئی۔ یہاں تو بلاسٹرز فکس تھا''...... پہلی بار اس آدمی کے حلق سے حیرت اور خوف سے بھری ہوئی آواز نکلی۔

''ہم اس لئے بچ گئے کہ ہم نے اس کی تار دھماکوں سے پہلے ہی کاٹ دی تھی''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا اور اس آدمی کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کے کاندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن پہلے ہی نیچے گر چکی تھی۔ اس لئے اب وہ نہتا کھڑا تھا۔ خاور نے بیلٹ کے ساتھ لٹکا ہوا رسی کا گچھا نکال کر اس آدمی کے ہاتھ جو چوہان نے عقب میں کر کے پکڑے ہوئے تھے۔ اچھی طرح باندھ دیئے۔

''ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا''...... تنویر نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رابرٹ۔ میرا نام رابرٹ ہے"...... اس آدمی کا لہجہ اب پوری طرح سنبھلا ہوا تھا اور اس کے خوف زدہ چہرے پر اب کرختگی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ وہ خاصے مضبوط جسم کا آدمی تھا اور وہ اپنے جسم کی بناوٹ سے ہی ایک ماہر لڑاکا دکھائی دے رہا تھا وہ اور اس کے ساتھی شاید اس لئے مار کھا گئے تھے کہ ان کے ذہن میں یہ تصور ہی موجود نہ تھا کہ یہ لوگ زندہ بھی ہو سکتے ہیں۔

ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتے۔ اچانک حملے اور پھر انہیں زندہ پا کر حیرت کی زیادتی کی وجہ سے رابرٹ کا جسم سن ہو کر رہ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کے ساتھیوں نے نہ صرف اسے پکڑ لیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ بھی عقب میں کر کے باندھ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اب رابرٹ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ مرنے مارنے پر ذہنی طور پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اس کے چہرے پر کرختگی کے تاثرات لمحہ بہ لمحہ گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

"تمہاری وہ مشین جس سے تم سارے منظر کو چیک کرتے ہو کہاں لگی ہوئی ہے"...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ سمجھے۔ تم جو چاہو کر لو لیکن اس سرنگ سے باہر نکلتے ہی موت تم پر بجلی کی طرح جھپٹ پڑے گی۔ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے ہو"...... رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل زمین پر گرا۔ تنویر جو نجانے کس وقت ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نال

سے پکڑ چکا تھا۔ پوری قوت سے مشین گن کا بھاری دستہ اس کے جبڑے پر مار دیا تھا۔

"مار ڈالو۔ مار ڈالو مجھے۔ لیکن میں کچھ نہیں بتاؤں گا کاش مجھے ذرا بھی خیال ہوتا کہ تم زندہ ہو تو میں اس طرح مار نہ کھاتا۔ میرا نام رابرٹ ہے رابرٹ"...... رابرٹ نے نیچے گرتے ہی چیخ کر کہا ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ تنویر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر ضرب لگائی اور غار ایک بار پھر رابرٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بندھے ہوئے کو مار رہے ہو۔ بزدلو۔ کاش میرے ہاتھ کھلے ہوتے پھر میں دیکھتا تم سب مل کر بھی میرا کیا بگاڑ سکتے ہو"۔ رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا وہ واقعی دلیر اور بہادر آدمی تھا۔

"نعمانی۔ اس کے ہاتھ کھول دو۔ اس نے ہمیں بزدل کہا ہے۔ اب میں بتاؤں گا اسے کہ بزدل کون ہے۔ اب تم اس کا حشر دیکھنا والے کا کیا حشر ہوتا ہے"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا اور خاور نے آگے بڑھ کر اسے منہ کے بل لٹایا اور پھر ایک جھٹکے سے رسی کا ایک سرا کھینچ کر اس نے رابرٹ کے ہاتھ آزاد کر دیئے۔

رابرٹ ہاتھ آزاد ہوتے ہی تیزی سے سیدھا ہوا اور اس کا جسم واقعی کسی سپرنگ کی طرح سمٹا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جبڑہ ٹوٹ گیا تھا مگر اس کے باوجود وہ بڑی حقارت

بھری نظروں سے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے یقین ہو کہ وہ تنویر کو ایک لمحے میں زمین چاٹنے پر مجبور کر دے گا مگر دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح رابرٹ اپنی جگہ سے اچھلا اور تیزی سے تنویر پر حملہ آور ہوا تنویر کے منہ سے غراہٹ آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی یکلخت اچھلا۔ لیکن آگے جانے کی بجائے وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور رابرٹ یہی سمجھا تھا کہ اس کی طرح تنویر بھی اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا ہے اور فلائنگ کک سے بچنے کے لئے اس نے بے اختیار الٹی قلابازی کھانے کی کوشش کی تھی لیکن فلائنگ کک سے بچنے اور الٹی قلابازی کھانے کی وجہ سے اس کا اوپر کا جسم جیسے ہی کمان کی طرح مڑ کر پیچھے کی طرف ہوا۔ تنویر کا جسم بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور قلابازی کھانے کے لئے رابرٹ کی فضا میں اٹھتی ہوئی دونوں ٹانگیں ابھی پوری طرح زمین چھوڑ ہی نہ سکی تھیں کہ تنویر کا بھاری جسم ان سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے جھٹکا دے کر انہیں آگے کی طرف دھکیل دیا۔ نتیجہ یہ کہ رابرٹ کا جسم دوہرا ہو کر زمین پر بچھ سا گیا اور پھر ایک زوردار کڑاکے کے ساتھ ہی رابرٹ کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخ نکلی اور جس طرح کمان درمیان سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اس طرح رابرٹ کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے بیک وقت ٹوٹے اور اس کی ٹانگیں اس کے سر سے اس طرح مل گئیں جیسے کمان کے ٹوٹے ہوئے دونوں بازو کمان کے درمیان میں ٹوٹ

جانے کی وجہ سے آپس میں مل جاتے ہیں۔ اس کا منہ اور سینہ زمین کے ساتھ لگا ہوا تھا اور پیٹ کا نچلا حصہ اور ٹانگیں ان کے اوپر اس طرح رکھی ہوئی تھیں جیسے بستر کو تہہ کیا جاتا ہے اور اس کے اوپر تنویر اپنے پورے وزن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

''بس ایک ہی لمحے میں تمہاری مہارت جواب دے گئی ہے''...... تنویر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا جبکہ رابرٹ اسی طرح تہہ شدہ حالت میں پڑا رہا اور اس کے جسم میں معمولی سی حرکت بھی نہ تھی۔

''ویل ڈن تنویر۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ بڑے عجیب انداز میں تم نے ڈبل کلپ لگا دیا ہے۔ لیکن کہیں یہ مر نہ گیا ہو''...... نعمانی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رابرٹ کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں گھما کر نیچے پھینک دیا اب رابرٹ بے حس و حرکت سینے کے بل زمین پر پڑا تھا نعمانی نے اسے پلٹا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ رابرٹ کا دل ساکت ہو چکا تھا۔

''اوہ اوہ''...... نعمانی کے لہجے میں حیرت تھی۔

''کیا ہوا''...... تنویر نے پوچھا۔

''یہ تو مر گیا ہے''...... نعمانی کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی آدمی اتنی جلدی مر بھی سکتا ہے۔

''اس کی حالت اتنی بھی خراب محسوس نہ تھی بہرحال یہ تو ختم ہو

گیا ہے''...... نعمانی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''اب یہ دوبارہ تو زندہ ہونے سے رہا۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ باہر نکلیں اور اس اڈے پر بموں سے حملہ کر دیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کسی طرح اس کیمرہ نما مشین کی نشاندہی ہو جاتی تو اسے تباہ کر کے ہم آسانی سے اڈے کے اندر پہنچ جاتے''۔ خاور نے کہا۔

''اوہ۔ وہ مشین تو میں نے دیکھی ہوئی ہے۔ یہاں سے قریب ہی ہے لیکن تم کہتے ہو کہ باہر نکلتے ہی میں ان کی نظروں میں آ جاؤں گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بم سے اڑا دیں مجھے''...... سیاہ بچھو جو اس دوران خاموش کھڑا تھا اچانک بول پڑا۔

''اوہ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اس رابرٹ کا لباس پہنا دیتا ہوں قدوقامت میں تم اس جیسے ہی ہو۔ اس لئے اگر کوئی چیک بھی کر رہا ہو گا تو ڈاج کھا جائے گا۔ اب یہی ایک طریقہ ہے ہمارے بچ نکلنے کا''...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

''اوکے۔ اگر ایسی بات ہے تو ایک مشین گن مجھے دے دو۔ میں گن لے جا کر اس پر فائر کھول دوں گا''...... سیاہ بچھو نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا قدوقامت واقعی رابرٹ جیسا تھا۔ باقی دونوں کے قدوقامت ان سے خاصے مختلف تھے اور تھوڑی دیر بعد اس رابرٹ کا لباس سیاہ بچھو کو پہنا دیا گیا اور وہ ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے ہاتھ میں مشین گن اٹھائے غار کے دہانے کی

طرف بڑھ گیا۔

''جس قدر ممکن ہو سکے ٹارچ کی تیز روشنی کو چہرے کے سامنے نہ رکھنا۔ اس طرح تمہارا چہرہ پوری طرح نظر نہ آ سکے گا''...... خاور نے کہا اور سیاہ بچھو سر ہلاتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے بعد پتھر لڑھکنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ اس سرنگ کے دہانے پر رک کر یہ آوازیں سننے لگے پتھر لڑھکنے اور قدموں کی آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ سیاہ بچھو وہاں سے دور نکل گیا تھا۔

''ہونہہ۔ دیکھا جائے تو ہم ایک لحاظ سے اس سرنگ میں قید ہو کر رہ گئے ہیں''...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہ مشین کسی طرح تباہ ہو جائے تب ہم آزاد ہو جائیں گے''...... خاور نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا دور سے مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سب یہ آوازیں سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

''یہ مشین پر فائرنگ کی گئی ہے''...... تنویر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ لیکن ظاہر ہے اب انہیں سیاہ بچھو کی واپسی کا انتظار کرنا تھا اور پھر انہیں دور سے سیاہ بچھو کی آواز سنائی دی۔

''آ جائیں باہر۔ خطرہ ختم ہو گیا ہے''...... سیاہ بچھو کہہ رہا تھا اور وہ سب تیزی سے دہانے سے باہر نکلے اور پھر اوپر چڑھنے کے بعد

انہیں دور سے ٹارچ کی روشنی دکھائی دی اور وہ سب چٹانیں اور پتھر پھلانگتے ہوئے اس روشنی کی طرف بڑھ گئے۔

''کیا ہوا۔ مشین تباہ ہو گئی''...... تنویر نے ایک غار کے دہانے کے قریب کھڑے سیاہ بچھو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مشین کی بجائے میں نے غار میں موجود واحد آدمی کو ہی ختم کر دیا ہے اس نے اچانک باہر نکل کر مجھے آواز دی اور پھر جیسے ہی میں بے اختیار مڑا اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی مشین گن میری طرف اٹھائی مگر میں نے فوراً اس پر فائر کھول دیا اور میری گولیاں ٹھیک اس کے جسم پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا غار کے دہانے کے اندر جا گرا۔ اس کا جسم چھلنی ہو چکا ہے''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اسے تو زندہ پکڑنا تھا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چاہے اس کے ہاتھوں میں مرجاتا''...... سیاہ بچھو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس دہانے سے غار کے اندر داخل ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اندر اسلحے کے بڑے تھیلے۔ میز کرسیاں اور زمین پر کئی گدے بچھے ہوئے تھے۔ ایک طرف غذا کے بند ڈبوں اور پانی کی بوتلوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

ایک مشین مسلسل چل رہی تھی جس پر موجود اسکرین روشن تھی

اور اس پر مختلف مناظر تیزی سے بدلتے جا رہے تھے۔ دہانے سے ذرا اندر ایک آدمی مردہ پڑا ہوا تھا اس کا جسم واقعی مشین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا غار میں بیٹری سے جلنے والی لائٹیں جل رہی تھیں ایک طرف دیوار میں ایک عجیب سی مشین فکس تھی۔

''خاصا لمبا چوڑا انتظام کر رکھا ہے انہوں نے''...... سب کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

''اس آدمی کے بولنے کا انداز اور لہجہ کیسا تھا سیاہ بچھو''۔ اچانک خاور نے سیاہ بچھو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''انداز۔ لہجہ۔ کیا مطلب''...... سیاہ بچھو نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہم سب کے لہجوں میں فرق نہیں ہوتا۔ تم بتاؤ۔ اس نے تمہیں آواز کس لہجے میں دی تھی''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس عام سا لہجہ تھا۔ جیسے ہوتا ہے۔ مجھے تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوئی تھی اور ویسے بھی میرے پاس لہجے پر غور کرنے کا وقت ہی نہ تھا''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب اس مشین کو تباہ کرنا پڑے گا''...... خاور نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس نے مشین کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ مشین پر پڑی اور ایک زور دار دھماکے سے مشین کے پرزے اڑ گئے۔

''مشین کیوں تباہ کر دی۔ شاید کام دے جاتی''۔ نعمانی نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اس کے اندر مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر بھی لازماً موجود ہوگا۔ اس لئے میں نے پہلے سیاہ بچھو سے لہجے کے بارے میں پوچھا تھا۔ لیکن سیاہ بچھو ایسی باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا ورنہ اگر کال آجاتی تو اس آدمی کے لہجے میں بات کر کے کوئی چکر چلایا جا سکتا تھا لیکن اب اگر کال آئی تو مسئلہ خراب بھی ہو سکتا تھا۔ مشین تباہ ہونے سے چونکہ سرے سے ٹرانسمیٹر لنک ہی نہ ہوگا اس لئے کال کرنے والا یہی سمجھے گا کہ ٹرانسمیٹر میں یا اس رسیونگ سیٹ میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے اس مشین کا تباہ ہونا ضروری تھا“...... خاور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تو پھر اس دیوار میں لگی ہوئی مشین کو بھی اڑا دینا چاہئے۔ کہیں اس کی وجہ سے ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں“...... تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر دیوار میں نصب اس مشین پر کھول دیا ایک بار پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ مشین کے دھماکے سے پھٹنے کی آواز سنائی دی مگر دوسرا لمحہ ان کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب مشین کے پھٹتے ہی پورا غار اس طرح ایک لمحے کے لئے روشن ہوا جیسے سورج اچانک غار کی کسی دیوار سے نمودار ہوگیا ہو لیکن دوسرے لمحے جیسے ہی غار تاریک ہوا تو ساتھ ہی ان سب کے ذہنوں پر بھی گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

کرنل ڈیوڈ بری طرح سے جھنجلایا ہوا تھا۔ عمران نے اسے واقعی بھرپور انداز میں احمق بنایا تھا۔ اب اسے واضح طور پر پتہ چل گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیسا کھیل کھیلا گیا ہے۔ اسمگلروں کی دو جیپوں کو ٹاماگی جنگل کے دوسرے کونے سے باہر بھیجا گیا اور کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی انہیں عمران اور اس کے ساتھی سمجھ کر ادھر بھاگ پڑے اس دوران عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت باہر آنے اور اس جگہ پہنچ جانے کا موقع مل گیا جہاں پہلے کرنل ڈیوڈ موجود تھا۔ پھر وہ ان کے عقب میں آگئے۔

اس طرح جی پی فائیو کے بیس اور ٹاپ گروپ کے دس آدمی ہلاک ہو گئے لیکن اس کے نتیجے میں انہیں کیا ملا۔ اسمگلروں کی چند لاشیں اور ان کی دو جیپوں کی تباہی۔ جبکہ درے سے باہر آنے کے بعد انہوں نے اپنی سات جیپیں بھی تباہ شدہ حالت میں دیکھ لی تھیں۔ ٹرانسمیٹر بھی تباہ ہو چکے تھے۔ اس لئے اب وہ دونوں ان

تباہ شدہ جیپوں کے قریب اس ویران پہاڑی علاقے میں بے بسی اور لاچارگی کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

''باس۔ اب اس عمران سے اپنے سارے ساتھیوں کی موت کا انتقام ضرور لینا ہوگا''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ تمہاری حماقت اور تمہارے ان دس نانسنس ساتھیوں کی وجہ سے مجھے یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے آدمیوں کو دور اونچی چوٹی پر نہ بٹھاتی تو نہ ہمیں اسمگلروں کی وہ دو جیپیں نظر آتیں اور نہ ہم احمقوں کی طرح ان کی طرف دوڑ پڑتے اور پھر دوسری حماقت تم نے یہ کی کہ مجھ سے عمران کو جنرل فریکوئنسی پر کال کرا دی۔ اس طرح اسے علم ہو گیا کہ ہم کہاں ہیں اور وہ سیدھا ہمارے عقب میں پہنچ گیا اور جی پی فائیو کے تیس آدمی اور نو جیپیں سب کچھ ختم ہو گیا۔ اب بھی اس نے نجانے کیوں میرا لحاظ کیا ہے ورنہ وہ اس کے ساتھی درے میں اتر آتے تو ہم دونوں حقیر چوہوں کی طرح ان کا شکار بن جاتے یہ سب کچھ تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ صرف تمہاری حماقت کی وجہ سے۔ تم تو اپنے آپ کو عقلمند کہتی ہو لیکن میں کہتا ہوں تم دنیا کی احمق ترین عورت ہو۔ اب مجھے خود پر غصہ آ رہا ہے کہ آخر میں تمہیں اپنے ساتھ لایا ہی کیوں تھا اور میں نے احمقوں کی طرح آخر تمہارے مشوروں پر عمل ہی کیوں کیا تھا''...... کرنل ڈیوڈ کا عمران پر بس نہ چل سکا تو اس نے ریڈ روزی پر ہی اپنا غصہ نکالنا شروع کر دیا۔

''اوہ اوہ۔ آئی ایم سوری باس۔ ان اسمگلروں کا تو نہ آپ کو خیال تھا اور نہ مجھے۔ اگر پتہ ہوتا تو میں اور انداز میں پلاننگ کرتی''...... ریڈ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا کیونکہ وہ واقعی اپنے آپ کو ہی اس ساری صورتحال کا ذمہ دار سمجھ رہی تھی۔

''ہونہہ۔ سب کچھ غلط ہو گیا۔ ساری پلاننگ ہی فیل ہو گئی اور میں ناکام ہو گیا تمہاری وجہ سے۔ چلو اب یہاں کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔ اب ہمیں یہاں سے پیدل قریبی قصبے جانا پڑے گا۔ پھر وہاں سے ہی فون کر کے کوئی بندوبست ہو سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ ریڈ روزی اس کے پیچھے تھی۔ تین گھنٹوں کے مسلسل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد آخر کار وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔

یہ پہاڑی قصبہ تھا اور قصبے کی جو حالت تھی اس کے پیش نظر یہاں فون کا تصور ہی نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن قصبے کے سردار کے پاس جیپ تھی اس لئے اب وہ کم از کم پیدل چلنے سے بچ گئے تھے۔ مزید دو گھنٹے سفر کر کے وہ ایک بڑے قصبے تارب پہنچ۔ یہ ایک خاصا بڑا اور ترقی یافتہ قصبہ تھا۔ کیونکہ اس قصبے کے قریب ہی انتہائی قیمتی معدنیات کی بڑی بڑی کانیں موجود تھیں۔ یہاں ایک پولیس اسٹیشن بھی تھا۔ پولیس اسٹیشن کے انچارج جیراڈ کو جب جی پی

فائیو کے چیف اور ڈپٹی چیف کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ ان کے سامنے بچھ سا گیا۔ اس وقت وہ ایک بڑے اور آرام دہ کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے شراب پینے میں مصروف تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے یہاں سے فون کر کے ہیڈ کوارٹر سے ایک ہیلی کاپٹر منگوا لیا تھا اور ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے وہاں پہنچنے والا تھا۔

''باس۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی بہرحال انہی پہاڑیوں میں سفر کر کے ہی ڈاماری پہنچیں گے۔ کیوں نہ ہم ان کے خلاف کوئی دوسری پلاننگ کریں ورنہ بلیک کیٹ کو جب معلوم ہو گا کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے میں ناکام ہو گئے ہیں تو وہ ہمارا بے حد مذاق اڑائے گی''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''شٹ اپ۔ وہ ایسا سوچ کر بھی تو دیکھے۔ میں اس کے دانت نہ توڑ دوں گا۔ اس کی جرأت ہے کہ میرا مذاق اڑا سکے۔ میں جی پی فائیو کا چیف ہوں جی پی فائیو کا چیف''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ریڈ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''بہتر ہے تم اپنا منہ اب بند ہی رکھو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو ریڈ روزی خاموش ہو گئی۔

''تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... ریڈ روزی نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''پروگرام کیا ہونا ہے۔ یہاں سے ہیڈ کوارٹر جاؤں گا اور وہاں

سے جی پی فائیو کی فورس کا نیا دستہ لے کر سیدھا ڈاماری پہاڑی پہنچ جاؤں گا اور پھر عمران کے پہنچنے سے پہلے میں وہاں اس کے مقابلے پر موجود ہوں گا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے زندہ بچ کر جاتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''ڈاماری پہاڑی کا سفر کم از کم اس پہاڑی علاقے میں چار پانچ روز کا ہے اور یہ لوگ ان چار پانچ دنوں میں بہرحال کسی بھی راستے سے جائیں۔ کسی نہ کسی قصبے سے ضرور گزریں گے کیونکہ جیپوں کے لئے پٹرول اور کھانے پینے کا سامان تو بہرحال انہیں لینا ہی پڑے گا۔ اس لئے کیوں نہ انہیں تلاش کیا جائے اور پھر اوپر سے ان پر بمباری کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جائے''...... ریڈ روزی نے کہا وہ اپنے آدمیوں کا انتقام لینے کے لئے بے چین تھی۔

''اوہ ہاں۔ تمہاری یہ بات تو ٹھیک ہے ریڈ روزی لیکن انہیں اس قدر بڑے پہاڑی سلسلے میں تلاش کیسے کیا جائے اور اگر وہ پہاڑوں کے اندر چلے گئے تو''...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

''یہ پولیس آفیسر مجھے مقامی آدمی لگتا ہے اور شکل سے بھی خاصا گھاگ ہے کیوں نا اس معاملے میں اس کی مدد لی جائے۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسا کلیو ہاتھ آ جائے۔ جس سے ہم عمران سے بھرپور انتقام لینے میں کامیاب ہو سکیں''...... ریڈ روزی نے کہا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

''اوہ۔ ویری گڈ ریڈ روزی۔ تم واقعی عقلمند عورت ہو۔ بلاؤ اس پولیس آفیسر کو۔ کیا نام بتایا تھا اس نے جیرٹ تھا شاید''...... کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی ریڈ روزی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''جیراڈ''...... ریڈ روزی نے جواب دیا اور مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اب کرنل ڈیوڈ کی طبیعت کا کافی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جب غصے میں آئے تو پھر اسے ماضی کی ساری باتیں یکلخت بھول جاتی ہیں اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو پھر وہ فوراً ہی تعریف پر اتر آتا ہے۔

اس کرنل ڈیوڈ نے نجانے اسے کتنی بار انتہائی عقلمند اور کتنی بار انتہائی احمق کہا تھا پہلے تو وہ کرنل ڈیوڈ کے اس انداز پر ناراض ہو جاتی تھی یا دل ہی دل میں کڑھتی تھی۔ لیکن اب اس کی طبیعت معلوم ہونے کے بعد وہ قطعی اس بات کی پرواہ نہ کرتی تھی کہ کرنل ڈیوڈ اس کے متعلق کیا کہتا ہے اس نے باہر کھڑے سپاہی سے جیراڈ کو بلانے کے لئے کہا اور دوبارہ آ کر صوفے پر بیٹھ گئی چند لمحوں کے بعد جیراڈ نے اندر آ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''بیٹھو جیراڈ''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں جیراڈ کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا اور جیراڈ شکریہ ادا کر کے بڑے مؤدبانہ انداز میں صوفے کے کنارے پر ٹک گیا۔ وہ ایک دور افتادہ پہاڑی قصبے کے تھانے کا انچارج تھا۔ جہاں کبھی اس کے محکمے کا کوئی برا افسر نہ آیا تھا اور کہاں جی پی فائیو کے

چیف کی آمد یہی وجہ تھی کہ جیراڈ اس حد تک مؤدب نظر آ رہا تھا کہ شاید کوئی زرخرید غلام بھی اس قدر مؤدب نہ ہوتا ہو گا۔

''حکم فرمائیں جناب۔ میں مزید کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ جیسے بڑے افسر کی خدمت تو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے جناب''...... جیراڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دیکھو جیراڈ۔ اگر تم مکمل تعاون کرو تو تمہیں اس چھوٹے سے قصبے سے کسی بڑے شہر میں بھی تعینات کیا جا سکتا ہے اور تمہیں ڈی ایس پی کے عہدے پر بھی ترقی دی جا سکتی ہے۔ میں جی پی فائیو کا چیف ہوں اور میرے اختیارات لامحدود ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اوہ یس جناب۔ مم۔ میں جناب دل و جان سے ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں جناب۔ آپ جیسا کہیں گے جو کہیں گے میں اس پر عمل کروں گا''...... جیراڈ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ڈی ایس پی کے عہدے کا تو شایداس نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھااور یہ بھی اسے معلوم تھا کہ اگر جی پی فائیو کا چیف چاہے تو اسے ڈی ایس پی تو کیا ایس پی بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس کا رویہ اور ابھی زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''کیا تمہارے پاس اس سارے علاقے کا کوئی نقشہ موجود ہے''...... اچانک ریڈ روزی نے جیراڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام۔ ایک سرکاری نقشہ ہے۔ اس سارے پہاڑی سلسلے

کا کیونکہ ہمیں یہاں اکثر اسمگلروں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور ان کی تلاش کے دوران یہ نقشہ کام دیتا ہے''...... جیراڈ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ وہ لے آؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جیراڈ جلدی سے اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ درمیانی میز پر پھیلا دیا اور پھر کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی نے اس مقام کو تلاش کر کے اس پر نشان لگایا جہاں وہ موجود تھے اور جہاں سے وہ درے کی طرف گئے تھے۔ یہ وہ راستہ تھا جس راسے سے انہیں داماگ کے فارن ایجنٹ نے عمران کے جانے کی اطلاع دی تھی۔

''سنو ملک کے دشمن جاسوس دو جیپوں میں سوار یہاں سے آگے بڑھے ہیں۔ ان کی منزل ڈاماری پہاڑی ہے اور ہم نے انہیں تلاش کرنا ہے۔ بولو کیسے تلاش کریں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ڈاماری پہاڑی اور اس راستے سے''...... جیراڈ نے چونک کر کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ یہ راستہ بدل دیں۔ بہرحال انہوں نے پہنچنا ڈاماری پہاڑی کے گرد ہی ہے''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''وہ کسی بھی راستے سے جائیں ڈاماری پہاڑی تک ایک ہی صورت میں پہنچ سکتے ہیں کہ وہ دمار قصبے سے گزریں۔ دمار قصبہ

ایسی جگہ پر ہے جس کے گرد انتہائی خوفناک حد تک سیدھی پہاڑیاں ہیں درمیان میں ایک کھلی اور وسیع وادی ہے۔ اس وادی میں دمار قصبہ موجود ہے۔ دراصل یہ وادی ایک صحرا اور پہاڑوں کے درمیان درے کی صورت میں ہے۔ دونوں اطراف سے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ قصبے میں داخل ہونے اور پھر وہاں سے باہر جانے کا۔ دونوں راستوں پر پولیس کا پہرہ رہتا ہے۔ اس طرح اسمگلروں کی چیکنگ کا یہ بہترین پوائنٹ ہے اور یہاں جس قدر بھی اسمگلر گروپ کام کرتے ہیں وہ دمار کی پولیس کو خفیہ طور پر رشوت دیئے بغیر وہاں سے کسی صورت میں بھی نہیں گزر سکتے۔ اس لئے ملک کے یہ دشمن ایجنٹ اگر ڈاماری جا رہے ہیں تو انہیں ہر صورت میں دمار قصبے کو کراس کرنا ہو گا۔ وہاں ان کی آسانی سے چیکنگ کی جا سکتی ہے''...... جیراڈ نے کہا اور ریڈ روزی اور کرنل ڈیوڈ دونوں کی آنکھیں اور زیادہ چمک اٹھیں کیونکہ عمران کو پکڑنے کے لئے یہ بہترین کلیو تھا۔

''ویل ڈن۔ یہ بتاؤ کہ دمار قصبے کا یہاں سے کتنا فاصلہ ہے اور جیپوں پر وہاں کتنے وقت میں پہنچا جا سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''جناب۔ جیپیں بھی صرف دمار تک ہی جا سکتی ہیں۔ اس سے آگے جیپوں کا راستہ ہی نہیں ہے۔ آگے اونچے اور نشیبی راستوں پر خچر استعمال ہوتے ہیں اور صحرا میں ظاہر ہے اونٹ ہی استعمال ہو

سکتے ہیں۔ سواری کے لئے بھی اور بار برداری کے لئے بھی۔ ویسے یہاں سے اگر مسلسل بھی سفر کیا جائے تو دو روز تو بہرحال لگ ہی جائیں گے''...... جیراڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں وہاں کے پولیس انچارج کے بارے میں علم ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''جی ہاں۔ دمار کا پولیس چیف روال ہے۔ انتہائی سخت گیر آدمی ہے۔ وہ تو اسمگلروں کے بے حد خلاف ہے لیکن وہ اکیلا کیا کر سکتا ہے ویسے وہ انتہائی محب الوطن آدمی ہے اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کا سن کر وہ آپ کے استقبال کے لئے دوڑا چلا آئے گا اور آپ کے احکامات پر عمل کرے گا''...... جیراڈ نے راوال کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک۔ فون لاؤ اور میری اس سے بات کراؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جیراڈ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دروازے پر جا کر سپاہی سے فون لانے کے لئے کہا اور واپس آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد سپاہی نے وائرلیس فون لاکر جیراڈ کے ہاتھ میں دے دیا۔ جیراڈ نے جلدی سے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

''ہیلو ہیلو۔ سے بات کراؤ۔ میں تارب سے انسپکٹر جیراڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جیراڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کے بعد ایک بھاری اور کرخت سی آواز سنائی دی۔

''یس جیراڈ۔ میں روال بول رہا ہوں۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہوگئی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں سنو۔ اس وقت میرے سامنے اسرائیل جی پی فائیو کے چیف جناب کرنل ڈیوڈ صاحب اور ان کی ڈپٹی چیف مادام ریڈ روزی صاحبہ بذات خود تشریف فرما ہیں۔ چیف تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ لو ان سے بات کرو''...... جیراڈ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں فون پیس کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیلو کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو''...... کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

''یس سر۔ روال بول رہا ہوں جناب۔ پولیس چیف دمار جناب''...... بولنے والے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہوگیا تھا۔

''یہ بتاؤ کہ دو جیپوں میں سوار آٹھ دس افراد جن میں ایک عورت بھی ہے تارب قصبے کی طرف سے دمار میں داخل تو نہیں ہوئے''...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ مجھے ان کے بارے میں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی''...... روال نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم اپنے آدمیوں کو ہر طرف پھیلا دو۔ ہم ہیلی کاپٹر پر وہیں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ یہ دشمن ایجنٹ ہیں اور ہم نے انہیں ہر صورت میں روکنا بھی ہے اور ختم بھی کرنا ہے۔ سمجھے۔ اس

لئے اگر ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ دمار پہنچیں تو یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم انہیں روکو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''جو حکم جناب۔ اگر وہ اس طرف آئے تو میں انہیں ایک انچ بھی آگے نہ بڑھنے دوں گا جناب''...... روال نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کیا اور فون پیس میز پر رکھ دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی ایک سپاہی تیزی سے اندر داخل ہوا اور اس نے سلیوٹ مار کر ہیلی کاپٹر کی آمد کی اطلاع دی۔

''اوکے۔ آؤ ریڈ روزی چلیں اور جیراڈ تم بھی ہمارے ساتھ چلو''...... کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تیز تیز چلتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے پہاڑی چوٹیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا دمار قصبے کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے ہیلی کاپٹر میں پہلے سے موجود دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگائی ہوئی تھیں اور وہ ہیلی کاپٹر سے باہر جھکا۔ نیچے کا مکمل جائزہ لے رہا تھا کہ شاید عمران کی جیپیں اسے نظر آ جائیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر دمار قصبے تک پہنچ گیا مگر عمران کی جیپیں انہیں نظر نہ آئی تھیں۔ دمار پہنچ کر کرنل ڈیوڈ کے حکم پر ہیلی کاپٹر نیچے اتارا گیا تو وہاں دمار کے پولیس انسپکٹر روال نے اس کا شایان شان استقبال کیا۔ روال ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور جلادوں جیسا بے رحم اور سخت چہرہ واقعی اسے انتہائی

سخت گیر پولیس آفیسر ظاہر کر رہا تھا۔ وہ انہیں تھانے سے ملحقہ ایک عمارت میں لے آیا۔

''آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں نے آپ کی کال ملتے ہی اپنے خاص مخبروں کو پہاڑوں میں دوڑا دیا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو پہاڑیوں میں رینگنے والے حقیر سے کیڑے کا بھی سراغ لگا لیتے ہیں۔ اس لئے یہ ان جیپوں کا بھی لازماً کھوج نکال لیں گے''۔ روال نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ نانسنس۔ یہ تم نے کیا حماقت کی ہے۔ اس طرح تو وہ لوگ جو ابھی تک اطمینان سے آ رہے ہوں گے چوکنا ہو جائیں گے اور فوراً راستہ بدل لیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے آدمی ان کے سامنے نہیں آئیں گے''...... روال نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اس کا تو خیال تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس کی کارکردگی کی تعریف کرے گا۔

''اوہ۔ تمہارے آدمی۔ تمہارے آدمی۔ نانسنس۔ کیا تمہارے آدمی جی پی فائیو سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ بولو۔ جواب دو۔ بلاؤ انہیں فوراً واپس بلاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور روال تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں باس۔ اس آدمی نے واقعی حماقت کی

ہے لیکن وہ بہرحال گزریں گے تو یہیں سے''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''تم اس شیطان کو نہیں جانتی ریڈ روزی۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا عیار اور شاطر ہے۔ اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ ہم یہاں موجود ہیں تو وہ ایسا روپ دھارے گا کہ ہم خود اسے ڈاماری تک چھوڑ آنے پر مجبور ہو جائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ریڈ روزی نے ہونٹ بھینچ لئے لیکن کوئی جواب نہ دیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد روال دوبارہ اندر داخل ہوا۔

''جناب۔ میں نے اپنے آدمیوں کو روک دیا ہے۔ وہ ابھی یہاں سے زیادہ دور نہیں گئے تھے''...... روال نے کہا۔

''اچھا کیا ورنہ سب گڑ بڑ ہو جاتی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر''...... روال نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ کتنے آدمی بھیجے تھے تم نے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''چار آدمی جناب''...... روال نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ان چاروں کو میرے سامنے حاضر کرو۔ ابھی اسی وقت''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور روال کے چہرے پر زردی سی چھا گئی مگر وہ تیزی سے باہر چلا گیا اور پھر دس منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے پیچھے چار مقامی آدمی سہمے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کو

سلام کیا۔

''کیا یہ پولیس کے آدمی ہیں۔ کیا تم نے ان چاروں کو ہی بھیجا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں جناب۔ یہ پولیس والے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے مخبر ہیں''...... روال نے جواب دیا۔

''سنو۔ تم چاروں ادھر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ فوراً''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ چاروں جلدی سے آگے بڑھے اور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر قطار کی صورت میں کھڑے ہو گئے۔

''ہاں اب بولو۔ کیا تم چاروں گئے تھے جیپوں کو تلاش کرنے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''جج جج۔ جی ہاں جناب''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''کب گئے تھے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''جی آدھا گھنٹہ پہلے جناب''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''کیا تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''ٹرانسمیٹر۔ نہیں جناب ہمارے پاس ٹرانسمیٹر نہیں ہیں''۔ ان چاروں نے چونک کر بیک آواز ہو کر کہا۔

''تو پھر تمہیں اتنی جلدی کیسے اطلاع مل گئی کہ تم نے آگے نہیں جانا''...... کرنل ڈیوڈ اس وقت پوری طرح انکوائری پر تلا ہوا تھا۔

''جناب دو آدمی ہمارے پیچھے آئے تھے انہوں نے اطلاع دی تھی''...... اس آدمی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو وہ دو آدمی کہاں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طرف خاموش اور سہمے ہوئے انداز میں کھڑے روال سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب۔ باہر موجود ہیں۔ وہ سپاہی ہیں۔ جناب اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو کسی کو ٹریس کرنے کا ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے جناب''...... روال نے کہا۔

''کیا طریقہ کار ہوتا ہے۔ مجھے اس کی تفصیل بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''جناب ۔ یہ مختلف پوائنٹس پر جہاں سے راستے مختلف اطراف میں جاتے ہیں وہاں ٹھوس پتھروں اور چٹانوں پر ایک مخصوص ریز کا استعمال کرتے ہیں۔ پھر جو آدمی یا سواری اس پتھر یا چٹان کے قریب سے بھی گزرے تو وہاں ان کی چھاپ بن جاتی ہے۔ ایسی جیسے ایکسرے کی چھاپ ہوتی ہے۔ اس طرح ایک بار انہیں اپنے مخالفوں کا کلیو مل جائے تو پھر وہ لوگ ان کی نظروں سے بچ کر نہیں جا سکتے اور ان کے پوائنٹ مخصوص ہیں۔ مجھے ان کے پوائنٹس کا علم ہے۔ اس لئے جب آپ نے انہیں واپس بلانے کا حکم دیا تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ اب تک کتنے پوائنٹس کور کر چکے ہوں گے اور کہاں موجود ہوں گے۔ چنانچہ میں نے آدمی وہاں بھیج دیئے اور وہ

انہیں واپس لے آئے''...... روال نے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا وہ شاید کرنل ڈیوڈ کے ذہن میں پیدا ہونے والی الجھن کو سمجھ گیا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کو اس بات پر شک ہو رہا ہے کہ اتنی جلدی اس نے ان چاروں کو کیسے واپس بلا لیا۔ اس لئے شاید اس نے تفصیلی وضاحت کرنا مناسب سمجھی۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لے جاؤ انہیں۔ ورنہ میں ان چاروں کو اور تمہیں بیک وقت گولیوں سے اڑا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا میں کسی قسم کا جھوٹ اور دھوکہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سمجھے اور یہ بات کسی طرح بھی باہر نہ نکلے کہ ہم یہاں موجود ہیں اور ہمیں کن لوگوں کا انتظار ہے البتہ تمہارے آدمی چوکنا رہیں گے۔ جیسے ہی جیپیں قصبے میں داخل ہوں تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے اور ہمیں فوری اطلاع دینی ہے۔ اس سے زیادہ تم نے کچھ نہیں کرنا ہے سمجھ گئے تم''۔ کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... روال نے جواب دیا اب اس کے زرد پڑے ہوئے چہرے پر قدرے سرخی کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ وہ لوگ جیپیں کہیں چھپا کر پیدل یہاں آئیں کیونکہ جیراڈ نے بتایا تھا کہ دمار قصبے سے آگے جیپیں نہیں جا سکتیں''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ بہرحال اب اگر پرندہ بھی دمار قصبے میں داخل ہو تو تم نے اس کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ سمجھے''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز

لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ایک ایک آدمی کی نگرانی کروں گا۔ ویسے سر میں نہ صرف یہاں کا رہنے والا ہوں بلکہ میں یہاں آنے والے اور یہاں سے جانے والے ہر آدمی کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اس لئے کوئی اجنبی کسی صورت بھی میری نظروں سے بچ نہیں سکتا"...... روال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے جاؤ اور جیراڈ تم بھی اس کے ساتھ جاؤ۔ اب ہم آرام کرنا چاہتے ہیں اور سنو روال اپنے دس خاص آدمیوں کو ایکشن کے لئے تیار رکھو۔ انہیں پوری طرح مسلح ہونا چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ یہ لوگ اسمگلر نہیں ہیں سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ایسے آدمی منتخب کرنا جو ایسے لوگوں کے مقابلے پر آ بھی سکیں۔ سمجھ گئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ بے فکر رہیں سر۔ میں ایسے آدمی منتخب کروں گا جو ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اتریں گے"...... روال نے جواب دیا اور پھر وہ جیراڈ اور اپنے آدمیوں سمیت کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ ایک بار پھر عمران کو گھیرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

"اس بار اس عمران کو کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے ریڈ روزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ ویسے اگر ہمیں پہلے ان کے متعلق اطلاع مل جاتی تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کی باقاعدہ پلاننگ کر لیتے"...... ریڈ روزی نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"وہ صرف غفلت میں تو مار کھا جائے گا ویسے نہیں۔ سمجھی۔ اس لئے اسے یہاں اطمینان سے آنے دو۔ اس کے بعد چاہے مجھے اس پورے قصبے کو کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑا۔ میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ریڈ روزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یس باس۔ اس بار میں بھی آپ کی ہدایات پر عمل کروں گی۔ مجھے یقین ہے آپ نے جس انداز میں سوچا ہے وہی بہتر ہو گا اور اس بار ہم ان کا شکار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم نے کی ہے عقل مندی کی بات۔ میرے مشوروں پر عمل کرو گی تو کبھی ناکام نہیں ہو گی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو ریڈ روزی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

بلیک کیٹ کا چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ انتہائی برہم اور بے چین دکھائی دے رہی تھی اور وہ بڑی بے چینی سے جان اسمتھ کی کال کا انتظار کر رہی تھی لیکن کافی دیر گزر جانے کے باوجود جب جان اسمتھ کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو بلیک کیٹ نے خود اسے کال کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے مخصوص مشین کے دو بٹن بیک وقت پریس کر دیئے۔

''ہیلو ہیلو۔ بلیک کیٹ کالنگ۔ ہیلو ہیلو اوور''...... بلیک کیٹ کے لہجے میں سختی تھی۔

''یس مادام۔ جان اسمتھ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... جان اسمتھ کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے جان اسمتھ۔ آ گئی ہیں ان کی لاشیں۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''مادام۔ رابرٹ، زارنے اور مارٹن تینوں سرچ لائٹس لے کر

ان کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ اوور''...... جان اسمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ نانسنس۔ اتنی دیر میں تو پورے پہاڑ کو کھودا جا سکتا تھا پھر ابھی تک انہیں لاشیں کیوں نہیں ملی ہیں۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ انہیں اتنی دیر نہیں لگنی چاہئے تھی۔ اوور''...... جان اسمتھ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر سوچ کیا رہے ہو نانسنس۔ تم خود جاؤ ان کے پیچھے۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... جان اسمتھ نے جواب دیا۔

''اور سنو۔ واپسی پر جلد سے جلد مجھے رپورٹ دو۔ میں بے چینی سے تمہاری رپورٹ کی منتظر ہوں اوور اینڈ آل''...... بلیک کیٹ نے کہا اور بٹن پریس کر کے اس نے رابطہ ختم کر دیا پھر اس نے وقت گزارنے کے لئے باقی گروپوں سے باری باری رپورٹیں لینی شروع کر دیں لیکن ہر طرف سے اوکے ہی جواب ملا تو وہ کرسی سے اٹھی اور غار میں ٹہلنے لگی۔

غار میں وہ اکیلی تھی۔ باقی ساتھی قریبی غار میں موجود تھے۔ چونکہ ان کا بظاہر کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ یا تو بیٹھے تاش کھیل رہے ہوں گے یا پھر سو گئے ہوں گے اور بلیک کیٹ بھی شاید اس غار میں پڑے ہوئے فولڈنگ بیڈ پر سو جاتی لیکن کرنل

ڈیوڈ کی کال کے بعد اسے بے چینی سی لگ گئی تھی پھر جان اسمتھ کی کال کے بعد تو اس بے چینی میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا گو اسے یقین تھا کہ جان اسمتھ اور اس کے ساتھیوں نے ان پانچوں افراد کا خاتمہ کر دیا ہو گا۔ کیونکہ تمام گروپوں کی طرف سے اس نے چیکنگ کی ایسی پلاننگ کی تھی جو قطعی طور پر فول پروف تھی اور انسان تو انسان کوئی پرندہ بھی چیک ہوئے بغیر وہاں سے گزر نہیں سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اسے نجانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی بڑا واقعہ ہونے والا ہو۔

اسے معلوم تھا کہ یہ چار آدمی تو علیحدہ گروپ ہے اصل گروپ نے عمران کی سربراہی میں دوسری طرف سے آنا ہے لیکن اگر وہ ان چاروں کو بھی مار گراتی ہے تو یہ بھی اس کے نقطہ نظر سے ایک بڑی کامیابی تھی کیونکہ یہ چاروں بھی کرنل ڈیوڈ کو ڈاج دے کر یہاں پہنچے تھے لیکن ایک بار پھر جان اسمتھ کی طرف سے خاموشی تھی۔ وہ غار میں ٹہلتی رہی اور عمران اور اس کے گروپ کے متعلق سوچتی رہی اور وقت گزرتا رہا پھر اچانک مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح چونک کر مڑی اور بھاگتی ہوئی اس مشین کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے اس کا دماغ جیسے بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ گروپ ون جس کا انچارج جان اسمتھ تھا۔ اس گروپ کی مشین والے رابطہ کا بلب آف ہو گیا تھا سیٹی کی آواز بھی اس کاشن کے لئے مخصوص تھی کہ رابطہ خود بخود ختم ہو گیا ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا۔ کیا مطلب۔ یہ مشینی رابطہ کیوں ختم ہو گیا ہے۔ کیا جان اسمتھ کی مشین خراب ہو گئی ہے لیکن کیوں خراب ہوئی ہے۔ کیسے خراب ہوئی ہے"...... بلیک کیٹ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے مشین تو اس کے سوال کا جواب دینے سے قاصر تھی۔ وہ تو صرف اتنا بتا رہی تھی کہ رابطہ ختم ہو گیا ہے بلیک کیٹ چند لمحے کھڑی حیرت بھری نظروں سے مشین کو دیکھتی رہی پھر وہ تیزی سے مڑی اور ایک کونے میں پڑے ہوئے بیگ کی طرف دوڑ پڑی۔

اس نے بیگ کھولا اور اس میں موجود ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر تیزی سے ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگی۔ یہ مخصوص ٹرانسمیٹر جان اسمتھ کے پاس بھی تھا اور وہ اب اس ٹرانسمیٹر پر کال کر کے جان اسمتھ سے اس رابطے کے ختم ہونے کی وضاحت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ نہ ہو سکا تو اس کے پہلے سے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔ آنکھوں میں شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہونہہ۔ یہ سب کیا ہے۔ آخر ان سب کو ہو کیا گیا ہے۔ یہ کال کیوں اٹنڈ نہیں کر رہے ہیں"...... بلیک کیٹ نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس میز کی طرف بڑھ گئی جس پر رابطہ مشین موجود تھی۔ اس نے مشین کے

ساتھ رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے باکس کو اٹھایا اور اس کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا۔

''یس مادام۔ فلاسٹر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اس کے ساتھی اور کیٹ ایجنسی کے نمبر تھری فلاسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یہاں میرے پاس آجاؤ۔ فوراً''...... بلیک کیٹ نے تیز لہجے میں کہا اور باکس کا بٹن دبا کر اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد بھاری تن وتوش اور لمبے قد کا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے چہرے، انداز اور قد وقامت سے قدیم ایکریمی فلموں کا ہیرو لگ رہا تھا۔

''کیا ہوا مادام۔ آپ پریشان لگ رہی ہیں''...... فلاسٹر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور بلیک کیٹ نے اسے جان اسمتھ کی طرف سے رابطہ مشین کے آف ہونے اور ٹرانسمیٹر پر کال اٹنڈ نہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ کرنل ڈیوڈ کی اطلاع کے مطابق چار پاکیشیائی ایجنٹوں کو جان اسمتھ نے چیک کر کے بلاسٹر سسٹم کے ذریعے مار ڈالا تھا اور پھر جان اسمتھ کے ساتھی ان کی لاشیں لینے گئے تھے۔ اس کے بعد رابطہ اچانک ختم ہو گیا۔

''اوہ۔ مادام۔ یہ تو واقعی تشویش انگیز خبر ہے۔ جان اسمتھ تو انتہائی ذمہ داری آدمی ہے۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کی کال اٹنڈ نہ کرے''...... فلاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم بتاؤ میں کیا کروں''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''اب یہی ہوسکتا ہے کہ میں ہیلی کاپٹر لے جاؤں اور جا کر صورت حال معلوم کروں''...... فلاسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ جاؤ اور جا کر ساری صورتحال چیک کر کے مجھے رپورٹ کرو۔ میں بے چینی سے تمہاری رپورٹ کی منتظر رہوں گی''۔ بلیک کیٹ نے کہا۔

''یس مادام''...... فلاسٹر نے کہا اور بلیک کیٹ کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور غار سے باہر نکل گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو بلیک کیٹ کا دل چاہا تھا کہ وہ خود بھی فلاسٹر کے ساتھ جائے لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ میں سپاٹ پر اس کی موجودگی ضروری تھی کسی بھی لمحے کسی دوسرے گروپ کی طرف سے کوئی اہم کال آسکتی تھی چند لمحوں کے بعد اسے ہیلی کاپٹر کے پرواز کرنے کی آواز سنائی دی اور بلیک کیٹ ایک بار پھر بے چین انداز میں غار میں ٹہلنے لگی۔

اس کے ذہن میں ہلکے ہلکے دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ جب سے کرنل ڈیوڈ نے ان چار افراد کی آمد کی اطلاع دی تھی تب سے ہی صورتحال غیر محسوس طور پر بگڑتی چلی جا رہی تھی حالانکہ اس نے اپنے طور پر ایسے انتظامات کر رکھے تھے کہ چار تو کیا چار ہزار افراد بھی پریشانی کا باعث نہ بن سکتے تھے۔ لیکن پریشانی تھی کہ مسلسل بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور بلیک کیٹ دوڑتی ہوئی غار سے باہر نکل آئی۔ ہیلی

کاپٹر تھوڑی دور ایک مسطح جگہ پر اتر رہا تھا اور چند لمحوں کے بعد اس میں سے فلاسٹر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا غار کی طرف بڑھنے لگا۔

"کیا ہوا"...... بلیک کیٹ نے فلاسٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بے چینی سے پوچھا۔

"مادام۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جان اسمتھ اور اس کے ساتھی مر چکے ہیں"...... فلاسٹر نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کیسے مر گئے وہ لوگ۔ کیا ان کی لاشیں لے کر آئے ہو"...... بلیک کیٹ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے فلاسٹر کوئی اور زباں بول رہا ہوں کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ فلاسٹر کے ساتھی اب ہیلی کاپٹر سے لاشیں اتار کر کاندھوں پر ڈال رہے تھے۔

"یہ ان کی لاشیں نہیں ہیں مادام۔ یہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ حادثہ ہوا ہے۔ یہ جان اسمتھ والی غار میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے ان کی تعداد پانچ ہے۔ غار میں موجود تمام مشینری کو مشین گنوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا اور غار میں صرف جان اسمتھ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی تھا۔ میں نے دوسرے ساتھیوں کو تلاشی کا حکم دیا تو وہ نیچے ایک سرنگ میں پڑے ہوئے ملے۔ ان میں سے رابرٹ شاید ان سے لڑتا رہا ہے کیونکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی درمیان سے مکمل طور پر ٹوٹ چکی ہے اور دوسری ضربات بھی ہیں اور اس کا لباس بھی اتار لیا گیا ہے جبکہ زارنے اور مارٹن دونوں کے جسم مشین گن سے چھلنی کر دیئے گئے

ہیں میں ان بے ہوش افراد کو یہاں اٹھا لایا ہوں اب ان کے بارے میں آپ جو حکم کریں البتہ اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو صبح ہمیں وہیں گھڑا کھود کر دبانا پڑے گا"...... فلاسٹر نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جان اسمتھ نے غلط اندازہ لگایا تھا کہ یہ لوگ ڈبل ہنڈرڈ بلاسٹر سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ زندہ بچ گئے تھے چنانچہ جیسے ہی ہمارے ساتھی اس سرنگ میں پہنچے انہیں ہلاک کر دیا گیا اور پھر انہوں نے غار میں آ کر جان اسمتھ کو ہلاک کیا اور رابطہ مشین گولیاں مار کر تباہ کر دی"...... بلیک کیٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مگر مادام ان کے ساتھ کیا ہوا ہو گا کہ یہ بے ہوش ہو گئے ہیں"...... فلاسٹر نے پوچھا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ ریز مشین تک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے یقیناً ریز مشین پر فائر کھولا ہو گا۔ اس لئے غار میں پھیلی ہوئیں نظر نہ آنے والی ریز سرکٹ ٹوٹنے سے بلاسٹ ہو گئیں اور نتیجہ ان کی فوری بے ہوشی کی صورت میں نکلا ہو گا"...... بلیک کیٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ساری بات سمجھ گیا ہوں مادام۔ اب آپ بتائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ انہیں گولیوں سے اڑا نہ دیا جائے"...... فلاسٹر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اسی طرح بے ہوش پڑا رہنے دو البتہ ان کے

ہاتھ پیر باندھ دو۔ صبح میں انہیں ساتھ لے کر جان اسمتھ سنٹر میں جاؤں گا اور پھر وہاں انہیں ہوش میں لاکر جان اسمتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ زندہ جلایا جائے گا۔ ان کی موت انتہائی عبرتناک ہو گی۔ ایسی موت کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں"...... بلیک کیٹ نے بڑے بے رحمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ مادام۔ انہیں زندہ جلانا واقعی ہمارے ساتھیوں کا بھرپور انتقام ہو گا۔ ویری گڈ مادام۔ اس طرح ہم سب کے دلوں میں ٹھنڈک پڑ جائے گی ...... فلاسٹر نے اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے انسانوں کو زندہ جلائے جانے کا فیصلہ نہ ہو رہا ہو بلکہ کاٹھ کباڑ جلائے جانے کی بات ہو رہی ہو۔

"بالکل انہیں زندہ جلنا ہی ہو گا اور ان کی چیخوں سے پہاڑیاں گونجیں گی تب انہیں معلوم ہو گا کہ بلیک کیٹ اپنے ساتھیوں کا انتقام کس طرح لیتی ہے"...... بلیک کیٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"لیس مادام۔ ان بے رحم انسانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہونا چاہئے"...... فلاسٹر نے کہا۔ بلیک کیٹ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ کچھ دیر فلاسٹر کو ہدایات دیتی رہی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

کوڈ باکس

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

کوڈ باکس ـــــ ایک ایسا باکس جو ایکریمیا کی ایک لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا۔

کوڈ باکس ـــــ جسے چوری کرنے والا ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم تھا۔

ڈاکٹر کاظم ـــــ جو کوڈ باکس لے کر پاکیشیا پہنچا تھا لیکن پاکیشیا آتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ کیا واقعی ـــــ؟

کوڈ باکس ـــــ جسے کھولنا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ کیوں ـــــ؟

کوڈ باکس ـــــ جسے کھولنے کے لئے اگر غلط کوڈ لگا دیا جاتا تو باکس بلاسٹ ہو جاتا۔

کوڈ باکس ـــــ میں آخر ایسا کیا تھا جس کی تلاش میں ایکریمین ایجنسی کے ساتھ روسیاہ کی ایجنسی بھی میدان میں اتر آئی تھی۔

وہ لمحہ ـــــ جب ایکریمین ایجنسی ہاٹ واٹر اور روسیاہ کی ایجنسی ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئیں اور پھر ـــــ؟

کیا ـــــ کارٹر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ یا ـــــ؟

ہاٹ واٹر ـــــ ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی، جسے ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کو تلاش کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔

ہاٹ واٹر ـــــ جس کے دو ایجنٹ کارٹر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس واپس حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے۔

عمران ـــــ جسے ڈاکٹر کاظم کا پتہ ملا لیکن جب وہ ڈاکٹر کاظم کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچا تو وہاں ڈاکٹر کاظم کی لاش پڑی تھی۔

وہ لمحہ ـــــ جب عمران کے سامنے ایک کے بعد ایک ڈاکٹر کاظم آ رہے تھے کیوں ـــــ؟

بلیک ڈان ـــــ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایکریمین ایجنٹوں کو بھی تگنی کا ناچ نچا رکھا تھا۔

ڈاکٹر کاظم ـــــ کہاں تھا اور اس نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہوا تھا۔

کیا عمران کوڈ باکس اور ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر سکا۔ یا ؟

ایک نئے اور منفرد موضوع پر لکھا گیا حیرت انگیز ناول
جسے آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

سپر ایجنٹس

مصنف مظہر کلیم ایم اے

سپر ایجنٹس ٭ جو دنیا بھر سے پاکیشیا پہنچ رہے تھے۔ کیوں ——؟
ڈاکٹر آصف رندھاوا ٭ پاکیشیائی سائنس دان جس نے ایک نیا سائنسی ہتھیار ایجاد کیا تھا جس کا فارمولا وہ پاکیشیا کو دینے کی بجائے شوگران کے ایک سائنس دان کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ کیوں ——؟
ڈاکٹر لی سان ٭ شوگرانی سائنس دان کی بیٹی جو ڈاکٹر آصف رندھاوا سے فارمولا خریدنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئی۔ لیکن ——؟
عمران ٭ جس پر جلد ہی یہ انکشافات ہونا شروع ہو گئے کہ دنیا بھر کے سپر ایجنٹس پاکیشیا پہنچ رہے ہیں اور ان کا ہدف ڈاکٹر آصف رندھاوا کا فارمولا ہے۔
سپر ایجنٹس ٭ جو فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے مقابل آ رہے تھے اور ایک دوسرے کو پچھاڑتے ہوئے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔
کارمن سپر ایجنٹ فاکسن ٭ جو دنیا کے تمام سپر ایجنٹوں پر بازی لے گیا۔ اس نے ٹی ایس ای فارمولا حاصل کر لیا۔ مگر کیسے ——؟

فاکسن ٭ جو فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جانا چاہتا تھا۔
عمران ٭ جس نے خود فاکسن کو موقع دیا کہ وہ فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جائے۔ کیوں ——؟ کیا یہ عمران کی حماقت تھی۔ یا ——؟
وہ لمحہ ٭ جب فاکسن نے نہایت انوکھے انداز میں فارمولا لے جا کر کارمن ریڈ ایجنسی کے چیف کے حوالے کر دیا۔ اور پھر ——؟

کیا واقعی عمران نے ٹی ایس ای فارمولا کارمن ایجنٹ کو لے کر نکل جانے کا موقع دیا تھا یا یہ اس کی کوئی گہری چال تھی۔ اگر چال تھی تو کیا ——؟

ایک حیرت انگیز، نئی اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات پر مشتمل سسپنس، ایکشن اور مزاح سے بھرپور یادگار کہانی جو یقیناً آپ کے ذہنوں پر گہرے نقوش چھوڑ جائے گی۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

واٹر لائٹ

واٹر لائٹ — ایک ایسی دھات جو پتھر کی طرح ٹھوس اور شیشے جیسی چمکدار تھی۔

واٹر لائٹ — جو دنیا کی نایاب ترین دھات تھی۔

بلیک ہاکس — اسرائیلی ایجنسی۔ جس کے ایجنٹ واٹر لائٹ تک پہنچ چکے تھے۔

بلیک ہاکس — جس کے دو ایجنٹ خصوصی طور پر عمران کو ہلاک کرنے کے لئے آئے تھے۔

وہ لمحہ — جب بلیک ہاکس ایجنٹ ولیم اور لیانا، عمران پر موت بن کر ٹوٹ پڑے اور پھر —— ؟

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاکس کی انوکھی اور ناقابلِ یقین کارروائیوں میں الجھتے چلے گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاکس ایجنٹوں کی تلاش میں تھے اور بلیک ہاکس ایجنٹ بار بار موت کے روپ میں ان پر جھپٹ رہے تھے۔

کیا اسرائیلی ایجنٹ یا کیشیا سے واٹر لائٹ لے جانے میں کامیاب ہو سکے۔ یا ؟

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666